شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

اِقَامَۃُ الصَّلوٰۃ

پیر عبداللطیف خاں نقشبندی
خلیفہ مجاز نیریاں شریف

Marfat.com

(نماز قائم کرنے کا آسان اور آزمودہ نسخہ)

اِقَامَةُ الصَّلٰوۃ

(روحانی مضامین جن سے ہزاروں انسانوں کی کردار سازی ہوئی)

مصنف

عبداللطیف خان نقشبندی

ڈائریکٹر (ر) محکمہ موسمیات، لاہور

ذخیرہ
لاہور پاکستان

نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

Marfat.com

85234

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

اشاعت اول	۲۰۰۴ء
تعداد	ایک ہزار
کوڈ نمبر	جی۔این۔یو۔۲۲۸/۱۰۰۰
طابع	کمبائن پرنٹرز لاہور
قیمت	175 روپے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

(الروم: ٣١)

(اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ)

لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

بنام

حضور پر نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

و

جملہ خواجگان نقشبند

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تا خواجہ مخدومِ مَن قبلہ پیر حضرت علامہ علاؤالدین صدیقی غزنوی مدظلہ العالی، سجادہ نشین دربار نیریاں شریف تراڑ خیل (آزاد کشمیر)، اِس فقیر کے محبوب قومی شاعر علامہ اقبالؒ اور میرے درویش والدین رحمہم اللہ جن کی فیض رَس نگاہوں نے مجھے ملّت کی خدمت کے قابل بنایا۔

خادم الفقراء

عبداللطیف خان نقشبندی

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

حمد باری تعالیٰ	مصنف	۲۱
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مصنف	۲۳
تأثرات	علامہ حضرت علاؤالدین صدیقی غزنوی	۲۵
غرضِ تالیف	مصنف	۲۷
مقدمہ	پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ	۳۱
تقدیم	مصنف	۳۳

نماز کو کیوں اس قدر اہمیت حاصل ہے؟ ۳۷

(مصنف کی کتاب ''حسنِ نماز'' سے اقتباس)

نماز کا تعارفی بیان ۳۷

اقامتِ صلوٰۃ ۵۲

نماز کے ظاہری اور باطنی آداب ۵۲

اقامتِ صلوٰۃ سے مقصود کیا ہے؟ ۵۳

صوفیہ اور اقامت صلوٰۃ ۵۴

اقامتِ صلوٰۃ کے متعلق مشائخ اور علماء کے خوبصورت نکات ۶۰

حضرت مجددؒ اور صحت نماز ۶۲

بے نمازی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ ۶۴

(۱) سراسر غفلت (۲) علمِ دین سے لاتعلقی (۳) مال وجاہ اور دنیا کی طلب (۴) نیک صحبت سے گریز (۵) شیطانی حربہ (۶) شیطانی وسوسے (۷) خدا پر یقین کی کمی (۸) مطالعہ سے گریز (۹) رزق حلال کا فقدان (۱۰) کیا نماز ضروری ہے؟

Marfat.com

لوگوں کو یہ علم ہی نہیں (۱۱) دوسروں کی تلقین کا اثر نہیں ہوتا

(۱۲) دشمنانِ اسلام کے دباؤ کا اثر

امام غزالی کا انکشاف کہ لوگ دین سے کیوں دور ہیں ۶۶

قرآن کے اعتبار سے دین سے دوری کے اسباب ۶۷

(قرآن نے بے نمازیوں کو جہنمی قرار دیا ہے) ۶۷

قرآن میں بیان کردہ انسان کی مندرجہ ذیل خامیاں

جن کی وجہ سے وہ نماز سے دور چلا جاتا ہے۔ ۶۹

۱۔ کثرت مال کی خواہش ۶۹

۲۔ اللہ کی یاد کے بغیر زندگی گزارنا ۷۲

۳۔ مسلمانوں کی اکثریت دنیا سے محبت کرنے والی ہے ۷۴

۴۔ انسان مال کی محبت میں تندت پسند ہے ۷۴

۵۔ انسان دھوکے میں ہے اور اپنے رب کو جھٹلاتا ہے ۷۵

۶۔ جن لوگوں سے جہنم رسید ہونے کی وجہ پوچھی جائے گی تو

وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے ۷۶

۷۔ بے شک انسان ناقدرا، کمزور اور جلد باز ہے ۷۶

۸۔ انسان مارا جائے کیسا ناشکرا ہے؟ وہ بہت سرکش ہے ۷۶

۹۔ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے قیامت کے دن خوامخواہ چھوڑ

دیا جائے گا ۷۷

۱۰۔ کیا انسان یہ سوچتا ہے کہ قیامت کے دن اس کی ہڈیاں

اکٹھی نہیں کی جائیں گی ۷۸

مصائب کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کی وجوہات مختلف ہیں ۷۸

Marfat.com

وہ پرندے جو آنکھ رکھتے ہیں، سب سے پہلے اسیر ہوتے ہیں ۸۱

(اثر کے اعتبار سے لوگوں کی قسمیں)

ہم اپنی زندگی کو دین میں کیسے ڈھال سکتے ہیں؟ ۸۹

(ا) مسلمانوں کے ذہن سے غلامانہ طرز کی بے علمی کو دور کرنا ۹۰

ب۔ اسلام میں طلب علم کو فرض قرار دیا گیا ہے ۹۱

ج۔ مسلمانوں کی لاعلمی کے باعث پیدا شدہ مسائل کا حل ۹۲

(چھ نکات جو حل طلب ہیں)

یقین اور ایمان باللہ (ایک خوبصورت مقالہ) ۹۵

(۱) بجلی کی برہنہ تار کو پکڑنا (۲) مریدوں کے یقین کا امتحان (۳) حضرت ابراہیمؑ کا ایمان (۴) حضرت بایزید بسطامیؒ کا یقین (۵) فرعون کے جادوگروں اور حضرت آسیہؓ کا یقین (۶) ایک دیہاتی کا ایمان (۷) امام غزالیؒ کا گھسیارا (۸) اگر کوئی جنت یا دوزخ کو لمحہ بھر کے لیے دیکھ لے

یقین کی دولت کو کیوں ایمان کہا گیا ہے؟ ۱۰۰

الیقین (یقین کی وضاحت)

علامہ اقبالؒ کی نظر میں جوہرِ یقین ۱۰۲

یقین سے ہی زندگی کا استحکام ہے ۱۰۳

یقین نیک صحبت سے حاصل ہوتا ہے ۱۰۴

اتباعِ شریعت سے یقین پختہ ہوتا ہے ۱۰۵

یقین پیدا کرنے کے لیے دل کی قندیل سے کام لیں ۱۰۶

فنا اور بقا کا انحصار یقین پر ہے ۱۰۷

اپنی حفاظت یقین سے کرو ۱۰۹

عمل کے لیے صرف اور صرف یقین کو تلاش کرو ۱۰۹

Marfat.com

لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہی یقین کی دولت میسر ہوتی ہے	۱۱۰
جسے یقین نہ ہو وہ تحقیقی، تخلیقی اور روحانی امور کے لائق نہیں	۱۱۱
حصولِ یقین کے طریقے (دس طریقوں کا تفصیلی بیان)	۱۱۳
حاصل کلام	۱۱۸
اس بات کا یقین کہ واقعی ایک خدا ہے	۱۲۲
(ا۔ قرآنی دلائل (کہ ایک خدا موجود ہے)	۱۲۳
ا۔ قرآن کی حفاظت کا کرشمہ	۱۲۳
۲۔ قرآن کی حفاظت کس طرح کی گئی	۱۲۴
۳۔ حفظِ قرآن کا راز	۱۲۴
۴۔ قرآن کی صداقت	۱۲۵
۵۔ قرآن کا یاد کروانا اور منسوخ آیات کا بھلا دینا اللہ کے اختیار سے ہوتا ہے	۱۲۵
۶۔ قرآنی آیات کا بنا لینا انسانی طاقت سے باہر ہے	۱۲۶
۷۔ قرآن مکمل کتاب اور اسلام مکمل دین ہے	۱۲۶
۸۔ مومن کے تصرفات دین کے نور کی وجہ سے ہیں	۱۲۷
۹۔ محیر العقول کارنامے اللہ کے عطا کردہ تصرّف سے نمایاں ہوتے ہیں	۱۲۸
۱۰۔ سورۃ الرحمٰن میں مخلوق سے خدا کے استفسارات	۱۲۸
۱۱۔ آیات اللہ (اللہ کی نشانیاں)	۱۲۹
۱۲۔ کائنات کی ساخت صرف ایک صانع کے وجود کا ثبوت دیتی ہے	۱۳۰
۱۳۔ تخلیق کائنات خدائی کام ہے، کوئی دوسرا مچھر کا پر بھی نہیں بنا سکتا	۱۳۱
۱۴۔ دہریہ کا اعتراض غلط ہے	۱۳۱

Marfat.com

۱۵۔ دیگر ثبوت کے انبار ۱۳۱

اگر واقعی خدا ہے تو پھر جوابدہی کی تیاری کر لیجئے ۱۳۲

ب۔ مشاہداتی دلائل (کہ ایک خدا موجود ہے) ۱۳۳

ا۔ قرآنی حقائق کے مشاہداتی دلائل ۱۳۳

i۔ قرآن کریم کی حفاظت کا کرشمہ ۱۳۴

ii۔ اسلام میں نور کا تصور ۱۳۴

iii۔ نور کی رفتار کا اندازہ ۱۳۵

iv۔ معراج کا سفر ۱۳۶

v۔ دو صحابہ کے تروتازہ اجسام ۱۳۷

vi۔ حضورؐ کے والدگرامی کی میّت کا مشاہدہ ۱۳۷

۲۔ سائنس کے مشاہداتی دلائل ۱۳۸

i۔ تخلیق کائنات اور ایک کمپیوٹر کی تحقیق ۱۳۹

ii۔ سند ہو تو انسان زمین کے قُطروں سے باہر نکل سکتا ہے ۱۳۹

iii۔ اللہ دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ربّ ہے ۱۴۰

iv۔ اللہ ہر شئے پر محیط ہے ۱۴۰

v۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی رخنہ نہیں ۱۴۱

vi۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار بندوں کو انعامات عطا کیے ہیں ۱۴۱

ج۔ عقلی دلائل (خدا کے ایک ہونے کے متعلق) ۱۴۲

ا۔ ہر وجہ کی ایک وجہ ہوتی ہے اور آخری وجہ خدا ہے ۱۴۳

۲۔ گھر کا نظام چلانے والا کوئی ضرور ہوتا ہے اور ہر گھر کے اصول بھی ہوتے ہیں ۱۴۴

Marfat.com

کچھ سائنسدانوں کے اقوال کہ عام انسان کسی چیز پر قادر نہیں ۱۴۵

امکانات کی تھیوری (Theory of Probabilities) ۱۴۸

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فلسفہ کہ ایک خدا ضرور ہے ۱۴۸

سائنس کی ایجادات نے اسلامی فرمودات کو سچا کر دکھایا ۱۴۹

حضور ﷺ کا امین ہونا خدا کے موجود ہونے کی دلیل ہے ۱۴۹

انبیاء کے معجزے اور ولیوں کی کرامات ۱۵۰

ایک خدا کا ہونا ضروری ہے ۱۵۰

کسی شے کے بغیر کائنات کی تخلیق ہوئی ۱۵۰

قرآن کا فلسفۂ زمان و مکاں ۱۵۱

فلسفے اور عقل کی باتیں ۱۵۴

جب خدا کے ثبوت مل گئے تو اس کا ملنا مشکل نہیں ۱۵۷

انسان کی تخلیق اور اس کی غرض و غایت ۱۵۷

قصۂ آدم کا خلاصہ ۱۵۸

پیدائش آدم علیہ السلام ۱۶۰

جنت میں آدم کو خلافت عطا ہونا ۱۶۱

فرشتوں کا وجد ۱۶۲

انکار ابلیس ۱۶۲

جنت سے خروج ۱۶۲

قرآن میں قصہ آدم کا ذکر (۵ بار) ۱۶۴

روحوں کا وعدۂ الست ۱۶۷

حضرت حوا کی پیدائش ۱۶۸

فرشتے ۱۶۹

Marfat.com

فرشتوں کی اقسام ۱۷۰

سجدۂ آدمؑ کی غرض کیا تھی ۱۷۰

علم الاشیاء سے مراد ۱۷۱

فساد کے ساتھ علم و آگہی ۱۷۳

آدمؑ کا علم دیکھ کر فرشتوں کا وجد میں آنا ۱۷۴

جبرئیلؑ، آدمؑ پر رشک کرتے ہیں ۱۷۶

مسجودِ ملائک آج رسوا کیوں ہے؟ ۱۷۷

ابلیس (قصۂ آدمؑ کو رنگین کر گیا کس کا لہو) ۱۷۸

زمیں پر عزازیل کا کارنامہ ۱۷۹

اس دنیا کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات ۱۸۰

دنیا کس کو کہتے ہیں؟ ۱۸۰

دنیا کی مذمت ۱۸۱

حقیقتِ دنیا مجددِ الف ثانیؒ کی نظر میں ۱۸۲

اپنی بساط سے زیادہ کی اُمنگ پیدا نہ کریں ۱۸۳

خواہشات اور آرزوؤں کو قابو میں رکھیں ۱۸۴

اکثر مسلمانوں کے اعمال کی گٹھڑی خالی ہوتی ہے ۱۸۶

گرفت گناہوں کے باعث ہوتی ہے ۱۸۸

اصلاحِ قلب کا مجددی طریقہ ۱۹۰

نماز: قرآن اور حدیث کی روشنی میں ۱۹۱

قرآن میں نماز کے فضائل و تاکید ۱۹۱

احادیث میں نماز کا مقام ۱۹۲

نماز میں شیطان کی رکاوٹوں کا علاج ۱۹۵

Marfat.com

شیاطین سے بچنے کے کچھ اور راستے ۱۹۶

وہ امتیازات جو صرف عبادت گزاروں کو ہی ملتے ہیں ۱۹۸

۱۔ سیدھے راستے کی ہدایات کا عطا ہونا ۱۹۹

۲۔ قبولیت دعا کے دروازوں کا کھلنا ۱۹۹

۳۔ رزق میں برکت ہونا ۲۰۰

۴۔ عبادت میں دکھوں سے نجات ملنا ۲۰۰

۵۔ عبادت کی وجہ سے بات میں وزن ہونا ۲۰۰

۶۔ عبادت سے نور کا عطا ہونا ۲۰۱

۷۔ عبادت سے دانش کا عطا ہونا ۲۰۲

۸۔ عبادت سے مومن کی حفاظت ہونا ۲۰۳

۹۔ عبادت گزاروں کی جہاد میں مدد کرنا ۲۰۴

۱۰۔ اہل عبادت کے لیے فرشتوں کی دعا ۲۰۴

۱۱۔ عابدوں کا اللہ کے قہر سے محفوظ رہنا ۲۰۴

۱۲۔ عبادت گزاروں کے لیے کائنات کا مسخر ہونا ۲۰۵

نمازی کے لیے امتیازی اعزاز ۲۰۵

نماز کی ۲۱ خصوصیات ۲۰۶

نماز کے فضائل ۲۰۸

نماز میں دونوں جہان کی نجات ہے ۲۰۹

ابلیس کا پیدا کردہ تکبر و سرکشی ۲۱۱

ابلیس کے اختیارات ۲۱۲

شیطان کس پر حملہ کرتا ہے ۲۱۵

بندوں کی شیاطین پر گرفت ۲۱۶

Marfat.com

ابلیس کے ہتھکنڈے ۲۱۷

۱۔عورتوں کی بلا میں گرفتار کرنا اور غلط مسائل میں اُلجھا دینا ۲۱۸

۲۔لوگوں کو لڑا دینا ۲۱۸

۳۔عرب میں جہالت کے زمانے کی بات ۲۱۸

۴۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ابلیس کو دور کرنا [illegible]۱۹

۵۔حضرت ایوب [illegible] [illegible]

۶۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی [illegible] سلام اور ابلیس [illegible]

۷۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ابلیس ۲۲۰

۸۔حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا واقعہ ۲۲۱

۹۔طوفان نوح علیہ السلام اور ابلیس ۲۲۱

۱۰۔حضرت جنید بغدادیؒ سے ابلیس کی ملاقات ۲۲۲

۱۱۔حضرت بایزید بسطامیؒ نے ابلیس کو دیکھا ۲۲۲

۱۲۔شیطان نے ایک عورت کو نبی بنانا چاہا ۲۲۳

۱۳۔ابلیس کسی بدی پر مجبور نہیں کرسکتا ۲۲۳

۱۴۔حضرت امام غزالیؒ نے شیطان کا قصہ بیان کیا ۲۲۴

۱۵۔احادیث میں شیطانی وسوسوں کا ذکر ۲۲۴

۱۶۔جب کوئی شخص کسی کو وعظ ونصیحت کرتا ہے ۲۲۵

۱۷۔رشوت خوروں، چوروں اور کالا دھن کمانے والوں کے لیے
شیطان کیا حربہ استعمال کرتا ہے؟ ۲۲۵

ابلیس اللہ کے سامنے شکایت کناں ہے کہ مسلمان اس کی
ذرہ برابر مدافعت نہیں کرسکتے ۲۲۵

جنت سے نکلوانے کا واقعہ ۲۲۷

Marfat.com

دانہ کھانا خطائے اجتہادی تھی ۲۲۹

اولادِ آدمؑ کو نصیحت ۲۳۰

آدمؑ کی معافی ۲۳۰

اعترافِ آدمؑ اور ابلیس کی سرکشی ۲۳۲

دنیا میں آدمؑ کا نزول ۲۳۳

جنت سے نکلنے سے پہلے آدمؑ اور ابلیس کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ۲۳۴

بنی آدم اور ابلیس لعین کی طاقتوں کا موازنہ ۲۳۵

ایک خوبصورت سوال کا خوبصورت جواب ۲۳۶

تارکینِ نماز کی سزائیں ۲۳۸

بے نمازیوں کے لیے اللہ کی طرف سے عتاب ۲۳۸

بے نمازی کو پندرہ سزائیں دی جائیں گی ۲۳۹

بے نمازی کے لیے دنیا کی چھ سزائیں ۲۳۹

موت کے وقت کی تین سزائیں ۲۴۰

قبر کی تین سزائیں ۲۴۰

قیامت کی تین سزائیں ۲۴۰

نمازیوں کے لیے خاص عنایات جن سے بے نمازی محروم رہتا ہے ۲۴۱

وہ مشکلات جو نماز کی راہ میں حائل ہوتی ہیں ۲۴۳

(بے عملی کی راہ کی رکاوٹیں)

اللہ تعالیٰ کی یہ خواہش ہے کہ لوگ بے نمازی نہ رہیں ۲۴۵

نماز کی راہ میں حائل ہونے والی چار رکاوٹیں ۲۴۶

۱۔ علم نافع سے محروم رکھنا ۲۴۷

۲۔ ذوقِ عمل پیدا نہ ہونے دینا ۲۴۸

Marfat.com

۳۔ تکبر کی ہلاکت میں گرفتار کرنا ۲۴۸

۴۔ شرکِ خفی میں مبتلا کرنا ۲۴۹

نماز جاری کرنے کے لیے اہم نِکات ۲۵۰

۱۔ نماز کی اہمیت کو سمجھنا ۲۵۰

۲۔ نماز کو التوا میں ڈالنے کے لیے شیطان کی باتوں کو نہ سنیں ۲۵۲

۳۔ نمازوں میں صرف ہونے کے اوقات میں اختصار ۲۵۳

۴۔ جو نماز رہ جائے اس کی قضا ضرور ادا کی جائے ۲۵۴

آسمان والے سے تعلق ہو جائے تو اس سے سب کچھ ملتا ہے ۲۵۵

بزرگوں کی صحبت اثر رکھتی ہے ۲۵۷

زندگی میں دشمن عناصر کا حل ۲۵۷

نماز و روزہ پر عمل کرنے والوں کے بہت سے دکھ دور ہو جاتے ہیں ۲۵۸

نیکی کرنے والوں کے لیے اللہ کی مدد ۲۵۹

۱۔ مصائب کا دور ہونا ۲۵۹

۲۔ اللہ کی طرف سے کاموں کا آسان ہو جانا ۲۶۰

۳۔ نیکی کرنے والوں کی فلاح ہو جاتی ہے ۲۶۰

۴۔ موت کے وقت فرشتے اعزاز عطا کرتے ہیں ۲۶۱

۵۔ نیکوکاروں کو زمین اور آسمان میں عزت ملتی ہے ۲۶۲

نافرمانوں کے لیے اللہ کی گرفت ۲۶۲

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ ۲۶۲

۲۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو مصائب میں اس لیے گرفتار کرتا ہے کہ شاید وہ
[illegible] ۲۶۳

۳۔ نہ ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ عذاب میں گرفتار کرتا ہے ۲۶۳

Marfat.com

۴۔ اللہ تعالیٰ راہ راست پر آنے کے مواقع فراہم کرتا ہے ۲۶۴
۵۔ مصیبتیں تمہارے کرتوتوں سے آتی ہیں ۲۶۵
۶۔ اللہ تعالیٰ کے ڈرانے والے آتے ہیں تاکہ کسی کا کوئی عذر نہ رہے ۲۶۵
اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے؟ (دین بہت آسان ہے، مشکل نہیں) ۲۶۶
احکام الٰہی انسانی وسعت سے باہر نہیں ۲۶۶
ضروریات اسلام کیا ہیں؟ ۲۶۷
۱۔ پہلا رکن ''ایمان اور رسالت'' ۲۶۷
۲۔ دوسرا رکن ''نماز'' (اسلامی عبادات کا پہلا مقام) ۲۶۸
۳۔ تیسرا رکن ''رمضان کے روزے'' ۲۶۹
۴۔ چوتھا رکن ''زکوٰۃ کی ادائیگی'' ۲۶۹
۵۔ پانچواں رکن ''حج'' ۲۶۹
انسان کی مشکلات کا حل شریعت کے اتباع میں ہے ۲۶۹
دنیا اور آخرت دونوں کو ہاتھ میں رکھیں ۲۷۰
اسلام کے دو راستے ۲۷۱
۱۔ اسلام کا پہلا راستہ ۲۷۳
۲۔ اسلام کا دوسرا راستہ ۲۷۳
سوچیں کہ آپ کون سا راستہ چاہتے ہیں ۲۷۵
بغیر نماز و روزہ کے دونوں جہان کی بھلائی ممکن نہیں ۲۷۷
ایک تلخ حقیقت ۲۷۷
سوچئے کہ اگر آپ مر گئے تو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے ۲۷۷
مسلمانوں کی کثیر تعداد جہنم میں جانے کے لیے کیوں تیار ہے؟ ۲۷۸
مسلمانوں کی اصلاح کے لیے حکومت کا ہاتھ ضروری ہے ۲۸۰

Marfat.com

کچھ دلچسپ بیانات فوراً زندگی کو بدل دیتے ہیں	۲۸۱
وہ آسان طریقہ جس سے مسلمان فوراً نمازی بن جاتے ہیں	۲۸۱
نماز و روزہ کی عبادت سے نہ صرف آخرت بلکہ دنیا کے حالات بھی سنور جاتے ہیں	۲۸۲
اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ قوانین جن سے زندگی کے دکھ دور ہوتے ہیں	۲۸۲
مصنف کی تصانیف	۲۸۵
تعارف مصنف	۲۸۸

Marfat.com

Marfat.com

حمدِ باری تعالیٰ

کریمی شان ہے تیری تو ہے پروردگار اپنا
توہی ستار ہے مولیٰ تو ہے آمرزگار اپنا

مرے دل کو عطا کر رازِ الوندی سے آگاہی
بنایا ہے جہاں میں تو نے مجھ کو راز دار اپنا

ترے ہی نام کی برکت سے یہ عقدہ کشائی ہے
وگرنہ یہ مسائل ڈال دیتے ہم پہ بار اپنا

کہاں کی پارسائی، ہم کو یہ اعجاز کیا کم ہے
کہ تیرے چاہنے والوں میں ہوتا ہے شمار اپنا

اُسی نسبت سے اٹھیں گے کہ جس نسبت پہ مرتے ہیں
زہے قسمت کہ بن جائے مدینے میں مزار اپنا

ترے ہی لطف کے ہیں منتظر، بخشش کے جویا ہیں
مرے اعمال رکھتے ہیں تجھی پر انحصار اپنا

ہے تیرے نام پر ہی اپنا مرنا اور جینا بھی
خلیل اللہؑ نے ہم کو دیا ہے یہ شعار اپنا

خدا کا عشق بھی ہو اور حُسنِ مصطفائیؐ بھی
انہی دونوں پہ قائم ہے نمازوں کا مدار اپنا

نہ ہو جس کا نشاں کوئی تو پھر اس کا پتہ کیا ہو؟
ولے دیتا ہے تو عشاق کے دل میں خمار اپنا

مسلماں ہیں مسلمانی نہیں باقی رہی ان میں
خدایا دے دے اس اُمت کو پہلا سا وقار اپنا

اسی سے ہم کو ملتا ہے لطیف اک حسن کا عالم
بنالیتا ہوں وجہ اللہ کو جب آئینہ دار اپنا

Marfat.com

85234

Marfat.com

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

بزم جہاں رہے نہ یہ ارض و سماء رہے
آقاؐ تری نگاہِ کرم ہم پہ وا رہے

سر میں جنوں ہو اور خلش دل میں آپؐ کی
سانسوں میں میری آپ کا چرچا بسا رہے

سورج سے چاند تاروں کو ملتی ہے روشنی
تیری ضیا سے میرا چمکتا دیا رہے

میرا جہان آپؐ ہیں دل گھر ہے آپؐ کا
اس خستہ دل میں آپؐ کا گھر حشر تا رہے

سجدے وہی قبول تھے میرے حضورِ رب
محو جمالِ یار جو ہو کر قضا رہے

جس سمت دیکھوں آپؐ کی صورت ہو سامنے
پیشِ نظر خدا کرے ایسی فضا رہے

دنیا کی رفعتوں کی تمنا نہیں اسے
سر آستاں پہ آپؐ کے جس کا جھکا رہے

مجھ کو دعا سے پہلے خدا خود کہے کہ مانگ
ایسا اثر دعا میں رسولِ خدا رہے

دنیا کی نعمتوں سے اسے واسطہ ہو کیا
جس کی نظر میں آپؐ کا جلوہ سدا رہے

عشقِ نبیؐ میں کھو کے نہ میرا رہے سراغ
ہر ہر فنا کے بعد مقامِ بقا رہے

ہے انتہا کمال کی اپنی یہی لطیف
جب تک رہے حضورؐ کے ہی زیرِ پا رہے

Marfat.com

Marfat.com

تأثرات

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم کی بات ہے کہ پیر عبداللطیف خان نقشبندی کے قلم سے یہ نویں کتاب لوگوں کے مطالعہ میں آنے کی سعادت کا باعث بن رہی ہے۔ الحمدللہ کہ آپ کی تمام کتابوں کا پاکستان اور بیرونی ممالک میں بغرض اصلاح وسیع مطالعہ کیا جارہا ہے بلکہ جنگ پبلشرز نے تو آپ کی کتابوں کو ''بیسٹ سیلز بک'' میں شمار کیا ہے۔ یورپی ممالک اور امریکہ کے عوام کی سہولت کے لیے آپ کی کتابوں کا انگریزی ترجمہ کرنے کا اہتمام بھی ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی تصنیف ''نشانِ منزل'' کا انگریزی ترجمہ شائع ہو کر انگلستان اور امریکہ میں پہنچ چکا ہے۔

پیر عبداللطیف خان نقشبندی کی تحریر کردہ تمام دینی کتب سالکانِ طریقت کی راہنمائی کے لیے نہایت دلچسپی کا باعث بن چکی ہیں اور روحانی حلقوں میں آپ کی تصانیف کو اچھی خاصی مقبولیت حاصل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اور بھی زیادہ زورِ قلم عطا فرمائے اور آپ کی کوششوں کو احیائے اسلام اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے مقاصد کی تکمیل کا سبب بنائے۔ آمین!

مورخہ ۱۱ ذی القعد ۱۴۲۲ھ
بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۲ء

پیر علاؤالدین صدیقی غزنوی نقشبندی
سجادہ نشین، دربار عالیہ، نیریاں شریف
تراڑ خیل (آزاد کشمیر)

Marfat.com

Marfat.com

غرضِ تالیف

اس بات کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج مسلمان دینِ اسلام سے دور ہٹ جانے کے باعث اقوامِ عالم کے سامنے کس قدر رسوا ہو چکے ہیں لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو از سرنو دینِ اسلام کی طرف رغبت دلائی جائے تا کہ اپنے مذہب کی محبت ان کے دلوں میں اس طرح جلوہ گر ہو جائے کہ وہ پوری دنیا میں نہ صرف اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں بلکہ اہلِ عالم کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کر سکیں۔

مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار کا باعث فقط مادہ پرستی ہے جو لوگوں کے ذہنوں پر بری طرح قبضہ جما چکی ہے۔ زمانے کی سب سے بڑی ستم ظریفی یہ ہے کہ آج کے نوجوانوں کو دینِ اسلام کی افادیت سے بالکل بے بہرہ رکھا گیا ہے، اور ان کو اس حالت میں رکھنے کے لئے دشمنانِ اسلام کا بہت طاقتور ہاتھ کار فرما ہے۔ راقم الحروف نے اپنے پچاس سالہ تجربے سے یہ بات اخذ کی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نسل کو اسلام کی رنگینی اور چاشنی سے آگاہ نہیں کیا گیا، ورنہ خوبصورت انداز سے اسلام کی افادیت قوم کے نوجوانوں پر واضح کی جاتی تو شاید آج مسلمانوں کی یہ حالت نہ ہوتی۔ راقم الحروف نے تبلیغ کا ایک نہایت دلچسپ طریقہ وضع کیا ہے وہ یہ کہ روزانہ تین دنوں تک (۲/۱-۱) ڈیڑھ گھنٹہ درس میں لوگوں

Marfat.com

کے سامنے اجتماعی شکل میں ایسی باتیں بیان کی جاتی ہیں اور ان کے دل اسلامی زندگی کے ایمان افروز حقائق سے اس طرح گرما دیئے جاتے ہیں کہ ان کی زندگیوں میں حیرت انگیز تغیر، زبردست انقلاب اور اسلامی ولولہ بلا تاخیر موجزن ہو جاتا ہے۔ ان درسوں کو سننے والوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ آج تک ان کے سامنے اس قدر دلچسپ انداز میں اسلامی حقائق کو کسی نے پیش ہی نہیں کیا۔ راقم الحروف کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر اسلام کی حقیقت کو صحیح معنوں اور دلچسپ انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دینِ اسلام سے اپنے رشتے کو پیوست نہ کرلیں۔

وہ تمام باتیں جو کسی نوجوان کے دل پر اثر انداز ہونے کے لئے ضروری ہیں، زیر نظر کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں۔ یقین ہے کہ ان کی طرف رجوع کرنے والوں کے دل اسلام کی افادیت سے خود بخود آشنا ہو جائیں گے۔ یہ کتاب مذکورہ درسوں کے بعد انشاء اللہ بہت کم قیمت پر تقسیم کی جائے گی تاکہ افادہ عام ہو سکے۔

راقم الحروف اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اگر اجتماعی شکل میں مسلمانوں کو گروہ در گروہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ، صرف تین دن کے لئے مذکورہ معاملات پر لیکچر دیئے جائیں (جو اس کتاب میں تجویز کئے گئے ہیں) تو اس کے سننے والوں میں سے تقریباً ۹۰ فیصد سے زائد لوگ نماز و روزہ کے پابند ہو سکتے ہیں اور اگر بڑے پیمانے پر یعنی ۱۰۰۰ کے لگ بھگ لوگوں میں یہ لیکچر دیئے جائیں تو پاکستان کی ایک بہت بڑی تعداد چند سالوں میں اسلام کی طرف راغب ہو سکتی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک بڑے ہال کی ضرورت ہوگی جہاں لوگ (۲/۱-۱) ڈیڑھ گھنٹہ جمع ہو کر اس موضوع پر مقررہ خطاب کی سماعت کریں۔ اس کام میں مدد کے لئے تین چار معاون علماء کی بھی ضرورت ہوگی اور اس تمام مہم پر معمولی لاگت آئے گی۔ اگر گورنمنٹ اس کا انتظام کرے تو ہر شہر میں یہ نظام قائم کیا جاسکتا ہے یا دوسری صورت

Marfat.com

میں کچھ متمول حضرات مل کر بھی اس خرچ کو برداشت کر سکتے ہیں۔ ایک ہال کی تعمیر اور قیمت زمین کے لئے تقریباً ۸۵ لاکھ روپے خرچ آئیں گے اور ماہانہ خرچہ ۲۰ ہزار سے زائد نہ ہوگا۔ خواہشمند حضرات رجوع کریں۔

خادم الفقراء

عبداللطیف خان نقشبندی

ڈائریکٹر (ر) محکمہ موسمیات لاہور

فون: 6665475-6666631

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

از حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

اللہ رب العزت نے اپنے محبوبِ کریم عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّسْلِیْم کو بے شمار شانوں اور ان گنت کمالات سے بہرہ ور فرما کر مبعوث کیا۔ یہ کمالات عالیہ حد و احصاء سے باہر ہیں۔ انہیں میں سے ایک خصلتِ حمیدہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ دلوں کا تزکیہ فرماتے ہیں، وہ دل جو دنیوی خواہشات سے آلودہ ہو چکے ہوں، ان کی دھڑکنوں کا مرکز و محور بدل گیا ہو، جو اپنے خالق و مالک کے ذکر کی حلاوت سے محروم ہو چکے ہوں، شیطانی وسوسہ اندازیوں اور نفس کی دسیسہ کاریوں کی آماجگاہ بن چکے ہوں۔ جب ایسے پراگندہ دل بھی آپؐ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوں گے اور آپؐ کی نگاہ لطف ان کی جانب اٹھ جائے گی تو ان دلوں کو وہ طہارت نصیب ہو جائے گی کہ قدسیان سمٰوٰت بھی ان پر رشک کریں گے۔ اب شیطانی حربے ان کے دلوں پر اثر انداز نہیں ہو سکیں گے بلکہ وہ تو انوارِ ربانی کے مہبط و مرکز بن چکے ہوں گے۔

ہمارے پاک و پاکیزہ سرشت پیغمبر ﷺ کے فیض ہمایوں نے دلوں کی اجڑی ہوئی دنیا کو بہار آشنا کر دیا۔ ایسی سرمدی و دائمی بہار کہ وہ اس کے بعد کبھی بھی خزاں کی ستم رانیوں کا شکار نہیں ہو سکتی۔

نبیٔ اکرم و اطہر ﷺ کی فیض بخشیوں کا یہ سلسلہ اولیائے کرام کی صورت میں آج بھی جاری و ساری ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ کے روحانی تصرفات اور باطنی فیوضات نے ہمیشہ

Marfat.com

دنیا میں خیر کی روایت کو زندہ رکھا۔ عصیان ولغزشوں سے آلودہ دلوں کو حق وراستی کے انوار سے روشن ومنور کرنے کا سلسلہ ہمیشہ ان پاکان امت نے اپنی شبانہ روز کاوشوں سے بحال رکھا۔ اولیائے کرام کی اس مساعی کے صدقے اس امت میں ایسے ارفع واعلیٰ کرداراور ایسی برگزیدہ ہستیاں پیدا ہوتی رہیں کہ دنیا کی کوئی قوم ان جیسے نادر روزگار وجود پیش نہیں کرسکتی۔

آج جبکہ عالم اسلام گوناگوں ابلیسی سازشوں کا شکار ہے، ان میں سے ایک بہت بڑی سازش اسلام کے اس روحانی نظام کو مشکوک اور بے اصل ثابت کرنے کی ہے۔ اغیار اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ امت اپنے ایمان، محبت اور حق کی خاطر مر مٹنے کے لازوال جذبے کہاں سے حاصل کرتی ہے۔ ایسے میں وہ افراد بڑے خوش بخت اور فرخندہ اقبال ہیں جو اپنے اسلاف کی درخشندہ اور حیات آفریں روایات کی پاسداری کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

محترمی عزت مآب حضرت پیر عبداللطیف خان صاحب نقشبندی کی تصنیفات عالیہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ فی زمانہ صوفیائے کرام کی تعلیمات کو سہل انداز میں اور عصری مذاق کے مطابق نوجوان نسل اور تشکیک زدہ افراد کے سامنے پیش کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ ان روایات کے احیاء کے بغیر امتِ مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کا مقصد کبھی بھی پورا نہیں ہوسکتا۔ ایسی مفید اور معیاری کتابوں کے مصنف یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اللہ رب العزت اُن کی کاوشوں کو قبولیت سے ہمکنار فرمائے اور اُن کی فیض رسانیوں کے سلسلہ کو مزید وسعت عطا فرمائے۔ آمین!

خاک راہِ صاحب دلاں

پیر محمد کرم شاہ الازہری (نَوَّرَ اللّٰہُ تُربتَہ)

سجادہ نشین، بھیرہ شریف

اپریل ۱۹۹۸ء

Marfat.com

تقدیم

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ دین سے مسلمانوں کی دوری اور مادی دنیا کی طرف رغبت دشمنان اسلام کے منظم منصوبے کے تحت وجود میں آئی۔ یہ بات مشاہدے میں آ چکی ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں سے ملت اسلامیہ کی بھاری اکثریت اسلام سے اس طرح روگردانی اختیار کر چکی ہے کہ اب ان کی زندگیوں میں دین سے بے زاری اور مذہبی علوم سے محرومی عروج پر نظر آتی ہے بلکہ اسلام کے ارکان کی افادیت اور برکات سے مکمل لاعلمی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی دینِ اسلام سے لاتعلقی ان کے عالمی تنزّل کا باعث بن چکی ہے۔ ان حالات میں قوم کو مذکورہ بحران سے نکالنے کے لیے مسلمانوں کی تنظیم نو وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مسلمانوں کو مادہ پرستی کے جنون سے نکالنے کے لیے اس وقت کے تمام دانشوروں، عالموں، اہل فکر اور مقتدر حضرات پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انہیں دین اسلام سے روشناس کرائیں اور ان میں قرون اولیٰ جیسا اسلامی ذوق وشوق اور جوش وخروش پیدا کریں۔ مسلمانوں میں اسلامی جذبہ اور روایتی ولولہ پیدا کرنے کی غرض سے راقم الحروف نے گزشتہ چند سالوں کے تجربے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر انہیں دین اسلام کی خوبیوں اور اس کے فوائد کو جدید سائنٹیفک اور دلچسپ انداز میں پیش کیا جائے تو وہ حیرت انگیز طور پر اس کا اثر قبول کر لیتے ہیں اور رشد وہدایت کی راہ پر چلنے کے لیے بے قرار ہو جاتے ہیں۔ علامہ

Marfat.com

اقبالؒ نے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

مذکورہ بالا معلومات کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اس درویش نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ چند افراد کو گروہوں کی شکل میں تین دنوں کے لیے (۲/۱-۱ گھنٹہ روزانہ) درس دیا جاتا ہے اور بہت دلچسپ انداز سے ضروریات اسلام کے اہم پہلوؤں کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح سامعین کے دل و جان یکسر متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ سچے دل سے اسلام کے پیروکار اور شیدائی بن جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس فقیر کے غریب خانے پر ہفتہ وار مجالسِ ذکر اور معلوماتی درسوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے جو ہر جمعۃ المبارک کے روز مغرب تا عشاء جاری رہتا ہے۔

یہ سلسلۂ درس وتدریس بہت زود اثر ہے اور اس سلسلہ کو ہر محلے اور ہر شہر میں رائج کرنے کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ قارئین سے یہ التماس ہے کہ آپ ہماری ان کوششوں میں شرکت فرما کر مطلوبہ قومی اصلاح کے معاملہ کو ایک نتیجہ خیز مرحلے تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوں۔ اس قومی اصلاح کے کام میں آپ سے طویل وقت اور مالی امداد طلب نہیں کی جائے گی، بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اس کو ایک مذہبی فریضہ سمجھ کر اپنا کچھ نہ کچھ وقت صرف کرے۔ دینِ اسلام کے لئے یہ بات بہت خوشگوار ہوگی اگر آپ اپنی مادی ضروریات پورا کرنے والے اوقات میں سے کچھ وقت اس مہم کے لئے پس انداز فرمائیں اور اس اہم ترین ضرورت کی تکمیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودیوں اور انعامات کے مستحق ہو جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دنیا کی قلیل زندگی آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلے میں چند لمحوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی کیونکہ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۷ کے

Marfat.com

مطابق اس دنیا کا ایک ہزار سال آخرت کے ایک دن کی مانند ہے۔ دیکھیئے کون اس سلسلۂ تبلیغ کو اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بخششوں، نعمتوں اور برکتوں کا مستحق بنتا ہے۔

جیسا کہ سب لوگوں کو علم ہے، ہماری چھوٹی سی جماعت اس بڑے کام کو آگے لے کر چلی ہے تا کہ مسلمانوں میں دینِ اسلام کی تبلیغ اور ترویج کا ذوق پیدا کرے اور اس کی افادیت سے انہیں بہرہ مند کر سکے۔ اگر اسلام کی تعلیم ان کے گوش گذار کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے دل اسلام کی محبت سے موجزن نہ ہو سکیں۔ اس سلسلے میں وہ تمام ضروری معلومات جن کے سننے اور جاننے کے بعد دل متاثر ہو جاتے ہیں، اس کتاب میں اختصار کے ساتھ درج کر دی گئی ہیں۔ اس میں وہ چند مضامین ہیں جن کا مسلمانوں کے علم میں آنا نہایت ضروری ہے۔

زیر نظر کتاب میں وہ تمام حقائق بیان کر دیئے گئے ہیں جو اگرچہ مختصر ہیں مگر جامع ہیں۔ ہر مسلمان کو اگر ان تمام حقائق سے آگہی نصیب ہو جائے تو ان کی اسلام سے دوری کا علاج بن سکتے ہیں۔ بہت سی مجالس ہر محلے اور شہر میں قائم کی جائیں تو یقیناً مسلمانوں کو مطلوبہ علمی معیار پہنچایا جا سکتا ہے اور ان کے دل اسلام کی محبت سے سرشار ہو سکتے ہیں، چنانچہ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ از خود اس کار خیر میں حصہ لیں اور مسلمانوں کی اسلام سے دوری کے ازالے کا سبب بنیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو مسلمان اس ذلت سے محفوظ ہو سکیں گے جو دشمنانِ اسلام کے ذریعے ان کو دنیا کے ہر خطے میں برداشت کرنا پڑ رہی ہے۔

خاکِ پائے درویشاں

عبداللطیف خان نقشبندی

ڈائریکٹر (ر) محکمہ موسمیات لاہور

۲۱ ستمبر ۲۰۰۰

کیلیفورنیا۔ امریکہ

Marfat.com

Marfat.com

نماز کو کیوں اس قدر اہمیت حاصل ہے؟

نماز کا تعارفی بیان

وہ عبادت جو حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار پائی ہو، اس کا اسلام میں سب سے افضل، پسندیدہ اور اہم ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اسلام میں نہایت اہمیت کا حامل رُکن اور تمام عبادات کی پیش رو نماز ہے۔ اسی بنا پر اسے دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نماز تمام عبادات کی جامع ہے اور یہ وہ جزو ہے جس نے اپنی جامعیت کے سبب کُل کا حکم پیدا کرلیا ہے اور تمام مقرب اعمال سے برتر حیثیت کی حامل ہے۔

نماز کی ظاہری صورت تو معروف ہے اور باطنی صورت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ سے جب پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہے تو فرمایا مخلوق سے تعلقات کا توڑنا، قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ عوام کے علم میں اس بات کا اضافہ کرنے کے لئے کہ نماز کو کیونکر تمام عبادات کا مغز اور سب سے اہم عبادت قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ دیگر تمام عبادات سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب نماز کے ذریعے کیونکر حاصل ہوتا ہے، اس کی وضاحت اس کتاب کے آئندہ ابواب میں مختصر طور پر کردی گئی ہے۔ اس ضمن میں فضائل نماز کا مختصر سا تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ دنیا میں اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوسکتا ہے

Marfat.com

تو وہ محض نماز کے ذریعے ہی ممکن ہے، کسی اور عبادت میں ایسا قرب ممکن نہیں۔ یہ اس لئے کہ جو رویتِ باری تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو معراج کی رات نصیب ہوئی اور اس میں جو بہشت کی سیر میسر ہوئی وہ فدایان محمد ﷺ کو آپ ﷺ کے طفیل آج بھی نماز میں ملتی ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے "الصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ" یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔ خصوصاً جو لوگ سرور کائنات ؐ کی شریعتِ مطہرہ کے کامل متبع ہیں ان کو اس جہان میں معراج کی دولت کا فیضان نماز میں حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ رویتِ حق حاصل نہیں ہوتی کیونکہ یہ جہاں رویتِ حق کی طاقت نہیں رکھتا۔

نماز کو غمزدوں کی غم گسار، بیماروں کے لئے راحت اور آنکھوں کے لئے ٹھنڈک کہا جاتا ہے کیونکہ جب نمازی نماز میں داخل ہو جاتا ہے تو اِس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اگلے جہاں کی لذتوں سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ دنیا کے مصائب سے جب گراں بار ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرماتے "قُمْ یَا بِلَالُ فَاَرِحْنَا بِالصَّلَاۃِ" یعنی اے بلال اٹھ (اذان کہہ) اور نماز کے ذریعے ہمیں راحت پہنچا۔ اس طرح جب آپ ﷺ نماز کی حالت میں ہوتے تو پھر وہی قربِ الٰہی محسوس کرتے جو بوقت معراج آپ ﷺ کو نصیب ہوا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان نہ کوئی مقرب فرشتہ ہوتا اور نہ ہی کوئی اور واسطہ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے عاشقانِ الٰہی کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے "اگر نماز کا حکم اس دنیا میں نہ ہوتا تو چہرۂ مقصود سے نقاب کون اٹھاتا اور طالب کی مطلوب کی طرف راہنمائی کون کرتا؟"

نماز کا باقی عبادات یعنی حج، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ سے ارفع و اعلیٰ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کی فرضیت محض کسی آیتِ قرآنی کے نزول سے نافذ نہیں ہوئی بلکہ اس کو امتِ محمد ﷺ پر فرض قرار دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سرورِ کونین فخر موجودات ﷺ کو آسمان پر ہی نہیں بلکہ عرشِ معلیٰ پر بلا کر اپنے حضور میں مسلمانوں کے لئے نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ نماز کی اس

Marfat.com

خصوصیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ نماز جیسی خاص الخاص عبادت کی ادائیگی بھی کوئی ایسی معمولی بات نہیں جس کو کوئی از خود اخذ کر سکے اور بغیر کسی کی راہنمائی کے ٹھیک طریقے سے ادا کر سکے۔ یاد رہے کہ نماز کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، جس کو آئندہ ابواب میں واضح کر دیا گیا ہے۔ نماز کی صحیح ادائیگی کے لئے ظاہری اور باطنی آداب کا سیکھنا ضروری ہے کیونکہ ظاہری نماز تو علمِ ظاہر کی محتاج ہے اور نماز کے باطن کا علومِ باطنی کے بغیر چارہ نہیں۔ (وضاحت کے لئے اس کتاب میں اقامتِ صلوٰۃ کا بیان دیکھیں۔)

نماز محض قیام، رکوع اور سجود وغیرہ کا مجموعہ نہیں۔ اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے کے آداب زیادہ اہم ہیں اور یہ آداب ان لوگوں سے سیکھے جاتے ہیں جو روحانی علوم کا مکمل فہم وادراک رکھتے ہوں۔ چنانچہ ان اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا نماز اور دیگر عبادات کی صحیح ادائیگی کے لئے ضروری ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس طریقے کو بوساطتِ رسالتمآب ﷺ سیکھا اور خواص کو آپ نے نماز کے روحانی پہلوؤں کی تعلیم دیگر صحابۂ کرامؓ سے الگ، گوشۂ تنہائی میں عطا فرمائی۔ حضور ﷺ کے بعد یہ سلسلہ تعلیم جاری وساری رہا اور اس علم کو اسلام میں روحانیت یا علمِ تصوف سے منسوب کیا جانے لگا۔ نماز کو ان ظاہری اور باطنی شرائط کے ساتھ ادا کرنے کو قرآن میں ''اِقَامَتِ صلوٰۃِ'' (نماز قائم کرنے) کے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے اور کسی مقام پر نماز کے محض پڑھ لینے کا ذکر نہیں فرمایا۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز سیکھی اور انہوں نے حضور ﷺ سے اس کو سیکھا۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِذَا قَامَ كَاَنَّهٗ عُوْدٌ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنَ الْخُشُوْعِ فِى الصَّلَاةِوَفِى رِوَايَةٍ كَاَنَّهٗ كَعْبٌ رَاتِبٌ (حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۳۱۱)	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز ایسی تھی گویا لکڑی ایک جگہ گاڑ دی گئی ہو اور یہ نماز میں خشوع کی وجہ سے ہوتا تھا۔

Marfat.com

ایسی نماز دل کی گہرائیوں اور خشوع اور خضوع کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

اس روحانی تعلیم کی ابتداء ذکر الٰہی سے کروائی جاتی ہے کیونکہ جب تک دلوں کی کثافتوں کو ذکرِ الٰہی سے دور نہ کیا جائے اس وقت تک قلبِ انسانی بارگاہِ الٰہی کے جمال کا مشاہدہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ اس روحانی تعلیم میں دیگر باتوں کے علاوہ سالک کو یہ بھی باور کرایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز میں اپنا جمال، بالواسطہ دل کی آنکھوں سے بندوں کو عطا فرماتا ہے اور اس دیدار سے انسان کو حقیقی دیدار (معراج) جیسا لطف حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح کعبۃ اللہ کی ایک صورت ہے اسی طرح اس کی ایک حقیقت بھی ہے۔ کعبۃ اللہ کی حقیقت انوارِ ذات باری تعالیٰ کے بے کیف اور بے رنگ پردوں کی صورت میں نظر آتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان کی بھی ایک صورت (جسم) ہے اور ایک حقیقت (روح) ہے۔ آپ نے ''مکتوبات ربانی'' میں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ کعبۃ اللہ کی ظاہری صورت تمام ملائکہ، جنات اور انسانوں کے ظاہر کے لئے مسجود الیہ ہے۔ گویا نماز میں کعبۃ اللہ کی حقیقت، حقائقِ کونی و مکانی (ملک، جن و بشر کی حقیقتوں) اور حقائقِ الٰہی کے درمیان برزخ ہے یعنی حقیقتِ انسانی، حقیقتِ کعبہ کو درمیان میں رکھتے ہوئے حقائقِ الٰہی کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے۔ اس طرح انسان دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ نماز کو بار بار اس لئے ادا کیا جاتا ہے تاکہ بالواسطہ دیدارِ الٰہی کی مشق ہوتی رہے اور اس کے بعد ایسا وقت آ جاتا ہے کہ انسان ہمہ وقت بلا واسطہ جمالِ الٰہی کے جلوے لوٹتا ہے۔ اسی دوامِ قرب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ نے فرمایا ''اَلتَّصَوُّفُ قِیَامُ الْقَلْبِ مَعَ اللّٰہِ بِلَاوَاسِطَۃٍ'' (یعنی تصوف بندے کے دل کا اللہ کے

Marfat.com

ساتھ بلاواسطہ قائم ہو جانے کا نام ہے۔) حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ شرح مثنوی میں روایت لائے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ طریقت میرے اعمال، حقیقت میری باطنی کیفیت اور معرفت میرا راز ہے چنانچہ طریقت کی دعوت حقیقت میں شریعت کے اتباع کے سوا کچھ نہیں۔

درج بالا حقائق سے روشناسی اور کیفیات قلبی کے پیدا کرنے کی ضرورت ایک اور حدیث سے بھی محسوس ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کی نماز کے اجر میں (بے حد) فرق ہو سکتا ہے اور یہ فرق ان کی عقلوں اور نماز کی ادائیگی میں فرق کی وجہ سے ہوگا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے ''کشف المحجوب'' میں فرمایا ہے کہ جس نے اہل تصوف کی دعوت سنی اور اسے نہ مانا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غافلین میں سے لکھا جاتا ہے۔ ☆

اصلِ طریقت چونکہ شریعت کا مکمل طور پر اتباع کرنا ہے لہٰذا اس کے ذریعے عبادات کی ٹھیک ٹھیک ادائیگی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ کبار میں سے ہر ایک نے اس علم کو سیکھا۔ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس طرح باقی علوم فرض ہیں اسی طرح علم سلوک بھی فرض ہے۔ آپ نے اس علم کو علم احوال القلب سے موسوم فرمایا ہے۔ حضرت شاہ عبدالحقؒ نے امام مالکؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس نے فقہ کے بغیر تصوف کو حاصل کیا وہ زندیق ہوا اور جس نے تصوف سیکھے بغیر فقہ کا علم حاصل کیا وہ فاسق ہوا اور جس نے ان دونوں (فقہ اور تصوف) کو ملایا وہ محقق ہوا۔ البتہ جو لوگ شرعی احکام کا اتباع نہیں کرتے اور تصوف کے دعویدار بنتے ہیں وہ اپنے دعوے میں جھوٹے اور دین کے چور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ایسے لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ کسی ایک فرض کا ادا کر دینا ان کے ایسے ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے جو شریعتِ مطہرّہ کے دائرہ سے خارج ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک فرض کی ادائیگی کو اگر سمندر

☆ اسلامی روحانیت کی شان اور علو مرتبت کے باعث راقم الحروف نے ایک کتاب ''اسلام اور روحانیت'' کے نام سے بالتفصیل لکھ دی ہے تاکہ عوام کو اسلامی روحانیت سے کچھ آگاہی ہو سکے۔ (اس کتاب کا پہلا حصہ عنقریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہونیوالا ہے۔)

Marfat.com

تصور کرلیا جائے تو اس کے مقابلے میں ایسے غیر شرعی چلّے اور نوافل ایک قطرے کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ آپ کی اس عبارت سے فرائض کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ فرض نماز خدا کے ہاں اس قدر مرغوب ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نماز سے افضل کوئی درجہ نہیں اور اگر ہے تو خدا کا مرتبہ تجرد اور تنزہ یعنی خدا کی معبودیت کا درجہ ہے۔

نزہتہ المجالس میں ہے کہ نماز معراج کی شب مکہ مکرمہ میں فرض ہوئی اور یہ معراج کی سوغات ہے۔ ''شرح اولیٰ مہذب'' میں ہے کہ جو شخص نماز اور روزہ میں سے کسی کی کثرت کرنا چاہے تو نماز کی کثرت اولیٰ ہے۔ علامہ علائیؒ نے سورۃ عنکبوت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ نماز موحدین کی شادی ہے، اس میں رنگ رنگ کی عبادات مجتمع ہیں جیسے شادی میں رنگ رنگ کے کھانے مجتمع ہوتے ہیں، اس میں قیام، رکوع سجود اور قعدہ کے علاوہ تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر اور سلام وغیرہ کی صورت میں بہت سی عبادات جمع ہیں جن کی ادائیگی رضائے خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے اور انہیں فرشتوں سے بھر دیا۔ ہر آسمان والے مختلف عبادات کرتے ہیں اور گھڑی بھر کو تساہل نہیں کرتے۔ کوئی فرشتہ قیام میں، کوئی سجود میں اور کوئی قعود میں ہے اور کچھ فرشتے طوافِ عرش، حمد، تسبیح اور دعا وغیرہ میں مشغول ہیں جبکہ اس امت کی فضیلت کا اظہار کرنے کے لیے ان تمام عبادات کو ایک نماز میں جمع کر دیا ہے تاکہ آسمان والوں کی ہر عبادت کا حصہ نمازی کو ملتا رہے بلکہ تلاوت کلام پاک کی مزید توفیق عطا فرمائی اور مسلمانوں کو کہا کہ ان عنایاتِ الٰہی پر تم شکر کرو۔ ذرا غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ نماز میں تمام مخلوقات کی عبادت بھی جمع ہے کیونکہ اس میں درختوں کا قیام، چوپایوں کا رکوع، رینگنے والے سانپ اور بچھو کا سجدہ، مینڈک وغیرہ کا قعدہ، چٹانوں کا سکوت، پرندوں کا نزول اور عروج غرضیکہ ہر شئے کی عبادت کا نمونہ نماز میں موجود ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو پانچوں نمازوں کو مکمل شرائط کے ساتھ ادا کرتا ہے تو

Marfat.com

اس کے ساتھ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کو امن وامان میں رکھے گا اور اسے ہر کام میں نصرت الٰہی حاصل ہوگی۔ مسلمان اگر گناہِ کبیرہ سے کنارہ کش رہے تو باقی تمام گناہوں کے لئے یہ پانچ نمازیں کفارہ کی حیثیت رکھتی ہیں (مشکوٰۃ ملخصاً رقم الحدیث ۵۶۴)۔ ایک روایت میں ہے کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ منیۃ المصلی میں ہے کہ ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد نماز سے بڑھ کر کسی محبوب تر چیز کو اپنے بندوں پر فرض قرار نہیں دیا اور اپنی جتنی بخششوں اور رحمتوں کے خزانے اس عبادت کے لئے مخصوص فرمائے ہیں اور کسی عبادت کے لئے مخصوص نہیں فرمائے۔ قرآن مجید میں نماز کا تذکرہ سات سو بار سے زائد آچکا ہے اور جتنی تاکید اس نماز کے لئے مخصوص فرمائی گئی ہے کسی اور عبادت کے لئے ایسی تاکید نہیں فرمائی۔ اتنی بلند مرتبت عبادت ہونے اور بے پناہ برکات اور فیوضات ربانی کی حامل ہونے کی بنا پر نماز کے بیان کو زیر نظر کتاب میں مختصر مگر جامع انداز میں بیان کردیا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان نماز کے مقام سے آگاہی حاصل کر سکے اور ایسی انمول عبادت سے کوئی بھی مسلمان محروم نہ رہے۔ اُمید قوی ہے کہ جو حضرات اس کتاب کا شوق اور طلب صادق سے مطالعہ کریں گے وہ انشاءاللہ ضرور نماز کی طرف ہدایت پائیں گے۔

ایسی روایات کثرت سے پڑھنے اور سننے میں آئی ہیں جن میں نماز تمام بیماریوں سے شفا، مصیبتوں سے نجات اور ہر بلا کے دور ہوجانے کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ" (مصیبتوں میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ البقرہ: ۴۵) بارش، قحط اور مرض میں نمازِ حاجت اور سورج اور چاند گرہن میں نماز کسوف و خسوف پڑھی جاتی ہے۔ احادیث نبوی ﷺ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نصف شب کے آخیر میں اور ہر فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۴۹۹ عن ابی امامۃ)۔

حضرت ابومسعودؓ نے فرمایا کہ رات کی نماز کو دن کی نماز پر اس طرح فضیلت ہے جیسے پوشیدہ خیرات دینے والے کو کھلے بندوں خیرات دینے والے پر فضیلت ہے (المعجم الکبیر رقم الحدیث

Marfat.com

۱۰۳۸۲)۔ ایک قول کے مطابق جو شخص رات کو نوافل ادا کرتا ہے دن کے وقت اس کا چہرہ چمکتا ہے (سنن ابن ماجہ رقم ۱۳۳۳)۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کا فرمان ہے کہ رات کی ایک رکعت دن کی دس رکعتوں سے افضل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بندے کو اللہ کی طرف سے کوئی عطا اس سے بہتر نہیں دی گئی کہ اس کو دو رکعت نماز کی توفیق ہو جائے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس شخص نے نماز کی دو رکعت پڑھیں اور اس کے نفس نے دنیا کی کوئی بات نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ جو پہلے کئے گئے ہوں بخش دیتا ہے (بخاری رقم الحدیث ۱۵۹، احیاء علوم الدین ج اص ۱۴۴)۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرنے سے انسان کو فرشتوں کے دو پروں کے برابر روحانی پرواز کی طاقت مل جاتی ہے اور کثرت عبادت سے انسان کو نورانی صفات میں کمال حاصل ہو جاتا ہے جس کے باعث اس میں فرشتوں جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اطباء کا قول ہے کہ وضو کرنے والا دماغی بیماریوں میں کم مبتلا ہوتا ہے۔ ایک بہت بڑے ڈاکٹر کا تجزیہ ہے کہ نمازی کا حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی نماز کے ساتھ گلوٹیمک ایسڈ جو دماغ کو آکسیجن سپلائی کرتا ہے، کا استعمال (ڈاکٹر کے مشورے سے) کرے تو یہ دونوں چیزیں حافظہ کے لئے اکسیر ہیں۔ روایات میں ہے کہ تلی اور جنون کے امراض کے لئے نماز ایک علاج ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مکتوبات میں نماز کی حرکات وسکنات کو بے شمار حکمتوں اور فوائد کا خزینہ لکھا ہے۔ اطباء نے صرف مسواک میں ستر بیماریوں کا علاج موجود ہونا ثابت کیا ہے۔

نماز کی اغراض وغایات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کے حضور پانچ مقررہ اوقات پر حاضری دیتا رہے تاکہ وہ نماز میں خشوع وخضوع حاصل کر سکے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کر سکے۔ ایک پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جب تم نماز پڑھو تو مجھے اپنے قلب کا خشوع وخضوع، اپنے جسم کی نیازمندی اور اپنی آنکھوں کے آنسو نذر میں پیش کرو تو اس وقت تم مجھے اپنے قریب پاؤ گے۔ کہا گیا ہے کہ اگر نماز خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی جائے تو اس سے

Marfat.com

زیادہ معرفتِ الٰہی کسی اور چیز میں نہیں ہے۔ ایک حدیث میں رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ گھر میں نماز پڑھنا نور ہے (یعنی سنتیں اور نفل) اور فرمایا کہ اپنے گھروں کو نور سے چمکایا کرو (رواہ ابن خزیمہ، الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۱۷۱)۔ روایات میں یہ بھی ہے کہ اللہ کا ذکر اور قرآن کی قرات جن گھروں میں ہو تو وہ گھر آسمان سے یوں نظر آتے ہیں جیسے زمین پر آسمان کے ستارے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں (التذکار فی افضل الاذکار ص ۱۵۳)۔

نماز کی اہمیت کو تاجدار مدینہ ﷺ نے یوں بیان فرمایا کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں (مسند بزار، الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۲۱۵)۔ دیلمی اور ابنِ ماجہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ" (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۷۷، الترغیب والترھیب للمنذری عربی ج ۱ ص ۱۵۰) (جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے۔) مسند بزار میں ہے کہ نماز مسلمان کے دل میں ایمان کو واضح کرتی ہے۔ نماز سے افلاس اور تنگ دستی کا دور ہونا اور رزق میں برکت ہونا بھی مروی ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت پر جب تنگی آتی تو آپ ﷺ ان کو نماز کا حکم فرماتے

كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ اِلٰی اَھْلِهٖ بَعْضُ الضَّیْقِ فِی الرِّزْقِ اَمَرَ اَھْلَهٗ بِالصَّلَاۃِ (درمنثور ج ۵ ص ۶۱۳)

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت پر جب رزق کی تنگی آتی تو آپ ﷺ انہیں نماز کا حکم فرماتے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہ حنبلی لکھتے ہیں ''نماز رزق کو کھینچنے والی ہے، صحت کی حافظ ہے، رنج والم کو دفع کرنے والی ہے، بیماریوں کو بھگانے والی ہے، دل کو تقویت بخشنے والی ہے، چہرے کو روشن کرنے والی ہے، روح کو فرحت پہنچانے والی ہے، سستی دور کرنے والی ہے، اعضاء کو تازگی بخشنے والی ہے، طاقت میں اضافہ کرنے والی ہے، سینے کو (علوم کے لیے) کشادہ کرنے والی اور روح کی غذا ہے، قلب کو منور کرنے والی ہے، (حاصل شدہ) نعمتوں کی حفاظت کرنے والی ہے، (آنے والی) تکالیف کو دور کرنے والی ہے، برکت کو کھینچنے والی ہے،

Marfat.com

شیطان سے دور کرنے والی ہے، رحمٰن کے قریب کرنے والی ہے''۔

نماز کے ادا کرنے میں روح اور جسم کی صحت کے لحاظ سے عجیب تاثیر ہے، جسم اور قلب سے ردی مواد کو دفع کرنے میں اس کو بڑا دخل ہے اور کونین کی سعادتوں کے حصول میں اور مصیبتوں کے دفع کرنے میں نماز بہت بڑا اثر رکھتی ہے بشرطیکہ اسے ظاہری اور باطنی آداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ (زاد المعاد ج ۴ ص ۳۰۴ مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت)

مذکورہ تمام خوبیوں کی حامل ہونے اور رسول اللہ ﷺ کی محبوب شئے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کی وجہ سے اس عبادت کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ نماز کو ہر زمان و مکان میں فرض کیا گیا۔ کوئی بوڑھا ہو یا جوان، صبح ہو یا شام، بیماری ہو یا آرام، خشکی ہو یا تری، سفر ہو یا حضر، مریض ہو یا تندرست، عیش و فراغت ہو یا تنگدستی، بڑا ہو یا چھوٹا، امیر ہو یا غریب ——— ہر ایک کے لئے اس کو فرض قرار دیا گیا اور سوائے معذور کے کسی سے اس کو ساقط قرار نہیں دیا گیا۔ ایسے عذر جن سے نماز ساقط ہوتی ہے اور جن کے باعث ترک نماز پر شارع کی طرف سے مواخذہ نہیں ہوگا وہ حسب ذیل چھ عذر ہیں:

۱۔ مجذوب یا دیوانہ	۲۔ بیہوش	۳۔ حیض
۴۔ نفاس	۵۔ نیند، غشی	۶۔ نسیان

اس عبادت کو جامع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر عبادت خواہ وہ حج ہو یا روزہ، زکوۃ ہو یا صدقات، ایمان ہو یا شہادت ——— تمام کی تمام عبادتیں اس میں موجود ہیں۔ ☆ اس نماز کو قولی، فعلی اور قلبی ہونے کا درجہ حاصل ہونے کے علاوہ صوری اور معنوی عبادت کی حیثیت بھی حاصل ہے جو اسے ہر پہلو سے ایک کامل تر عبادت بنا دیتی ہے۔

قلب و روح کی تسکین اور اطمینان کے علاوہ روحانی اور جسمانی مریضوں کی شفاء، مصائب سے چھٹکارا اور آرام کا حاصل ہونا نماز سے ہی ممکن ہے۔ اگرچہ اس امت کی نماز کی شکل کچھ

☆ اس کی تفصیل ہماری کتاب ''حسنِ نماز'' کے مختلف ابواب میں دے دی گئی ہے۔

Marfat.com

اور ہے مگر نماز کا ہر امت کے لئے فرض ہونا قرآن سے واضح ہوتا ہے۔ سورۂ انبیاء آیت نمبر۷۳ میں نماز کا ذکر چند انبیائے کرام کے نام لینے کے بعد یوں کیا گیا ہے ''وَاَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ'' اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے اور نماز قائم کرنے کی وحی کی تھی۔ سورۂ مریم آیت نمبر ۵۹ میں فرمایا کہ انبیائے کرام پر انعامات کئے گئے مگر ان کی امتوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کی پیروی کی۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا (مریم:۵۹)

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف لوگ آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی تو عنقریب وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

ضیاالقرآن اور تفسیر نعیمی میں ہے کہ سجدہ اور رکوع کو، جو نماز کی روح اور نیازِ الٰہی کی انتہائی منزل ہے، یہود اور نصاریٰ نے مشکل ہونے کے باعث اور تکلیف دہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے اس طرح نہ صرف نماز کو چھوڑ دیا بلکہ نماز کی ظاہری شکل وصورت کو بھی بگاڑ دیا۔ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی موجودہ شکل تمام گذشتہ نمازوں سے افضل اور اکمل ہے۔

نماز وہ عبادت ہے کہ جس سے دین استوار ہوتا ہے اور انسانی قدروں کی بنیادیں قائم ہوتی ہیں، اس لئے نمازی پر شیطان بہت کڑی نظر رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ نماز کو ترک کر دیں۔ ایک حدیث کا ذکر عبدالرحمٰن صفوری نے یوں کیا ہے کہ جب نماز نازل ہوئی تو ابلیس چیخ اٹھا اور اس کی فوج جمع ہوگئی۔ پھر اس نے ان سے مشورہ کیا کہ کیا تدبیر کی جائے جس سے مسلمانوں میں نماز کو ختم کر دیا جائے۔ ابلیس نے ان سے کہا کہ ان کو نماز کے وقتوں سے غافل کر کے دیگر فضول کاموں میں مشغول رکھا جائے مگر ابلیس کی فوج نے کہا کہ مسلمانوں کے دین سے تمسک کی وجہ سے ہم ایسا نہ کر سکیں گے۔ ان کے اس جواب پر ابلیس نے کہا کہ اچھا اگر کوئی نماز پڑھنے لگے تو اسے گھیرے میں لے لو اور اس کو اِدھر اُدھر دیکھنے کو کہو اور اس کو

Marfat.com

''جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر'' کہو کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے لئے یہ نماز بہت اجر والی لکھی جائے گی۔ (نزہتہ المجالس ج ا ص ۲۳۰) چنانچہ نماز کو ترک کرنے کے لئے شیطان طرح طرح کے وسوسے دل میں ڈالتا ہے اور دنیاوی کاموں میں مشغول کر دیتا ہے تاکہ لوگ نماز کی طرف توجہ نہ دے سکیں اور اس کی انتہائی کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو نماز سے دور رکھا جائے۔ شیطان کی اس قدر کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک زمانے میں جو مسجدیں کھچا کھچ نمازیوں سے بھری رہتی تھیں، آج وہ خالی نظر آتی ہیں۔ کسی مسجد میں ڈیڑھ صف اور کسی میں دو چار ہی نمازی پائے جاتے ہیں ع

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

اگر آپ کسی مسجد میں نمازیوں کی صفوں کو ایک طرف سے کھڑے ہو کر دیکھیں تو ان کی صف بندی میں جمال و جلالِ خداوندی کا منظر نظر آتا ہے۔ خدائے قدوس کی شان کے آگے لوگ دست بستہ کھڑے اتنے پر وقار نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمتوں کی شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ جب پوری جماعت کے لوگ رکوع اور سجود کرتے ہیں تو خدا کی بڑائی اور عظمت کے تئیں بندوں کی عبودیت اور عجز و نیاز کی حالت ایک نہایت دلکش منظر کی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ ایسے منظر کو شیطان دیکھتا ہے تو وہ اپنے سر پر خاک ڈالتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا کی نافرمانی سے وہ خود تو راندۂ درگاہ اور ملعون ہوا مگر مسلمان اسی سجدے سے خدا کی رضا و خوشنودی کو حاصل کر رہے ہیں۔ احادیث مبارکہ اور آیات قرآنی کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ شیطان کی سب سے بڑی کوشش یہی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو نماز سے ہٹایا جائے اور آج کے دور میں تو وہ اس کوشش میں بہت کامیاب ہو چکا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے ابلیس کے انہی خیالات کی ترجمانی اپنے اشعار میں اس طرح فرمائی ہے۔

میں نے دکھلایا فرنگی کو ملوکیت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسوں

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا
میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں

Marfat.com

کون کر سکتا ہے اسکی آتش سوزاں کو سرد   جس کے ہنگاموں میں ہوابلیس کا سوزِ دروں

علامہ اقبالؒ ''ارمغانِ حجاز'' میں ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' کے عنوان سے ابلیس کے اقوال کو یوں لکھتے ہیں۔

ہے مرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ وبو   کیا زمیں کیا مہر ومہ، کیا آسمانِ تو بتُو
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے   جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ   کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

علامہ اقبالؒ ''ضربِ کلیم'' میں ''ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام'' ایک نظم میں یوں لکھتے ہیں۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا   روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج   مُلاّ کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو
اہلِ حرم سے ان کی روایات چھین لو   آہو کو مرغزارِ ختن سے نکال دو

صحابۂ کرامؓ کے دور کو خیر القرون اوران کی جماعت کو ''خَیرٌ مِنْ اَھلِ الْاَرْضِ'' کہتے ہیں۔ان کی عزت وعظمت پورے عالمِ اسلام میں مسلم ہے۔ان کے مال و منال، شان وشوکت اور جاہ وجلال سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔اسلامی معاشرہ اس قدر امن وسلامتی کا گہوارہ تھا کہ ایسا امن ان کے بعد نصیب نہ ہوا اور یہ سب کچھ ان میں دین کی پابندی کی وجہ سے تھا۔حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیر البشر بعد الانبیاء فرما کر اپنے سامنے امام الصّلوٰۃ بنایا۔ اس اعزاز کے بعد آپ خلیفۂ اول اور امیر المومنین منتخب ہوئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت یہ کہہ کر کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہمارا امام الصّلوٰۃ بنا کر ہمارا دین ان کے سپرد کر دیا اوراس پر ہم راضی ہو گئے تو پھر ہمارے لئے دنیا انہیں سونپنے میں کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے (الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۸۹)۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دین کی بقا کو نماز کی بقا میں اور تمام دین کی اضاعت (ضائع

Marfat.com

کرنے) کو نماز کی اضاعت میں سمجھا اور خلافت پر متمکن ہو کر پہلا حکم جو جاری کیا اس میں لکھا ہے کہ

اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَاسِوَاهَا اَضْيَعُ

تمہارے دینی امور میں میرے نزدیک سب سے اہم نماز ہے، جس نے اسے ضائع کیا وہ دوسری اطاعات کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا۔
(القبس شرح موطا ابن انس واللفظ للمتن ج ا ص ۵۶)

جو لوگ اپنے دین کو نظر انداز کر کے اپنی نظروں کو صرف دنیا حاصل کرنے پر جما چکے ہیں ان کے مقدر میں دونوں جہان میں خسارہ لکھ دیا گیا ہے۔ ایسے لوگ خدا کی یاد سے غافل رہتے ہیں اور واصل جہنم ہوں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥ (یونس: ۷۔۸)

بے شک جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے اور وہ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے بہ سبب ان اعمال کے جو وہ کماتے رہے۔ (ترجمہ ضیاء القرآن)

ایک حدیث میں ہے کہ جو تھوڑی روزی پر راضی ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے اعمال پر راضی ہو جاتا ہے۔ (شعب الایمان رقم ۴۵۸۵) لوگوں کو معلوم نہیں کہ روزی کی کشائش تو عبادت میں ہے۔ حضرت شقیق بلخی ؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں اور ان کو پانچ جگہ پایا: روزی چاشت کی نماز میں، قبر کا نور تہجد میں، منکر نکیر کے سوالات کے جواب کو قرأت میں، پل صراط سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں اور عرش کا سایہ خلوت میں۔ (نزہتہ المجالس ملخصاً ج ا ص ۲۴۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں۔ مال کو وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں (مشکوٰۃ: ۵۲۱۱)۔ اس دنیا میں وہ ظلم کرتا ہے جس کو علم نہیں،

Marfat.com

اس پر وہ حسد کرتا ہے جس کو سمجھ نہیں، اسکے لئے وہ کوشش کرتا ہے جس کو یقین نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اگر تو دنیا کو اپنی طرف آتا دیکھے تو یقین کر لے کہ تجھ سے کوئی گناہ ہوا ہے جس کی سزا مل گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت تھے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فقیر تھے، مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا جمال دیکھا تو دل خلافت سے بیزار ہو گیا۔ (انوار الاولیاء)

مسلمانوں کے زوال کا باعث یہ امر ہے کہ جس فقر پر حضور ﷺ کو ناز تھا اس سے ہم بیزار ہیں۔ (فقر سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی وسائل کے باوجود دنیاوی وسائل کے ساتھ لگاؤ نہ ہو اور حاصل شدہ وسائل کو ہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے استعمال کیا جائے)۔ آج فقر سے بڑھ کر ہمیں کسی چیز سے نفرت نہیں۔ ہم کو اس بات کا یقین نہیں کہ حلال اور صحیح رزق سے پلے ہوئے بچے نہایت ذہین، تابعدار، راست باز اور راسخ العقیدہ ہوتے ہیں اور پہاڑ کی طرح استقامت رکھتے ہیں۔ عقاب اور شاہین پاک روزی کی قوّت سے پہاڑوں اور چوٹیوں کو سر کر لیتے ہیں۔ کاش غریب کو اپنے مقام کی خبر ہوتی۔ عجز کا جو مقام غریب کو ورثہ میں ملا ہے امیر کو ۴۰ سالہ عبادت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کاش مسلمان ان حقائق کو سمجھ کر اپنی زندگی کے اصولوں کو درست کر لیں تو دنیا ذلیل ہو کر ان کے قدموں پر گر جائے گی۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں

Marfat.com

اِقامتِ صلوٰۃ

قرآن میں نماز قائم کرنے کا بار بار حکم دیا گیا ہے اور جہاں نماز کو خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا بیان ہے وہاں ''اِقامتِ صلوٰۃ'' کے الفاظ ہیں اور مصلّین کا لفظ صرف منافقین کے لئے استعمال ہوا ہے جیسے فرمایا ''فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ'' (افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز سے غافل ہیں ۔ الماعون: ۴-۵) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''اِنَّ الْمُصَلِّيْنَ كَثِيْرٌ وَالْمُقِيْمِيْنَ قَلِيْلٌ'' یعنی محض نماز پڑھنے والے (اٹھک بیٹھک کرنے والے) بہت ہیں لیکن اسے حقوق اور فرائض کے ساتھ ادا کرنے والے بہت قلیل ہیں (اَلصَّلَاةُ وَمَقَاصِدُ هَا. از حکیم ترمذی ص ۲۲)

کچھ لوگوں نے نماز قائم کرنے کے من گھڑت معنی بیان کئے ہیں اور یہ کہا کہ نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ دل میں ہر وقت اللہ کی یاد قائم رہے یعنی اللہ سے دائمی رابطہ یا لگاؤ رکھو اور (نعوذ باللہ) یہ بغیر نماز ادا کرنے کے بھی قائم ہوسکتا ہے۔ اس طرح کی تاویل کفر کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ اس میں ظاہری نماز کی بھی نفی کی گئی ہے۔ نماز کو قائم کرنے کی وضاحت جو اکثر علما مفسرین اور اولیاء کرام نے کی ہے وہ یہاں بیان کی جارہی ہے۔

''اَقِيْمُوْا'' کسی شے کو کما حقہ اس کی تمام شرائط کو پورا کرتے ہوئے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ ''اقامت'' کے لفظی معنی ''سیدھا کرنا'' کے ہیں اور جب کہا جائے ''اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ'' تو اس سے نماز کے ظاہری اور باطنی آداب پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ

Marfat.com

پابندی کے ساتھ پڑھنا مراد ہوتا ہے۔

نماز کے ظاہری اور باطنی آداب

نماز کے ظاہری آداب یہ ہیں کہ اس کے شرائط، فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کا لحاظ رکھ کر پڑھی جائے اور باطنی آداب یہ ہیں کہ اس کو دل میں عاجزی، حضورِ قلب، خشوع وخضوع، توجہ الی اللہ رکھتے ہوئے، ریا سے پرہیز کرتے ہوئے، صدق اور اخلاص سے پڑھا جائے۔ شرعی طور پر احکام یوں ہیں کہ جو نماز تو پڑھے مگر (۱) پابندی نہ کرے (۲) مستحب وقت پر نہ پڑھے (۳) پاکی، پلیدی کا خیال نہ کرے (۴) سنن ادا نہ کرے اور (۵) شریعت اور طریقت کی قیود سے آزاد ہو تو وہ اس آیت سے خارج ہے یعنی ''اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ'' کے مصداق نہیں ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے کہ نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو یعنی جس طرح درخت ہر وقت جڑ سے منسلک ہو کر کھڑا رہتا ہے یا عمارت بنیاد پر قائم رہتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد نمازوں کے ذریعہ ہر وقت تروتازہ رہتی ہے۔ اسی لئے نماز کو دن میں پانچ مرتبہ فرض کیا گیا اور عشاق کے لئے کئی بار مستحب (یا پسند ہونا) فرمایا ہے تاکہ نمازیں ہوتی رہیں، ذکر چلتا رہے، یادِ الٰہی تازہ رہے اور کوئی شخص خدا کو بھول نہ جائے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ چونکہ خدا اور بندے کا رشتہ ابدی ہے، اس رشتہ کو کسی حالت میں ٹوٹنے نہ دیا جائے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا لگاؤ اور رشتہ قائم ہو جائے جس کو کاروبارِ حیات توڑ نہ سکے۔ یادِ الٰہی کے اس رتبہ پر فائز حضرات کو مردانِ خدا کہا جاتا ہے اور اُن کی پہچان یہ ہے کہ جو انہیں دیکھ لے تو اسے خدا یاد آجائے۔ کوئی شخص ان اللہ والوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آنے لگے اور لذتِ وصلِ الٰہی کے مزے پالے۔

اے اَخی گر اولیا را یافتی　　پس یقیں می داں خدا را یافتی

(اے بھائی اگر تو کسی ولی اللہ کو پالے تو یقین رکھ کہ تو نے خدا کو پالیا)

Marfat.com

ایسی ذکر والی نمازیں پڑھنے والوں میں یہ خاصیت پیدا ہوجاتی ہے کہ انتہائی مصروفیت کے وقت میں بھی وہ دنیا ومافیہا کو ترک کر کے اللہ کی نماز کی طرف آجاتے ہیں اور اگر کوئی ان کو دیکھے تو فوراً پکار اٹھے "یہ ہیں وہ اللہ کے بندے جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔" (النور: ۳۷)

اقامتِ صلوٰۃ سے مقصود کیا ہے؟

اقامتِ صلوٰۃ کے متعلق کلام بہت طویل اور اس کتاب کے احاطہ سے باہر ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآنی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (یعنی میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ طٰہٰ: ۱۴)۔ اس آیت میں مقصود بالذات ذکر ہے اور نماز اس ذکر کا ذریعہ ہے۔ اگر اس سے بھی آگے جھانک کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دراصل ذکر بھی مقصود بالذات نہیں اور ذکر کا مقصود محض مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات) ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا مقصود بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس نماز سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ رابطۂ محبت قائم ہوجائے کیونکہ نماز میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور نماز کا جو درجہ ذکر پر فائز نہ ہو اور کاہلی اور بے پرواہی میں ادا کی جائے تو وہ نماز "اِقَامَةُ الصَّلٰوۃِ" کے زمرہ سے باہر ہے۔ جب نماز کی ادائیگی میں انتہائی گراوٹ آجائے تو وہ نماز اس کے پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ صورت نماز وہ ہے جس نماز میں نماز کی سی صورت بنائی جائے۔ نماز کی سی صورت بنانے کا درجہ یہ ہے کہ وہ نماز صرف ایک نماز کا ثواب رکھتی ہے اور اس سے محض نماز کی فرضیت ادا ہوجائے گی، حقیقی ثمرہ حاصل نہ ہوگا۔ حقیقت نماز اس وقت حاصل ہوتی ہے جب نمازی کے ذہن سے نفس کا ادغام ختم ہوجائے، یعنی نفسانی خیالات سے مبرا ہوجائے۔

مذکورہ بالا گفتگو سے معلوم ہوا کہ نماز خدا اور بندے کے درمیان ایک سلسلہ اور رابطہ

Marfat.com

قائم کرنے والی چیز ہے جس کے ذریعہ بندۂ مومن کا خدا کے ساتھ ایک غیر مرئی قسم کا رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور نماز کی احسن صورت میں ادائیگی کے ساتھ مومن ہمہ وقت معیّتِ الٰہی کا شرف حاصل کرتا ہے اور نمازی مقربین کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ ایسے لوگ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی خدا سے الگ ہو جائیں تو وہ اس بُعد (یعنی دوری) کو باقاعدہ محسوس کرتے ہیں۔ حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں:

اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادٌ لَوْحَجَبُوْاعَنِ اللّٰہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَارْتَدُّوْا (کشف المحجوب)

اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر پل بھر دنیا و آخرت میں اللہ کے جمال سے محجوب ہوں تو وہ خود کو مرتد جانتے ہیں۔

اکثر مفسرین نے سورۂ احزاب کی آیت ۷۲ کا ترجمہ حسبِ ذیل الفاظ میں کیا ہے:

اِنَّا عَرَضْنَاالْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا (الاحزاب:۷۲)

بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر، تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے یہ امانت اٹھالی بے شک وہ ظلوم اور جہول ہے۔ (ضیاء القران)

ضیاء القران اور دیگر تفاسیر میں اس آیت کی بہت طویل تشریح کی گئی ہے مگر یہاں اختصار سے کام لیا جائے گا۔ ''تربیت عشاق'' میں لکھا ہے ظلوماً جھولاً کا ترجمہ ظالم اور جاہل کیا جائے تو یہ معنی اس آیت کے سیاق وسباق کے مطابق نہیں ہوگا بلکہ ظلوماً سے مراد ظلمت عدمی (یعنی نہ ہونے کی ظلمت) ہے۔ ظلمت ضد ہے نور کی اور اس کی صفت تاریکی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ تاریک دیوار پر کثافت کی وجہ سے کسی چیز کا عکس نہیں آسکتا کیونکہ دیوار کی صفت میں ظلمت ہے۔ چونکہ زمین اور آسمان کثیف تھے لہٰذا مشاہدہ باریٔ تعالیٰ نہ کر سکے۔ اسی طرح کی ظلمت کی بابت کتاب ''قرآن و تصوف'' صفحہ ۹۴ پر ہے کہ انسان ماہیت کے لحاظ سے معلوم

Marfat.com

ہے مگر معدوم الوجود ہے اور ظلمت اس کے اسی عدم اضافی کی تعبیر کرتی ہے۔ اب اگر وہ اپنے آپ کو خود بخود موجود سمجھنے لگتا ہے اور وجود کی نسبت فقط اپنی طرف (اصلی حیثیت سے) کرنے لگتا ہے تو غاصب قرار پاتا ہے اور اس طرح سمجھنے کی وجہ سے اس میں نفس پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ نفس شرک فی الوجود کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے اور جب وہ علم اور انا وغیرہ کو اپنا سمجھنے لگتا ہے تو ہویٰ (خواہش نفسانی) پیدا ہو جاتی ہے۔ نفس و ہویٰ کی وجہ سے وہ امانت کی حیثیت سے نکل کر غاصبانہ حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور توحید چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نفس کا دعویٰ ہے کہ میں ہی ہوں یا یہ بندہ میری مِلک ہے، حالانکہ نہ وجود اس کا ہے اور نہ مِلک اس کی ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ نفس کا اپنی ہستی کو ثابت کرنا شرک ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں کسی کو ناحق قتل کرنے کی وجہ شرک بیان کی گئی ہے ''اَمِیْتُوا النَّفْسَ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ'' (نفس کو مارو کہ یہ مشرک ہے۔) ہوا کے ختم ہونے سے انسان نورانی ہو جاتا ہے اور نفس کے فنا ہونے سے نور ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا'' (صحیح مسلم) (اے اللہ میرے نفس میں نور کر دے اور مجھے سراپا نور کر دے۔) کا مصداق بن جاتا ہے۔

سید محمد ذوقی کی ''سرّ دلبراں'' میں ہے کہ جهولاً سے مراد جہل از غیر اللہ ہے۔ جہل بھی ضد ہے علم کی اور علم چونکہ نور ہے تو اس کی ضد جہل بھی تاریکی یا ظلمت ہے۔ نورانی چیز کی ظلمت کی مثال یہ ہوگی کہ شیشے کی دیوار میں کسی شخص کا عکس نہیں آ سکتا کیونکہ شعاعیں اس سے پار نکل جاتی ہیں۔ فرشتے بھی سراپا نور ہونے کی وجہ سے ذاتِ باریٔ تعالیٰ کا عکس اپنے اندر نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نورِ محض (فرشتے وغیرہ) اور ظلمتِ محض (زمین و آسمان وغیرہ) میں عکسِ ذات نہیں آ سکتا۔ چونکہ نورِ محض اور ظلمتِ محض کے باعث آنکھ عکس نہیں دیکھ سکتی، اس لئے زمین و آسمان اور فرشتوں نے اس امانت کو قبول نہ کیا۔

انسان چونکہ نور اور ظلمت کا مرکب ہے، اس کی ان صفات نے آئینے کا کام کیا۔ شیشہ

Marfat.com

نورِ محض ہے اور اس کے پیچھے قلعی ظلمتِ محض ہے۔ جب یہ دونوں ملے تو آئینہ بن گیا۔ جس میں شکلوں کا نظر آنا ممکن ہو گیا۔ ایسے ہی ظلوماً جہولاً کے آئینے میں انسان نے ذاتِ باری تعالیٰ کا عکس دیکھ لیا اور فوراً امانت کو قبول کر لیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس امانت کو زمین و آسمان اور فرشتوں وغیرہ نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور انسان نے اسے اٹھا لیا، کیونکہ وہ ظلمت عدمی اور جہل از غیر اللہ کا مرکب تھا۔ اس میں انسان کی مذمت نہیں بلکہ مدح بیان کی گئی ہے کہ اگر اس میں یہ دونوں صفات بیک وقت نہ ہوتیں تو وہ بھی اس امانت کو نہ اٹھا سکتا تھا۔

امانت کا مفہوم سمجھنا بھی ضروری ہے۔ ہر چیز کا مرتبہ پہچاننے اور اس کا حق ادا کرنے کا نام امانت ہے۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ۔

ہر مرتبہ زوجود حکمے دارد   گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

(ہر ایک کا اپنا مرتبہ ہے اور مرتبے کے مطابق حکم ہوتا ہے، اگر تو حفظِ مراتب کا خیال نہ کرے تو تُو زندیق ہے)

علامہ اقبالؒ نے بھی بالِ جبریل میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اے مردِ مومن وہ کام جو فطرت یعنی زمین و آسمان وغیرہ سے نہ ہو سکا، اس کام کو تجھے کرنا چاہیے ۔

فطرت کو خرد کے روبرو کر   تسخیرِ مقامِ رنگ و بو کر

بے ذوق نہیں اگرچہ فطرت   جو اس سے نہ ہو سکا وہ تو کر

اس امانت کا ہی احساس تھا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نماز کے لئے چادر سے اپنے ہاتھ نکالتے تو کانپ اٹھتے اور فرماتے کہ اس امانت کے اٹھانے کا وقت آ گیا ہے جسے زمین اور آسمان نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔

شریعتِ حقہ کیا ہے؟ یہ تمام امورِ زندگی کا حفظِ مراتب ہی تو ہے۔ اس امانت میں خیانت بھی روا نہیں۔ جب تک شریعت کا حق ادا نہ کیا جائے ذات اور صفات کی مظہریت (ظاہر ہونے) کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

وہ آئینہ زنگاری جس کا انسان مرکب ہے، اس کے ایک جانب لطافت ملکوتی کا نور ہے اور دوسری جانب کثافت حیوانی کی ظلمت ہے۔ ایک جانب وجود کا نور ہے، دوسری جانب عدم کی ظلمت ہے۔ ایک جانب علم کی روشنی ہے، دوسری جانب جہل کی تاریکی ہے۔ انسان جہول اس حیثیت سے ہے کہ وہ غیرحق سے جاہل ہے (بوجہ معرفت تامہ کے جو نتیجہ ہے جامعیت کا) وہ ماسوااللہ سے روگرداں اور ہر چیز کو حق کی جانب سے پہچانتا ہے اور حق ہی کی روشنی سے دیکھتا ہے اور مزاتب ممکنات کو اختیاری جانتا ہے تو ظلوماجہولا گویا ذم کے پردے میں انتہائی درجہ کی مدح ہے جو انسان کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور جو خدا نے اپنے خلیفہ کو ہی عطا فرمائی۔ غالب نے فرمایا۔

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی چمن زنگار ہے آئینۂ باد بہاری کا

ہماری تصنیف ''نشانِ منزل'' (ص۴۰۳) میں ''فساد کے ساتھ علم اور آگہی'' کا مضمون مطالعہ فرمائیں جس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا بیان نقل کیا گیا ہے۔ آپؒ نے فرمایا ہے کہ خیر وکمال کے ساتھ نقص بھی چاہیے۔ حسن وجمال کے لئے نقص کا آئینہ درکار ہے۔ ہر وہ شے جس میں نقص اور شرارت زیادہ ہوگی وہ خیر اور کمال کی نمائندگی بھی زیادہ کرے گی۔ اس طرح ذم نے مدح کے معنی پیدا کردیئے ہیں اور انسان کا یہ مادۂ شر اس کے کمال کا محل بن گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اسی لئے مقام عبدیت تمام مقامات سے بلند ہے کیونکہ یہ معنی عبدیت میں اتم اور اکمل ہیں۔ یہ مقام محبوبوں کے لئے خاص ہے۔ الخ (مکتوباتِ ربانی حصہ ہفتم دفتر دوم ص۱۱۸۶ ترجمہ مولانا محمد سعید)

صوفیائے کرام اور اقامتِ صلوٰۃ

صوفیائے کرام کے نزدیک نماز کو قائم کرنے سے مراد اس کو اس کی جڑ یا بنیاد پر استوار یا کھڑا کرنا ہے جیسے عمارت بنیاد پر اور درخت جڑ پر قائم رہتا ہے۔ ان عاشقوں کے

Marfat.com

نزدیک نماز کی جڑ عشق رسول ﷺ ہے۔

ہر کس کہ در نماز نہ بیند جمالِ دوست　　فتویٰ ہمیں دہم کہ نمازش قضا کند

(جو نماز میں جمال دوست نہیں دیکھتا، اس کے لئے میرا فتویٰ یہ ہے کہ وہ نماز کو پھر سے پڑھے۔)

علامہ اقبالؒ نے تو نماز کے اس پہلو پر بہت زور دیا ہے۔ اس قسم کا مضمون راقم الحروف کی کتاب ''حضورِ قلب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب میں بھی حضورِ قلب اور نماز کے خشوع وخضوع کے عنوان کے تحت اس حقیقت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس جگہ چند اشعار پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ علامہؒ نے عشقِ رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا ہے۔

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب　　گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
شوکتِ سنجر وسلیم، تیرے جلال کی نمود　　فقرِ ''جنیدؒ و بایزیدؒ''، تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام　　میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے　　عقل، غیاب وجستجو، عشق حضور واضطراب

تفسیر نعیمی میں سورۃ النساء کی آیت ۴۳ ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی'' کے متعلق لکھا ہے کہ تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں جب آؤ تو تمام نشے اتار کر آؤ۔ شراب کے نشہ کے علاوہ رنج وغم کا احساس اور مال ودولت کا خمار، غرضیکہ ماسوا اللہ کا کوئی نشہ نہ ہو۔ جب نماز شروع کرو تو ''اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ'' پر عمل کرو یعنی نماز سیدھی ہو، ٹیڑھی نہ ہو۔ قلب اور قالب ایک ہی طرف ہوں کیونکہ قلب کے ٹیڑھے ہو جانے سے ہر چیز ٹیڑھی ہو جائے گی۔ بقول شاعر

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج　　تا ثریا می رود دیوار کج

(جب معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھتا ہے، تو دیوار آسمان تک ٹیڑھی جاتی ہے۔)

قرآن میں جہاں متعدد عبادات کا ذکر آیا ہے وہاں ایسی آیات میں تمام عبادات

Marfat.com

میں سب سے پہلے اور آخر میں نماز کا ہی نام لیا گیا ہے، جس سے نماز کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ نماز کا ذکر پہلے اس لئے ہے کہ نماز ہی اسلام میں خشتِ اول ہے اور پھر زکوۃ اور دیگر عبادات کا ذکر فرمایا۔ خشوع وخضوع کے باب میں بیان کیا جائیگا کہ اگر نماز کی ابتداء میں خشوع اور خضوع میسر ہو تو تمام نماز خشوع وخضوع مین شمار کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد میں آنے والے خیالات کو شیطان کی طرف سے مداخلت تصور کیا جاتا ہے اور اس دخل اندازی پر اللہ تعالیٰ نمازی کو معذور گردانتا ہے چنانچہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ نماز کی ابتداء میں حضورِ قلب موجود ہو تاکہ ساری نماز ہی حضورِ قلب میں شمار ہو جائے۔ حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد بھی یہی ہے کہ نماز کو قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا کرے، ہمہ تن متوجہ رہے اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔

اقامتِ صلوٰۃ کے متعلق مشائخ اور علماء کے خوبصورت نکات

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کا قائم کرنا اس کے اوقات کی حفاظت کرنا ہے اور وضو، رکوع اور سجود کا اچھی طرح ادا کرنا ہے (الدر المنثور ص ۲۸ ج ۱)۔

ابو طالب مکیؒ کی ''قوت القلوب'' میں لکھا ہے کہ نماز کو قائم کرنے اور اس کے مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وقت سے پہلے (یعنی اذان سے پہلے) وضو کرے تاکہ اول وقت سے غافل ہو کر نماز سے نہ رہ جائے اور نماز میں تاخیر نہ ہونے پائے اور نماز باجماعت سے رہ نہ جائے۔

سید سلیمان ندویؒ نے بھی فرمایا ہے کہ خوف کی حالت میں اور سفر یا جنگ میں نماز کے بعض آداب، ارکان اور شرائط کو معاف کر دیا گیا ہے لیکن اس خوف کے ختم ہونے کے بعد نماز کو قائم کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جیسے قرآن میں ہے کہ ''فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ'' پھر جب تم کو اطمینان ہو جائے تو نماز کو قائم کرو (النساء: ۱۰۳)۔ اس سے مراد یہی ہے کہ اقامتِ صلوۃ کی بات ہوتی ہے تو پھر اطمینان کے ساتھ نماز کے تمام آداب، ارکان وشرائط بجالانے

Marfat.com

ضروری ہیں۔ گویا اس سکون واطمینان میں ارکان کے اعتدال کا اور خشوع وخضوع کا ملحوظ ہونا ضروری ہے ورنہ نماز کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔ (سیرۃ النبی ج ۵ ص ۱۳۸/ ۱۳۷)

حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ حدیث جبریلؑ کے مطابق مسلمان کو چاہئے کہ وہ نماز کو اس طرح پڑھے جیسے وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (مسلم، بخاری)

یعنی خدا کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو (یہ سمجھ کہ) وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔ (مشکوۃ رقم الحدیث: ۲)

مذکورہ حدیث کو حضرت سلطان باھوؒ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اللہ ترا بیند تو ہم حاضر بہ بیں ‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏ در نمازِ عاشقاں حاضر یقیں

(تیرا خدا تجھے دیکھ رہا ہے تو بھی اللہ کو حاضر دیکھ، عاشقوں کی نماز میں حضوری یقینی ہوتی ہے۔)

در رکوع الہام، در سجدہ شنید ‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏ در نمازے جز خدا حاضر مبیں

(نمازی کو رکوع میں الہام ہوتا ہے اور سجدے میں وہ سنتا ہے اور تو نماز میں سوائے خدا کے کسی کو حاضر نہ دیکھ۔)

آپ (سلطان باھوؒ) فرماتے ہیں کہ ایک نماز وقتی ہے اور ایک دائمی۔ وہ نماز جس میں مشاہدۂ حق ہو، کلیدِ کونین اور کلماتِ راز کی طرح ہے (توفیق ہدایت ص ۱۱۴)۔ وہ نماز جس میں فقیر کی ذات اللہ میں محو ہو کر شناسائی کا مقام حاصل کرلے اس نماز میں مومنین کی معراج ہے۔ معراج ہر چیز سے بلند پہنچ جانے کا نام اور وہ مقام ہے جہاں ماسوا اللہ کچھ بھی نہیں۔ عارفانِ ذات کی نماز میں ماسوا سے گزر کر محوِ ذات ہونا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت داتا گنج بخشؒ کا کلام ''کشف المحجوب'' (سعیدی) کے صفحہ ۵۵۲ مطالعہ کے قابل ہے۔

Marfat.com

حضرت مجدالف ثانیؒ اور صحتِ نماز

حضرت مجددالف ثانیؒ مکتوبات (صفحہ ۱۱۷۶ ترجمہ سعیدی) میں رقمطراز ہیں ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ باطن ذکرِ الٰہی سے معمور ہو اور ظاہر احکام شرعی سے آراستہ ہو۔ چونکہ اکثر آدمی اس زمانہ میں نماز کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں اور طمانیت اور تعدیلِ ارکان کی پابندی نہیں کرتے، اس لئے اس کے متعلق لکھتا ہوں، غور سے سنو۔ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ بدترین چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرے۔ صحابہؓ نے جب پوچھا تو فرمایا کہ وہ نماز کے رکوع اور سجود کو پورا نہیں کرتا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا جو اپنے رکوع وسجود میں پیٹھ کو ثابت (سیدھا) نہیں رکھتا۔'' آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو رکوع سجود پورا نہیں کرتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس حالت میں مر گیا تو دین محمد ﷺ پر نہیں مرے گا۔ (مسند ابی یعلی ج ۱۳ رقم الحدیث ۷۱۸۴۔)

فقہائے کرام فرماتے ہیں ''رکوع میں کمر کو سیدھا کرنا، رکوع کے بعد پوری طرح کھڑا ہونا، دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا اگر ٹھیک طرح نہ ہو تو نماز پوری نہیں ہوتی۔ کوئی شخص اگر نماز کو اچھی طرح ادا کرے تو نماز خوش ہوتی ہے اور نمازی کے لیے دعا کرتی ہے ورنہ بددعا کرتی ہے۔ (شعب الایمان بحوالہ الزواجر ج اص ۱۷۲۔) رکوع وسجود، قومہ، جلسہ اچھی طرح بجالانا اور صفوں کو سیدھا رکھنا ضروریات نماز میں سے ہیں۔ اکثر لوگ نماز کی تعدیل وطمانیت کا لحاظ نہیں رکھتے۔ ایسے اعمال کا زندہ کرنا سنت کا زندہ کرنا ہے۔ نماز کی نیت کو درست کرنے سے بہتر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اسی طرح کوشش کرنی چاہیے جس طرح دنیا کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔'' (مکتوبات ربانی)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مشکلات کو رفع کرنے کے لیے بہت قوانین وضع کیے ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے آخری باب میں کر دیا ہے، مگر انسان اس کی پروا نہیں کرتے۔ حضرت

Marfat.com

امام شعرانیؒ نے طبقات الکبریٰ میں حضرت امام جعفر صادقؒ کا حسب ذیل قول نقل کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر انسان خدا کی تابعداری کرے تو یہ کائنات اس کی تابعدار ہو جائے گی:

اَوۡحَی اللہُ اِلَی الدُّنۡیَا اَنۡ اَخۡدِمِی مَنۡ خَدَمَنِیۡ وَ اَتۡعِبِی مَنۡ خَدَمَكِ (طبقات الکبریٰ ص۵۰)

اللہ تعالیٰ نے دنیا پہ وحی فرمائی کہ اس کی خدمت کر جو میری تابعداری کرے اور اس کو تھکا دے جو تیری تابعداری کرے۔

Marfat.com

بے نمازی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

ویسے تو اللہ تعالیٰ جس کو توفیق دے وہی ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے لیکن توفیق بھی اسی کو دی جاتی ہے جو اس کی خواہش کرتا ہے اور اس کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ نماز کو قائم نہ کرنے کی حسب ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں۔

۱۔ سراسر غفلت: دنیا کے کاموں میں مبتلا ہونے کے باعث اِدھر توجہ ہی نہ دے۔

۲۔ علم دین سے لاتعلقی: بچوں کو نہ گھر میں نہ اسکول میں چشمۂ ملت سے پانی مل سکا۔ اگر کہیں کسی کو ملا تو غلط طریقے سے ملا کیونکہ والدین کو خود صحیح تربیت حاصل نہ تھی۔ نگاہِ ابراھیمیؑ کا فقدان اصل وجہ ہے۔ نگاہِ ابراہیمیؑ یہ ہے کہ بچوں کا والد اپنے بچوں کو لے کر بیٹھے تو انہیں دینِ اسلام کی اور روحانی باتوں میں مخفی رازوں کو ان پر واضح کرے جس سے ان میں دینی ذوق اور شوق پیدا ہو۔

۳۔ مال وجاہ اور دنیا کی طلب: یہ اس قدر غالب آجاتی ہے کہ انسان کا ذہن مادہ پرست ہوجاتا ہے اور دین سے لاتعلق اور دور ہٹتا چلا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ''کثرت نعمت گداز از دل برد'' یعنی مال کی کثرت جو مسلمانوں کو امریکہ، انگلستان، یورپ اور کچھ لوگوں کو اپنے ملک ہی میں مل جاتی ہے، اس کی وجہ سے دل کا سوز نکل جاتا ہے۔

۴۔ نیک صحبت سے گریز: اس طرح انسان یقیناً بری صحبت میں چلا جاتا ہے اور بے دینی کی طرف میلان طبع ہوجاتا ہے جبکہ نیک صحبت ملنے پر وہ نیکی کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔

۵۔ شیطانی حربہ: اس میں پھنس جانے والے اللہ کی یاد سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں تو

Marfat.com

پھر نماز اور روزہ کہاں اور کب میسر ہوگا۔☆

٦۔ شیطانی وسوسے : جب یہ دل میں پیدا ہو جاتے ہیں تو انسان نماز نہ پڑھنے کے کئی بہانے تراش لیتا ہے۔ کبھی شیطان کہتا ہے کہ ابھی عمر بہت ہے، دیکھی جائے گی۔ نماز عنقریب ہی شروع کر دیں گے۔ کبھی کہتا ہے کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور برے کام بھی کرتے ہیں تو ایسے نمازیوں سے تو ہم بے نمازی بدرجہا بہتر ہیں۔ یہ تمام شیطانی وسوسے ہیں تاکہ بندہ نماز نہ پڑھے۔ ایسے ہی ایک آدمی کو راقم الحروف نے کہا کہ تم دوسروں کی طرف کیوں دیکھتے ہو، خود اس طرح مثال قائم کرو کہ تم نماز بھی پڑھو اور برے کاموں سے بھی بچو تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ نماز اس طرح ادا کرنی چاہیے۔ اس پر وہ لاجواب ہو گیا اور نمازی بن گیا۔

۷۔ خدا پر یقین میں کمی: اس میں کمی کا ہونا نمازوں کو ترک کرنے کی سب سے اہم وجہ ہے کیونکہ بے یقینی میں خدا پر یقین کا فقدان ہے۔ بے نمازی کو یقین نہیں ہوتا کہ خدا بھی ہے۔ اس کا علاج اس کتاب میں بیان کر دیا گیا ہے جس سے دل میں یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ خدا ہے، آخرت بھی ہے، جنت اور دوزخ بھی ہے۔ لامحالہ انسان کو ان دونوں گھروں میں سے ایک گھر میں ضرور جانا ہوگا لہٰذا کوشش کریں کہ جہنم سے بچیں۔☆☆

۸۔ مطالعہ سے گریز : اگر مفید کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو اس کا بھی اثر ہوگا۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ علم ایک کیفیت پیدا کرتا ہے اور اعمال کیفیت کی وجہ سے ہی صادر ہوتے ہیں۔

۹۔ رزق حلال کا فقدان ہونا: اگر رزق حلال میسر نہ ہو تو کوشش کے باوجود بندہ نماز نہیں قائم کر سکتا اور اگر رزق حلال حاصل ہو تو نماز نہ پڑھنے کی کوشش کے باوجود نماز کی طرف خوامخواہ راغب ہوگا۔ یہ مجرب نسخہ ہے۔

۱۰۔ کیا نماز ضروری ہے؟ لوگوں کو یہ علم ہی نہیں : لوگوں کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ نماز کتنی

☆ شیطانی حربوں کی تفصیل ہماری تصنیف ''نشانِ منزل'' میں وضاحت سے دی جا چکی ہے۔

☆☆ ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' میں یقین پر ایک مکمل اور مفصل باب دے دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ضروری چیز ہے؟ اس کا قائم کرنا کتنا اہم ہے؟ آج کی نوجوان نسل کو نماز کے متعلق کسی نے کچھ بتایا ہی نہیں۔ انگلینڈ میں راقم الحروف نے کچھ بے نمازیوں کو نمازی بنانے کے لئے بلوایا تو سب سے پوچھا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ ایک بندے نے بتایا کہ ہمیں تو کسی نے بتایا ہی نہیں کہ نماز کیا چیز ہے اور کتنی ضروری ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ لوگوں کو اس قسم کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی تو وہ نماز کیا پڑھیں گے۔ جب لوگوں کو نماز کی بابت پوری افادیت بتائی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ سننے والے پر اثر نہ ہو۔

۱۱۔ دوسروں کی تلقین کا اثر نہیں ہوتا: نماز کی تلقین کرنے والوں کی زبان میں اکثر اوقات تلقین کا اثر نہیں ہوتا۔ ایسے واعظ جو خود ''میاں نصیحت'' ہوں تو وہ دوسروں کو کیا نصیحت کر سکتے ہیں۔ اگر بات اس انداز سے بیان کی جائے کہ سننے والے کے جگر میں اتر جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایسی بات کا اثر فی الفور نہ ہو جائے۔ راقم الحروف نے بہت سے بندوں پر صحیح تلقین کے بہتر اثرات ملاحظہ کئے ہیں۔

۱۲۔ دشمنانِ اسلام کے دباؤ کا اثر: دشمنانِ اسلام نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک مسلمان کو عبادت سے نہ روکا جائے تو ان کی طاقت کے سیلاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ چنانچہ انہوں نے دولتِ کثیر صرف کرنے کے بعد اس بات میں کامیابی حاصل کی ہے اور اب ان کا وہی حال ہے جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے فرمایا ''مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے''۔ شیطان نے بھی اپنی طاقت اس بات پر صرف کر دی ہے کہ مسلمان نماز نہ پڑھیں۔

امام غزالیؒ کا انکشاف کہ لوگ دین سے کیوں دور ہیں

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ تک اس لئے نہیں پہنچ سکا کہ:

۱۔ وہ اس راہ پر چلا ہی نہیں۔

۲۔ وہ اس راہ پر اس لئے نہ چل سکا کہ اس نے اس راہ کی تلاش ہی نہیں کی۔

Marfat.com

۳۔ اس نے اس راہ کی تلاش اس لئے نہ کی کہ اسے اس راہ کی پہچان نہ تھی۔

۴۔ اس راہ کی پہچان اس لئے نہ تھی کہ ایمان مکمل نہ تھا۔

۵۔ ایمان اس لئے مکمل نہ تھا کہ وہ مردانِ خدا کی راہبری سے محروم رہا۔

یہ سب کلام اس بات کی دلیل ہے کہ ہدایت کے لئے کسی راہبر کی راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے اس راہ کے علوم سے آشنا کردے تاکہ اس راہ پر چل نکلنے کی لگن پیدا ہو۔ اگر ایسا ہو تو مطلب کیوں نہ حاصل ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایک بچہ میٹرک کا معمولی سا امتحان پاس کرنے کے لئے تقریباً ۱۰۰ سے زائد استادوں سے تعلیم حاصل کرتا ہے لیکن دین کے علم کے لئے کسی استاد کے بغیر ہی کام چلایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لاعلم بچے بڑے ہوکر دین سے آشنا نہ ہونے کے باعث جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں۔ ایسا بے استاد شخص دین کو مذاق سمجھتا ہے جبھی غلط بیانیاں کرتا ہے۔ جو دل میں آگیا کہہ دیا۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ خدا کے لیے دین کو اس قدر ہلکا تو نہ سمجھو۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جو ایک چرواہے تھے اسی لئے مراد کو پہنچے کہ چند سال انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کی۔ (نسخۂ کیمیاء تلخیص کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ)

قرآن کے اعتبار سے دین سے دوری کے اسباب

(قرآن نے بے نمازیوں کو جہنمی قرار دیا ہے)

قرآن مجید نے نماز سے دل چرانے اور بے دینی کے راستے پر چلنے کی سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ اسلام چونکہ ایک کامل دین ہے، اس لئے جو شخص اچھے عمل کرتا ہے اس کو فقط اگلے جہاں کے انعامات سے ہی نہیں نوازا جاتا بلکہ اس کو اس جہاں کی کامیابیوں سے سرفراز کیا جاتا ہے اور بالکل اسی طرح اللہ کے احکام کی پروا نہ کرنے والوں کو (جو نماز، روزہ اور نیک کاموں سے دور رہتے ہیں) اس دنیا میں ''خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا'' (یعنی دنیا کی ذلت،

Marfat.com

بدنامی، تباہی، دیگر بہت سے دنیاوی عذاب، بیماریاں، مقدموں کی کوفت، پریشانیاں اور بے سکون زندگی ہی نہیں دی جاتی بلکہ آخرت میں عذاب بھی دیا جاتا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ علامہ اقبالؒ نے فرمایا ۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ بات تجربے میں آچکی ہے کہ جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سچے دل سے مان لیا اور اس سے دوستی کے تعلقات اختیار کیے تو یقینی طور پر اس کو عزت، دولت اور قدرت کے اعزازات سے نوازا گیا۔ علامہ اقبالؒ نے یہ بھی فرمایا کہ ''علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے'' اور یہ قول حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی ایک وحی جو ایک حدیث میں بیان ہوئی ہے کے عین مطابق ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی گئی کہ علم، دولت اور حکومت میں سے ایک چیز اللہ تعالیٰ سے مانگ لو تو حضرت داؤد علیہ السلام نے علم کا سوال کیا چنانچہ آپ کو علم عطا کیا گیا اور اس کے طفیل آپ کو دولت بھی ملی اور پھر حکومت بھی مل گئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو علم مل جائے تو اسے دولت اور حکومت بھی دے دی جاتی ہے۔ اوپر لکھے گئے شعر میں علامہ اقبالؒ نے اسی حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کو حسبِ ذیل اشعار میں بھی واضح کیا ہے ۔

تری زندگی اسی سے تری بندگی اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی نہ رہی تو روسیاہی

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاج ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا داراوجم

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

قرآن میں بہت سی ایسی آیات ہیں جو اس حقیقت پر گواہی دیتی ہیں کہ اے مسلمانو اگر تم اللہ کی اطاعت کرنے والے بندے بن جاؤ گے تو سارا جہان تمہارے آگے سرنگوں ہو جائے گا۔ ایک آیت میں تو یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ''ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے

Marfat.com

والوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی خلافت دینے کا وعدہ کیا ہے'' (سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

قرآن میں بیان کردہ انسان کی مندرجۂ ذیل خامیاں جن کی وجہ سے وہ نماز سے دور چلا جاتا ہے

اب آپ ان چند خامیوں کا بیان ملاحظہ فرمائیں جو انسان میں موجود تو ہوتی ہیں مگر انسان ان کا اپنے اندر پایا جانا تسلیم نہیں کرتا۔ انسان کی فطرت میں غصہ اور نفرت کے جذبات تو ہوتے ہیں مگر وہ ان برائیوں کو دوسروں کے لئے تو دیکھ لیتا ہے لیکن وہ اسے اپنے لئے ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ روایات میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے چالیس سالہ عبادت کے بعد کچھ خامیاں اپنے اندر محسوس کیں اور مزید پانچ سال ان خامیوں کی نفی کرنے میں صرف کئے۔ درج ذیل سطور میں چند ایسی خامیاں بیان کی جارہی ہیں۔ ☆

ا۔ <u>کثرت مال کی خواہش</u>: عام لوگوں کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان سے کس قدر محبت فرماتا ہے۔ ابلیس نے جس وقت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی جرأت کس طرح ہوئی جبکہ میں نے اس کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا (سورہ ص آیت ۷۵)۔ ابلیس لعین نے جواب دیا کہ وہ انسان سے بہتر ہے اس لیے انسان کو سجدہ نہ کیا۔ اس نے تکبر کیا اور انسان پر اللہ تعالیٰ کی عنایات کو نہ دیکھا۔

<u>خدا نے انسان کو احسن تقویم کا مرتبہ عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کا اس میں نفخہ (پھونک دینا) کیا اور ارتقائی منزلیں طے کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں اپنی اور اپنے حبیب پاکؐ کی محبت کا تحفہ عطا فرمایا۔ یہ درجہ اسے اس لئے عطا فرمایا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لائق سمجھا اور تمام کائنات کو اس کے لئے تخلیق فرمایا۔ فرشتہ کو مقامِ بندگی سے آگے ترقی نہیں دی اور انسان کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے تک جانے کا راستہ کھول دیا۔ فرشتوں کو آدمیوں کا خادم بنایا اور آدمیوں کو فرشتوں کا خادم نہیں</u>

☆ باقی نفسانی برائیوں کا بیان ہماری تصنیف ''تہذیب نفس'' میں ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

بنایا۔ اتنی مہربانیوں کے بعد انسان کو سوچنا چاہیے کہ جب اس نے ہم پر اتنی کرم نوازیاں کی ہیں تو پھر بندوں کو خدا سے وفا کے بغیر چارہ نہیں۔ عام لوگ اس کے باوجود بھی یہ نہیں سمجھتے کہ بندوں پر اس قدر انعامات نازل کرنے کے پیشِ نظر انسان کی اللہ سے وفاداری ایک لازمی امر ہے۔ اگر خدا سب کو دوزخ میں ڈالتا اور کہتا کہ میری پوجا کرو تو بھی اس کی اطاعت کے بغیر کیا چارہ تھا۔ اس لئے جنت کی طمع کو دل سے نکال کر اللہ کی اطاعت کرنا ایک وفادار غلام کا کام ہے۔

اگر خدا کی محبت کا یہ عالم ہے جو اوپر بیان ہوا ہے تو انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدا کی محبت کے بغیر ایک قدم بھی آگے بڑھنے کو دروغ گوئی کی علامت سمجھے۔ یورپ کے ایک انگریز شاعر نے خدا کو مخاطب کر کے کیا خوب کہا ہے۔

''جب میری نظر انسان پر نازل ہونے والی تیری مہربانیوں پر پڑتی ہے تو یہ خیال آتا ہے کہ خدا جانے یہ انسان کیا چیز ہے جس کی تجھے اتنی فکر ہے کہ اس آدم کو تو نے کیا بنا دیا کہ اسے اپنا جلوہ بھی دکھایا، کبھی ہم کلامی کا شرف بخشا اور ان انسانوں کی طرف تو نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے''۔

افسوس ہے کہ اس قدر شرف وعطا کے بعد اللہ تعالیٰ کو یہ کہنا پڑا ''اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ'' (بے شک انسان اپنے رب کا ناشکرگزار ہے۔ سورۃ العٰدیت:٦)۔

انسان کو اللہ تعالیٰ کی اس شانِ کریمانہ پر غور کرنا چاہیے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کر سکے ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اس تغافل پر کچھ دیر تو درگذر کرتا ہے اور پھر اپنی خاص نعمتوں کا تاج اس کے سر سے اُتار لیتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو دنیا میں ذلیل وخوار اور آخرت میں نامراد کر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ انسان کے مرنے کا کوئی خاص وقت معلوم نہیں۔ موت ایک دن میں بھی آ سکتی ہے اور زیادہ عرصے کے بعد بھی۔ اس لئے انسان ہر وقت موت کے لئے تیار رہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے پاس

Marfat.com

جا کر وہ کیا منہ دکھائے گا۔

سورۃ التکاثر میں بھی انسان کی اسی فطرت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان اتنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے باوجود کثرت اور بہتات رزق کی اس قدر خواہش رکھتا ہے کہ اپنے بچپن سے لے کر لڑکپن اور پھر جوانی میں آتا ہے مگر کثرتِ مال کی خواہش ہر وقت اس کے دل میں موجود رہتی ہے حتیٰ کہ وہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور دنیا کے کام کاج کے بھی قابل نہیں رہتا۔ بالآخر قبر تک پہنچ جاتا ہے مگر اس کے سر میں یہی دُھن سمائی رہتی ہے کہ خواہ نماز، روزہ ادا کرے یا نہ کرے مگر اپنی اولاد کے لئے مرنے سے پہلے کچھ سامان عیشِ وعشرت جمع کر جائے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نااہل لوگوں کو یقیناً جہنم میں جانا پڑے گا اور وہ اپنی آنکھوں سے اُسے دیکھ لیں گے۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس قسم کی وعید اور عذاب ملنے کی خبر سن کر بھی وہ مال اکٹھا کرنے پر کمر بستہ رہتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ دیکھی جائے گی، ابھی کہاں مرنے لگے ہیں حالانکہ موت کی تو ایک لمحے کی بھی خبر نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ط کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ ۝ (سورۃ التکاثر: ۱ تا ۷)

غافل رکھا تمہیں مال کی کثرت حاصل کرنے کی ہوس نے، یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے ہاں تم جلد جان لو گے، ہاں ہاں تمہیں اپنی کوششوں کا انجام جلد معلوم ہو جائے گا' معلوم ہو جائے گا، ہاں اگر تم اس انجام کو یقینی طور پر جانتے ہوتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے (اب) تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو اور پھر آخر میں دوزخ کو تم یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔ (ترجمہ ضیاء القرآن)

مذکورہ بالا آیات کی تشریح بہت طویل ہے مگر جو عام مسلمانوں کے لائق تھی لکھ دی گئی۔ سورۃ کہف کی آیات میں فرمایا گیا ہے کہ وہ لوگ سب سے ناقص عمل والے ہیں

Marfat.com

جنہوں نے اپنی کوششوں کو دنیا کے لئے وقف کر دیا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے یہ بڑا کمال کر دکھایا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ (کہف ۱۰۳ تا ۱۰۵)

فرمایئے (اے لوگو!) کیا ہم مطلع کریں تمہیں ان لوگوں پر جو اعمال کے لحاظ سے گھاٹے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیوی زندگی کی آراستگی میں کھو کر رہ گئی اور وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب) لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا اور خدا سے ملاقات کا انکار کیا، تو ضائع ہو گئے ان کے اعمال، تو ہم روز قیامت ان کے اعمال کو تولنے کے لیے کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے۔

اس بات پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تمام آیات کو جھٹلایا اور اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا بھی انکار کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے تمام اعمال (جو دنیا میں لین دین یا لوگوں سے اچھا سلوک کرنے کے اعمال) اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے اور ان کے لئے قیامت کے دن کوئی ترازو قائم نہیں کی جائے گی کیونکہ جب اعمال سلب ہو گئے تو ترازو کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بدلہ دیا جائے گا جہنم کا کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیات کو نہ مان کر اور رسولوں کی بات کو تسلیم نہ کر کے ان کا مذاق اڑایا۔

۲۔ <u>اللہ کی یاد کے بغیر زندگی گزارنا</u> : یہ حقیقت ہے کہ اگرچہ انسان دنیا کی چیزوں کا دلدادہ ہے مگر اس کا دل سوائے اللہ کی یاد اور ذکر وفکر کے مطمئن نہیں ہوتا اور یہ حقیقت ہے کہ جو ذکر سے غافل ہوا تو وہ نماز سے بھی غفلت برتے گا۔ دولت خواہ کتنی ہو مگر اطمینان قلب صرف ذکر الٰہی کی ہی خاصیت ہے مگر ایسے لوگوں کی بہتات ہے جن کو مال ملا اور وہ عیش

Marfat.com

وعشرت کی زندگی سے مطمئن ہوگئے اور پھر آخرت کی قطعاً پروا نہ کی۔ ان کو مال سے جو اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ جعلی اطمینان ہے جس کو اطمینان نہیں کہا جاسکتا بلکہ حسِ نفس کی خواہش پوری کی گئی ہے۔ علامہؒ نے فرمایا ہے ع

پیسہ تو ملا طائرِ دیں کر گیا پرواز

کسی اور شاعر کا کلام ہے کہ جہاں پیسہ اور نعمتیں آئیں تو دل کا گداز چلا گیا ع

کثرتِ نعمت گداز از دل بُرد

مقام غور ہے پاکستان اور بالخصوص امریکہ اور انگلینڈ میں تو یہ بات خاص طور پر نظر آتی ہے کہ لوگوں کو سوائے ڈالر اور پونڈ کمانے کے اور کوئی خیال دل میں آتا ہی نہیں۔ عرب ممالک میں بھی "اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ" جنونِ مال ہے۔ البتہ دوسروں کی نسبت ان کا یہ جنون کم ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ ان ممالک کے ٹیلی ویژن دیکھیں گے تو یہود و نصاریٰ جیسی بود و باش اور نسوانی بے حیائی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ غالباً انگریزوں کی سو فیصد نقل کی جارہی ہے۔ اپنی ایک عزیزہ کو راقم الحروف نے کہا کہ یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود تو وہ چونکہ عربی نسل سے تھیں، کہنے لگیں کہ ٹی وی پر رقص کرنے اور راگ الاپنے والی عورتیں مسلمان نہیں۔ بلکہ یہ تمام عیسائی عورتیں ہیں۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ ان عورتوں میں سے کچھ عیسائی ہیں باقی ناموں کے اعتبار سے مسلمان ہیں۔ آپ یقین کریں کہ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان انگریزوں کے ہاتھ پٹ رہے ہیں اور ان کی دادرسی کرنے والا کوئی نہیں۔ جب خدا بھی ان ماڈرن لوگوں سے بے دینی کے باعث ناراض ہے تو کون ان کی مدد کریگا۔ دین کی بات تو یہ سنتے ہی نہیں۔ ہمارے ایشائی ممالک کا بھی یہی حال ہے اگرچہ کچھ کم ہی سہی، لیکن جماعت بندی کی جائے تو "اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ" زیادہ تر تعداد کا نام خدا کے نافرمانوں کی فہرست میں آئے گا۔

اَربابِ اقتدار سے استدعا ہے کہ وہ مسلمانوں کی بے حیائی کا علاج کریں اور وہ یہ ہے کہ

Marfat.com

ہمارے ملک کے سربراہ اس بات کو اپنا فرض خیال کریں کہ اصلاحِ المسلمین کے لئے کسی پرہیزگار انسان کو پاکستان میں تعینات کیا جائے جو اس بے حیائی کو دور کرنے کی طرف قدم اٹھائے۔ اس سلسلے میں ایک بااختیار ادارہ قائم کیا جائے جو رفتہ رفتہ باقی اسلامی ممالک میں بھی نفوذِ اسلام کا کام جاری کرے۔ ایسا کرنے سے ممکن ہے اسلامی نظریات لوگوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائیں۔ اگر حکومت اس کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو ایک مکمل اور مفصل پروگرام مرتب کیا جا سکتا ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا نہ کی جا سکے۔ اس سلسلے میں کوشش بارآور ہو سکتی ہے۔ ذرا سنئے جو کچھ اوپر بیان ہوا، قرآن اس کے متعلق کیا فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ (یونس: ۷)	بیشک وہ لوگ جو ہمارے سامنے پیش ہونے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو گئے، وہ ہماری آیات سے غفلت برتتے ہیں (اگلی آیت میں ہے کہ یہی لوگ ہیں جن کو سزا دی جائے گی)۔

۳۔ مسلمانوں کی اکثریت دنیا سے محبت کرنے والی ہے: مضمون صاف اور واضح ہے کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد یہ چاہتی ہے کہ مال فوراً ہاتھ آ جائے اور اگر آخرت کا نقصان ہوتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ جو لوگ پیسے کی خاطر نماز روزہ چھوڑ بیٹھے ہیں تو دنیا میں بھی ان پر خدائی قہر نازل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ تم لوگوں نے آخرت کو چھوڑ رکھا ہے:

کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ ○ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَۃَ (القیامۃ: ۲۰-۲۱)	ہرگز یوں نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم ملنے والی نعمت دنیا سے محبت کرتے ہو اور تم نے آخرت کو چھوڑ رکھا ہے۔ (ترجمہ ضیاء القرآن)

۴۔ انسان مال کی محبت میں شدت پسند ہے: اللہ تعالیٰ نے سورۃ العادیات کی

Marfat.com

آیات ۶ اور ۷ میں ارشاد فرمایا ہے کہ انسان اپنے رب کا ناشکرگزار ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ انسان نعمتوں کا انکار کرنیوالا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ وہ مصیبتوں کا ذکر کرتا ہے اور نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ جو شخص اللہ کی نعمتوں کو نافرمانی میں خرچ کرے اسے ''کَـنُـوْدٌ'' کہتے ہیں۔ انسان خیر کی چیزوں یعنی مال و دولت سے بڑا محبت کرنے والا ہے۔ گناہوں کا ہونا، مظالم کا ڈھانا، مزدور سے سرمایہ دار کا تصادم، ان سب کے پیچھے مال و دولت کی محبت اور لالچ کارفرما نظر آئے گی بلکہ ہر قسم کے گناہ، زنا، شراب، جوا اور آپس کے جھگڑوں میں اسی دولت کا پس منظر دیکھا جاتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے رب کو بھی بھول جاتے ہیں اور ان کی باطنی کیفیات مردہ ہو جاتی ہیں تو پھر نماز اور روزے کا سوال کہاں پیدا ہوگا۔ مرنے کے بعد ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا بلکہ اس دنیا میں بھی انسان کی زندگی پر ان برے اعمال کے اثرات دیکھنے میں آئیں گے۔ وہ آیات حسب ذیل ہیں:

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ٥ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ٥ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ٥	بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرگزار ہے اور وہ اس پر خود گواہ ہے اور بلاشبہ وہ مال کی محبت میں بڑا شدید ہے۔
(العدیات ۶ تا ۸)	(ترجمہ ضیاء القرآن)

۵۔ انسان دھوکے میں ہے اور اپنے رب کو جھٹلاتا ہے: سورۃ الانفطار کی آیات ۶ سے ۱۲ تک میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ اے انسان تو اپنے رب سے کس چیز کی وجہ سے دھوکے میں ہے۔ دنیا کی محبت کے سوا اور کیا ہے کہ جس کے سبب کچھ لوگ تو کھلم کھلا رب کا انکار کرتے ہیں اور کچھ لوگ عملی طور پر خدا کا انکار کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ دین کی طرف نہیں آتے اور ان کا دین کی طرف نہ آنا دین کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کراماً کاتبین کے ذمہ ان اعمال کا لکھنا لگایا ہے جو تم کرتے ہو۔

Marfat.com

۶۔ جن لوگوں سے جہنم رسید ہونے کی وجہ پوچھی جائے گی تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے: سورۃ المدثر کی آیات ۴۲ تا ۴۶ میں اس بات کا ذکر ہے کہ جب ان سے جہنم میں پوچھا جائے گا ''مَاسَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ'' (یعنی تمہیں کس جرم نے جہنم میں داخل کیا۔ مدثر: ۴۲) تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہین پڑھا کرتے تھے اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا کرتے تھے اور ہم غلط بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے اور روز جزاء کو جھٹلایا کرتے تھے۔ (کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معلوم نہیں قیامت کب آئے گی جب آئے گی تو دیکھ لیں گے مگر جب اچانک موت آئے گی تو پھر کچھ کر نہیں سکیں گے۔) (ترجمہ ضیاء القران)

۷۔ بے شک انسان ناقدرا، کمزور اور جلد باز ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انسان کی فطرت میں ناقدرا ہونا ہے یعنی ''اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ'' (بیشک انسان بڑا ناقدرا ہے۔ الحج: ۶۶)۔ پھر فرمایا کہ انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ ''خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا'' (النساء: ۲۸) (انسان کو کمزور پیدا کیا گیا) اسی طرح ''لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ'' یعنی بیشک انسان بڑا ظلم کرنے والا ناشکرا ہے (ابراھیم: ۳۴)

۸۔ انسان مارا جائے کیسا ناشکرا ہے؟ وہ بہت سرکش ہے: انسان کی کتنی برائیاں بیان کی گئی ہیں۔ سورۃ عبس آیت ۱۷ میں فرمان الٰہی ہے کہ انسان مارا جائے، کیسا ناشکرا (قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَہٗ)۔ اس کے علاوہ حسب ذیل برائیوں کی نشاندہی قرآن میں کی گئی ہے:

(۱) کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۝ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۝ (العلق ۶۔۷)

ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرنے لگتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔

(۲) بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ ۝ وَّلَوْاَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ۝ (القیامہ: ۱۴۔۱۵)

انسان کو اپنی (اصل بات کی) خبر ہوتی ہے خواہ وہ (زبان سے) ہزار بہانے بناتا ہے۔

Marfat.com

مذکورہ آیات سے مراد یہ ہے کہ حیلے بہانے تو لوگ بیشک کرتے رہیں گے مگر انسان اپنے بہانوں کو جانتا ہے کہ یہ تمام بہانہ بازی اور عذرِ لنگ ہے۔

(۳) وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو۔

(الفجر:۲۰)

فرمان باری تعالیٰ ہے کہ مال کی محبت تمہارے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ حلال وحرام کی تمیز بھی نہ رہی اور جس طرح بن پڑے دولت سمیٹنے کے درپے رہتے ہو۔ ''جَــمٌّ الْـكَـثِـيْـرِ'' کا مطلب ہے بہت زیادہ رشوت، سود، لوٹ مار، چوری جس طرح بھی مال ہاتھ آئے تو تم اس پر ٹوٹ پڑتے ہو۔ اگر یہ لوٹ کھسوٹ ختم ہو جائے تو جرائم کا دائرہ بہت کم ہو جائے۔ عام طور پر ایسے لوگوں کا خیال ہے کہ ان کاموں سے فرصت ملے تو وہ نماز وروزہ کی طرف آئیں۔

اکثر لوگوں کو یہ بہانہ کرتے سنا گیا ہے ''جی، نماز کے لیے ٹائم ہی نہیں ملتا''۔ ایسے لوگ کسی کتاب کو کس طرح پڑھیں یا کسی بزرگ کی صحبت میں کیسے آئیں گے۔ جب کسی قوم پر یہ نوبت آ جائے کہ وہ دینِ اسلام کی رغبت دل سے نکال دیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ع

''صنم کدہ ہے جہاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ لوگوں نے حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی چادر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن اور دیگر نوادر غیروں کے ہاتھ بیچ ڈالے تو کیا وہ قبروں کی تجارت کرنے سے گریز کریں گے؟ ایسے لوگ تو پتھروں کے بت بھی بیچ سکتے ہیں۔ علامہؒ نے فرمایا ہے ۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے گلیمِ بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ

ہونکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

۹۔ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے قیامت کے دن خوامخواہ چھوڑ دیا جائے گا: قرآن

Marfat.com

میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی (القیامۃ:۳۶)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے مہمل (بیکار) چھوڑ دیا جائے گا۔

ضیاء القرآن میں اس آیت کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کہ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے دنیا میں خوامخواہ پیدا کر دیا گیا ہے اور اس کے لیے کوئی ضابطۂ عمل نہیں مقرر کیا گیا۔ کیا دنیا اور آخرت میں اس سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی؟ کیا وہ قبر میں اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہو کر جواب دہ نہیں ہوگا؟ لازمی طور پر ان تمام باتوں کی گرفت ہوگی اور نجات صرف اللہ کی اطاعت کرنے والوں کی ہوگی۔

۱۰۔ کیا انسان یہ سوچتا ہے کہ قیامت کے دن اس کی ہڈیاں اکٹھی نہیں کی جائیں گی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کیا انسان یہ سوچتا ہے کہ قیامت کے دن اس کی ہڈیاں اکٹھی نہ کی جائیں گی۔ خدا کی ایسی نافرمانی اور بے علمی کی وجہ تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ انسان کا خیال ہے کہ نہ تو کوئی قیامت ہی آئے گی اور نہ اس کو کوئی پوچھنے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ (القیامۃ:۳)

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کریں گے۔

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین ہے وہ کبھی غفلت سے کام نہیں لے گا اور نماز روزے کا ضرور لحاظ رکھے گا، اور جن کا یہ خیال ہے کہ معلوم نہیں قیامت آنے والی بھی ہے کہ نہیں، کبھی نماز روزہ کی طرف دھیان نہیں دیں گے۔

مصائب کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کی وجوہات مختلف ہیں

انسانوں پر نازل ہونے والی مصائب دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ذیل میں دونوں مصائب کی انواع اور ان کی وجوہات درج کی جا رہی ہیں:

۱۔ وہ مصائب جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے نازل کیے جاتے ہیں: ان

Marfat.com

مصائب کی بھی دو قسمیں ہیں جو نیچے درج کی جا رہی ہیں۔ زیادہ مصائب اللہ کی نافرمانیوں پر ہی نازل ہوتی ہیں۔ اس میں وہ لوگ آتے ہیں جو نماز روزہ میں باقاعدگی اختیار نہ کرتے ہوں تو ان کو مصائب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں (''لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ'' شاید کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔) کفار میں سے بہت ایسے لوگ امیر اور رئیس نظر آتے ہیں لیکن روپیہ پیسہ کے ہونے کے باوجود بھی ان پر مصائب نازل ہوتی رہتی ہیں کیونکہ پیسہ امراض یا پریشانیوں کا حل نہیں بلکہ یہ تو پریشانیوں میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ ہمارے ایک عزیز روایت کرتے ہیں کہ بمبئی میں ایک مزدور گرمیوں کی دوپہر میں اینٹوں کی روڑی پر بڑے مزے سے گہری نیند سو رہا تھا۔ اس سڑک سے ایک ہندو سیٹھ گزرا جس کی جائیداد کروڑوں روپے کی تھی، وہ اس مزدور کو دیکھ کر کہنے لگا، ''بھگوان! تو نے سب کچھ دے رکھا ہے مگر ایسی نیند ہمیں میسر نہیں۔'' علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے　　　مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے جو آفات نازل ہوتی ہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

<u>(الف) آفات کی پہلی قسم:</u> آفات کی پہلی قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے سے متعلق ہے۔ اس کی مثال اوپر دی گئی ہے (جو شعر میں بیان ہوئی کہ کافر مصیبت میں گم رہتا ہے) اور اس کی تفصیل میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ یہ کتاب مسلمانوں کی اصلاح تک ہی محدود رکھی گئی ہے۔ اس کا بیان قرآن میں ہے کہ تمام کافر جہنم رسید ہوں گے کیونکہ اُنہیں ان کے نیک اعمال کا کوئی اجر نہیں ملے گا (جو تھوڑا بہت اجر ملے گا تو وہ یہ ہے کہ ان کے نیک اعمال کی وجہ سے جہنم کے عذاب میں کچھ تخفیف کر دی جائے گی۔)

<u>(ب) مصائب کی دوسری قسم جو نماز روزہ کے ترک کے باعث ہیں:</u> تمام مسلمانوں کو جس سزا میں گرفتار کیا گیا ہے وہ دین اسلام سے عمداً یا غیر عمداً لاتعلق ہونا ہے اور دین سے یہی لاتعلقی مسلمانوں کے لئے آفت بن چکی ہے۔ جس کو دیکھو ''اِلَّا مَاشَاءَ

Marfat.com

اللہ''اسی مرض میں مبتلا ہے اور اس کے گہرے اثرات پوری قوم پر مرتب ہو چکے ہیں کیونکہ ایک دو آدمی سے اگر ترکِ نماز و روزہ ہو تو اللہ تعالیٰ چشم پوشی کر لیتا ہے، مگر جب پوری قوم ہی دین ترک کر دے (یعنی دینی شعار کو چھوڑ دے) تو پھر پوری قوم کو اس کی سزا ملتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

راقم الحروف کے پاس صبح سے شام تک مصیبتوں کے مارے لوگ دعا اور علاج کے لئے آتے ہیں۔ اکثر لوگوں کو رزق کی تنگی، کاروبار اچانک بند ہو جانے، طرح طرح کے امراض میں گرفتار ہونے، گھروں میں بے برکتی اور بے اتفاقی کے علاوہ بہت سی مشکلات کی شکایت ہوتی ہے۔ معائنہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ۹۸ فیصد لوگ تارکِ صوم وصلوٰۃ ہیں۔ وہ لوگ جو دن میں ایک دو نمازیں پڑھ لیتے ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم بے نمازی نہیں حالانکہ کوئی شخص پانچ میں سے ایک نماز بھی چھوڑ دے تو اس کو بھی نمازی نہیں کہا جا سکتا۔

راقم الحروف کے معمول کے مطابق جب نماز پر خصوصی لیکچر دیئے جاتے ہیں اور دو یا تین دن میں درسوں کا سلسلہ مکمل کیا جاتا ہے تو ان میں سب سے پہلے نماز کی اہمیت اور افادیت واضح کی جاتی ہے رزق کی وسعت پر اس کے اثرات کو واضح کیا جاتا ہے۔ اس دوران خصوصاً یہ بات کی جاتی ہے کہ نمازیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا انعامات نازل کرنے کے وعدے کئے انعامات کا خلاصہ اس کتابچہ میں چند صفحات کے بعد ''نماز کی اہمیت اور افادیت'' کی ے تحت بیان کیا جا رہا ہے جن کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو

☆ یہ بیان ہماری تصنیف ''نشان منزل'' میں کافی تفصیل سے صفحہ ۱۹۰ سے لیکر ۲۲۳ تک موجود ہے۔ اس کے مطالعے کے بعد معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نمازیوں کی کس قدر مدد اور اعانت فرماتا ہے اور کس قدر انعامات نازل فرماتا ہے۔

Marfat.com

ٹھکرانا اور اس کے انعامات کی پروانہ کرنا انتہائی بدنصیبی اور بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ نماز، روزہ ادا کرو گے تو میں تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرونگا لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں ان تمام مہربانیوں کی ضرورت نہیں تو اس سے زیادہ نالائقی کا ثبوت اور کیا ہوگا۔ ایسے لوگ ہی کچھ دیر کے بعد مصائب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ **مصائب کی دوسری قسم جو بلندیٔ درجات کی خاطر دی جاتی ہے:** دوسری قسم کے صائب و آلام بزرگوں کو دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ صبر کا اظہار کریں اور اس صبر کے بدلے میں ان کے درجات بلند کئے جائیں۔ ایک دن کا بخار چڑھنے سے مومن کے لئے ایک سال کے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ بھوکے اور پیاسے رہنے سے نور میں ایسا اضافہ ہوتا ہے جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو اس کی تکلیف سے بھی بعض گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ☆

وہ پرندے جو آنکھ رکھتے ہیں، سب سے پہلے اسیر ہوتے ہیں

(اثر کے اعتبار سے لوگوں کی قسمیں)

یہ قانون قدرت ہے کہ ہر انسان پر کسی بات کا اثر اس کی فطرت اور جبلت کے مطابق ہوتا ہے اور اس بات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے روز الست ہی فرما دیا تھا یعنی جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کی پیدائش سے بہت پہلے روحوں کو حضرت آدمؑ کی پشت سے نکالا اور کہا ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ الاعراف: ۱۷۲) تو ہر شخص نے اپنی فطرت کے مطابق اللہ کی ربوبیت کو قبول کیا۔ کفار کی روحوں نے بہت غیظ و غضب کی حالت میں ''بَلٰی''

☆ راقم الحروف کی کتاب ''نشان منزل'' میں مومن کی آزمائش کے نام سے ایک باب لکھ دیا گیا ہے جس کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کو آزمائشوں میں کیوں مبتلا کیا جاتا ہے اور ان مصائب کے عوض کیا ثمرات دیئے جاتے ہیں۔ مذکورہ کتاب میں آزمائش کا مضمون بہت جامعیت کا حامل ہے اور قارئین کی توجہ کے قابل ہے۔

Marfat.com

کہا اور نیک روحوں نے بہت خوشی کی حالت میں اور اللہ کے خاص بندوں یعنی انبیا اور اولیائے کرام پر تو خوشی کے باعث اس خطاب سے وجد طاری ہوگیا۔ اسی دن معلوم ہوگیا کہ کون سی روح ہدایت الٰہی کو قبول کرے گی اور کتنی جلد قبول کرے گی۔ اور کفار کی روحوں نے اس کے برعکس ناراضگی کے اظہار کے سبب خود کو انسانیت کے مقام سے گرادیا۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان کئی قسم کی روحوں کو حسبِ مرتبہ مقام ملا۔

راقم الحروف کا تجربہ ہے کہ جب ایک واقعہ اہل ذوق کو سنایا جائے تو ان میں سے بعض پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور وہی واقعہ اگر کسی بد ذوق انسان کو سنایا جائے تو نہ ہی اس پر اس واقعہ کے تاثرات نظر آتے ہیں اور نہ ہی ان کی شکلوں پر اس واقعہ میں دلچسپی کا اظہار دکھائی دیتا ہے۔ ایک واقعہ کسی کو سنایا جائے تو اس پر اس قدر اثر ہوتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگتے ہیں اور دوسرے شخص کے چہرے پر اس کا کوئی بھی اثر نظر نہیں آتا۔ یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ کسی شخص پر تبلیغ کا اثر فی الفور ہو جاتا ہے اور کسی پر تبلیغ کا اثر ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجائی جائے۔

یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ کسی شخص کے باپ یا دادا اگر ہر وقت ڈش انٹینا والے ٹی وی کے سامنے پوری عمر گزار دیتے ہیں تو ان کی اولاد بھی (اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ) اپنی تمام عمر اسی ڈگر پر گزار دیتی ہے۔ اب چند ایسے واقعات بیان کئے جائیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ کچھ لوگوں نے کسی نیک بات کا فوراً اثر قبول کرلیا۔ اس کے برعکس زیادہ تر انسان ایسے ہوتے ہیں کہ دین کے لیے ان کے دلوں میں قطعاً گنجائش ہی نہیں ہوتی اور وہ اس کی طرف رخ کرنا پسند نہیں کرتے۔ اب ایسی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں کہ کچھ لوگوں پر ایک لمحہ میں تبلیغ کے اثرات رونما ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان واقعات کی تفصیل بہت طویل ہے، مگر یہاں نہایت اختصار سے کام لیا جا رہا ہے۔

ا۔ حضرت عزّ الدین بن عبدالسّلامؒ آپ شروع میں اولیائے کرام کے منکر تھے۔ ایک

Marfat.com

بار ایک مجلس میں کچھ لوگ بیٹھے تھے تو حضرت ابوالحسن شاذلیؒ تشریف لائے۔لوگوں نے آپ سے طریقت پر گفتگو کرنے کے لئے کہا۔ جب حضرت عزّ الدینؒ نے ان کے کلام کو سنا تو چیخ اٹھے اور کہنے لگے ''لوگو! سنو یہ وہ کلام ہے جو پہلے نازل نہیں ہوا۔'' اس کلام سے متاثر ہو کر آپ نے حضرت ابوالحسن شاذلیؒ سے بیعت کر لی۔اس موضوع پر آپ کا بہت کلام موجود ہے۔ بیعت کے بعد خود بھی ان کا صاحبِ کرامت لوگوں میں نام لیا جانے لگا۔

۲۔حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ آپ جوانی کی عمر میں بادشاہ کے جلاّد تھے۔ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کی گردن اڑانے کے لئے تین مرتبہ تلواریں چلائیں مگر تینوں تلواریں بیکار ہو گئیں اور اس کا سر نہ کٹ سکا۔آپ نے دیکھا کہ یہ شخص جس کی گردن زدنی کا حکم تھا، زیرلب کچھ پڑھ رہا ہے۔آپ نے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ اس نے کہا کہ میں اپنے شیخ کا نام لے رہا تھا۔آپ نے پوچھا کیا نام ہے تیرے شیخ کا؟ اس نے کہا حضرت سید امیر کلاَلؒ۔آپ نے اس مرید سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ اس نے ان کا پتہ دیا تو آپ نے وہیں تلوار کو پھینک کر یہ کہا کہ جو تلوار کی زد سے بچا سکتا ہے، وہ جہنم کی آگ سے بھی بچا سکتا ہے۔آپ گئے اور سید امیر کلاَلؒ سے بیعت کی اور ان کے بہت بڑے جانشین بنے اور سلسلۂ نقشبندیہ (گو پہلے سے ہی موجود تھا مگر بعد میں) ان کے نام پر نقشبندیہ مشہور و معروف ہوا۔

۳۔حضرت فُضیل بن عیاضؒ ''کشف المحجوب'' میں ان کے توبہ کرنے کی تفصیل دی گئی ہے۔وہ اوائل عمر میں مرو کے قریب راہزنوں (قافلے لوٹنے والوں) میں شامل تھے۔ایک سرکاری ملازم جب اس علاقے سے گزرنے لگا تو اس کو لوگوں نے اس راہزن کے واقعات سے آگاہ کیا مگر اس نے کہا کہ میں نے ایک قاری اپنے ساتھ لے لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم قرآن کی تلاوت کی برکت سے بچ جائیں گے۔اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے سنا ہے کہ فُضیل ہر ایک کو نہیں لوٹتا۔جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں حضرت فضیل گھات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو قاری کی زبان سے نکلنے والے یہ کلمات سنے ''اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ

Marfat.com

قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ'' (الحدید:١٦) ''کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل یادِ الٰہی کے لئے جھک جائیں۔'' یہ سن کر حضرت فضیل کہنے لگے ہاں وہ وقت آ گیا ہے۔

چنانچہ آپ نے توبہ کی اور حتی الامکان لوٹا ہوا مال لوگوں کو واپس کیا اور اس کے بعد ان کا نام بہت بڑے بزرگوں مین شامل ہونے لگا۔ آپ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں بھی کچھ عرصہ رہے۔ جب واپس آئے تو مکہ پہنچے اور وہاں قیام کیا۔ خلیفہ ہارون رشید نے جب حج کیا تو اپنے وزیر فضل بن ربیع سے کہا کہ حج تو ہو چکا ہے، اب مجھے کسی بزرگ سے ملوائیں تو حضرت عبدالرزاق صنعانیؒ اور حضرت سفیان بن عیینہؒ سے ان کی ملاقات کروائی گئی مگر ہارون رشید کو چنداں لطف نہ آیا۔ خلیفہ نے اپنی خواہش کو بار بار دہرایا تو ان کو حضرت ابوعلی فضیلؒ کے گھر لے آئے اور بہت طویل گفتگو ہوئی (جو کشف المحجوب میں موجود ہے) ان کی باتیں سن کر ہارون رشید اور فضل بن ربیع دونوں روتے ہوئے ان کے گھر سے باہر آئے۔ ہارون رشید نے کہا کہ فرشتہ صفت صوفی تو یہی ہے اور حقیقت میں یہ بادشاہ ہے۔

۴۔ <u>طریقت کا مختصر اور طویل راستہ</u>: ایک شہزادہ نے ایک بزرگ سے وعظ سنا اور اس قدر متاثر ہوا کہ ان سے کہنے لگا کہ میں اس راہ پر چلنا چاہتا ہوں مجھے اس کا طریقہ بتائیں۔

آپ نے فرمایا کہ اس کے دو طریقے ہیں: <u>ایک مختصر</u> اور <u>ایک طویل</u>۔ فرمایا <u>طویل طریقہ</u> تو یہ ہے کہ شریعت کی اتباع کرو، نماز روزہ کی تکمیل کرتے رہو، کاروبار بھی کرو، کسی نہ کسی وقت منزل پر پہنچ جاؤ گے۔ اس نے پوچھا کہ <u>مختصر راستہ</u> کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنا سب کچھ اللہ کے نام پر لٹا کر آ جاؤ پھر میں بتاؤں گا کہ اب کیا کرنا ہے۔ دوسرے دن وہ لڑکا آیا اور کہنے لگا کہ میں سب کچھ لٹا کر آ گیا ہوں، اب میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ وہ نوجوان بہت جلد واصل باللہ ہو گیا اور اس کو ابدال کا مقام حاصل ہوا۔

۵۔ <u>خانۂ کعبہ میں بیٹھنے والا ایک خوبصورت جوان</u>: ''کشف المحجوب'' میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان مکہ کے صحن میں جانماز بچھا کر بیٹھا رہتا اور محوِ عبادت رہتا۔ ایک امیر شخص کو

Marfat.com

اس کی عبادت بہت اچھی لگی۔ وہ بہت سی اشرفیاں گھر سے لایا اور اسکی نذر کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان اشرفیوں کو قبول نہیں کر سکتا۔ اس شخص نے وہ اشرفیاں اس شخص کے مصلے پر رکھ دیں اور کہا کہ آپ اگر خود نہیں رکھتے تو ان کو اللہ کے نام پر فقیروں میں تقسیم کر دیں، اس نوجوان نے مصلیٰ جھٹک کر وہ اشرفیاں پھینک دیں اور اٹھ کر چلے گئے اور اس مالدار شخص سے کہا کہ میں اتنی بڑی جائیداد اور اپنا سارا مال خدا کی راہ میں لٹا دینے کے بعد یہاں آیا ہوں اور تم مجھے پھر اس مصیبت میں گرفتار کرنا چاہتے ہو۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں ان کی شان بے نیازی دیکھتا رہا جب وہ مصلے کو جھٹک کر جا رہے تھے اور میں اپنی کمینگی کو بھی محسوس کر رہا تھا جب میں ان گرے ہوئے سکوں کو ایک ایک کر کے چن رہا تھا۔ آخر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہوگا کہ وہ ایک دم اپنی تمام دولت لٹا کر خانہ کعبہ میں بیٹھ گیا۔

۶۔ ٹاٹ میں ملبوس فقیر: رسالہ قشیریہ میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ ایک شخص ٹاٹ پہنے ہوئے ایک مدرسے میں ایک مدرس کے پاس کسی کام سے آیا تو مدرسے کے لڑکے اس کے لباس کو دیکھ کر مزاح کے انداز سے پوچھنے لگے کہ جناب آپ نے یہ لباس کتنے کا خریدا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے تین مکان، ایک باغ اور اتنے ہزار اشرفی خدا کے نام پر دے کر اسے خریدا ہے۔ اگر تمہاری ہمت ہے تو تم بھی اس لباس کو خرید لو۔ لڑکے خاموش ہو گئے۔

۷۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لباس ٹاٹ: تفاسیر قرآن میں ہے کہ جب آل عمران کی آیت: ۹۲ ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ'' (یعنی تم ہرگز نہیں پا سکو گے کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک تم (اللہ کی راہ میں) ان چیزوں کو خرچ نہ کرو جن کو تم عزیز رکھتے ہو) نازل ہوئی تو بہت سے صحابۂ کرامؓ نے اپنی کوئی نہ کوئی عزیز چیز اللہ کی راہ میں دے دی۔ (ضیاء القرآن)

علمائے تفسیر نے سورۃ الحدید آیت: ۱۰ ''وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ''..... (یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ نہیں کرتے) کے تحت ایک ایمان افروز واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میں بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے تھے۔ آپ نے ٹاٹ کی عبا پہنی ہوئی تھی اور اس کو آگے سے کانٹوں سے باندھا ہوا تھا۔ جبریل امین آئے اور عرض کیا "یَانَبِیَّ اللّٰہِ مَالِیْ اَرٰی اَبَابَکْرٍ عَلَیْہِ عَبَاءَۃٌ قَدْ خَلَّلَھَا فِی صَدْرِہٖ بِخَلَالٍ" "اے اللہ کے نبی! یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں ابوبکر نے ایسی عبا پہنی ہوئی ہے جسے سامنے سے کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کا سلام ابوبکر کو پہنچائیں اور ان سے پوچھیں کیا وہ اس فقر و تنگ دستی پر خوش ہیں یا ناراض۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ سوال پوچھا۔ اس پیکر تسلیم و رضا نے کتنا دلنشیں جواب دیا:

اَاَسْخَطُ عَلٰی رَبِّیْ اِنِّیْ عَنْ رَبِّیْ لَرَاضٍ، اِنِّیْ عَنْ رَبِّیْ لَرَاضٍ، اِنِّیْ عَنْ رَبِّیْ لَرَاضٍ
یعنی میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "میں تجھ سے راضی ہوں جس طرح تو مجھ سے راضی ہے"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رو پڑے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تمام حاملین عرش اسی قسم کی عبائیں پہنے ہوئے ہیں اور اسی طرح سے خلال کیے ہوئے ہیں جس طرح کہ آپ کے اس یار نے کیا ہے (ضیاء القرآن ج ۵ ص ۱۱۴)۔ یہ باتیں ایسے لوگوں میں نظر آتی ہیں جن کے دلوں میں لطیف نکتوں پر وجد طاری ہو جائے۔

۸۔ __حضرت امام غزالیؒ:__ آپ مدرسۂ نظامیہ بغداد کے صدر مدرس تھے۔ آپ نے ایک کتاب "اَلْمُنْقِذُ مِنَ الضَّلَالِ" (جس کا ترجمہ "روشنی کی طرف" اور "تلاش حق" کے نام سے اردو میں ہو چکا ہے) لکھی۔ آپ نے مختلف فرقوں کی تحقیق میں بہت جستجو کی ہے اور آخر

Marfat.com

اس بات پر پہنچے کہ صوفیوں کے طریقے سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔ چنانچہ آپ دس سال تک سرکاری مخالفت کے باوجود مدرسۂ نظامیہ کا منصب چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہے۔

حضرت امام غزالیؒ کا ایک واقعہ بہت روح پرور معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے زمانے میں خلیفہ الپ ارسلان نے اپنے ذاتی خرچ پر ایک مدسہ جاری کیا تھا اور آپ اسی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ایک دن خلیفہ نے مدرسے کا معائنہ کیا تا کہ اسے معلوم ہو کہ اس مدرسے میں کیسی تعلیم دی جا رہی ہے۔ خلیفہ ہر جماعت میں گئے اور ہر طالب علم سے فرداً فرداً پوچھا کہ تم کیوں تعلیم حاصل کر رہے ہو؟ سب نے ایک ہی جواب دیا کہ فلاں نوکری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کسی نے ڈاکٹر، تحصیلدار، تھانیدار بننے کو کہا اور کوئی افسر مال یا شاہی ملازمت یا عدلیہ کا کام کرنے کی خواہش ظاہر کرنے لگا۔ مگر خلیفہ کو اس وقت حیرت ہوئی جب اس نے یہ سوال امام غزالیؒ سے کیا تو آپ نے فرمایا ''میں اس لئے تعلیم حاصل کر رہا ہوں کہ خدا کو پہچان سکوں''۔ مدرسہ سے جانے سے پہلے خلیفہ نے استادوں کو بلا کر سخت برہمی کا اظہار کیا کہ تم لوگ بچوں کو غلط تعلیم دے رہے ہو۔ آج میں نے معائنہ کیا تو میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس مدرسے کو بند کر دوں مگر ایک طالب علم (امام غزالیؒ) کی خاطر میں اس مدرسے کو جاری رکھنا چاہتا ہوں، اس لئے کہ اس میں کم از کم ایک لڑکا تو صحیح تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ایسے بچے اپنے اندر ایک خاصیت رکھتے ہیں جو ان کی زندگی کے ہر پہلو میں نظر آتی ہے۔ استادوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو اسلامی تعلیم کی غرض وغایات سے آگاہ کریں۔

۹۔ **راقم الحروف کے لندن کے دورے کا ایک واقعہ**: امریکہ ہو یا لندن، وہاں دین پر چلنے کا خیال لوگوں میں خال خال ہی کسی کو ہوتا ہے۔ عام لوگ تو دولت کی طلب میں مصروف نظر آتے ہیں۔ جب کچھ لوگ ہماری مجلس میں حاضر ہوتے تو ان کو نماز کا مخصوص درس دیا جاتا۔ ایک مجلس میں مجتمع لوگوں سے یہ سوال کیا کہ آپ لوگ نماز کیوں نہیں پڑھتے

Marfat.com

تو تقریباً سب نے مصروفیت، غفلت اور اس طرف دھیان نہ جانے کا عذر پیش کیا مگر ایک لڑکے نے بہت اچھا جواب دیا کہ ہمیں کسی نے آج تک یہ نہیں بتلایا کہ نماز کیا ہے اور کتنی ضروری ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ بچوں کو نماز کے بارے میں دلچسپی کا سبق ہی نہیں دیا جاتا۔ جن لوگوں کو دلچسپ انداز سے دروس دیئے جاتے ہیں تو وہ نماز روزہ میں ایک دم منہمک ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ روس کے ایک بزرگ حضرت قاذان: قاذان ہلاکو خان کی اولاد سے تھا اور اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اس نے پوچھا کہ ابھی اور کوئی بزرگ مسلمان باقی تو نہیں رہا ،لوگوں نے کہا کہ حضرت ابو یوسف درانیؒ ابھی رہ گئے ہیں جو تاشقند کے دور دراز علاقے میں ہیں۔ ان کو طلب کیا گیا تو ان کو قتل کرنے کے لئے جلاد کی تین تلواروں نے کام نہ کیا کیونکہ جب بھی وہ وار کرتا تو آپ بلند آواز سے فرماتے ''اللہ''۔ قاذان نے یہ معاملہ دیکھا تو انہیں اپنے پاس بلایا۔ آپ نے فرمایا اب تیرے مسلمان ہونے کا بھی وقت آ گیا ہے۔ قاذان نے کہا کہ کوئی کرامت دکھاؤ گے تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے پیتل اور تانبہ کو ایک گلاس میں گرم کیا حتی کہ وہ پگھل گیا پھر اس میں زہر ہلاہل کو ملا کر پی لیا لیکن آپ کو کچھ نہ ہوا۔ اس پر قاذان مسلمان ہو گیا اور پھر اس نے حکم دیا کہ کافروں کو قتل کر و حتیٰ کہ کوئی کافر باقی نہ رہ جائے۔ آپ کی قبر مبارک روس کے جنوب میں قاذان نامی شہر میں موجود ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل کافی طویل ہے جو ''اسلام اور روحانیت'' میں دے دی گئی ہے۔ (تربیت عشاق ص ۳۴۴)

۱۱۔ حضرت سری سقطیؒ: آپ بہت بڑے تاجر تھے۔ حضرت معروف کرخیؒ کے پاس لوگوں نے شکایت کی کہ سری سقطیؒ کو بار بار نماز کی تلقین کی جاتی ہے مگر وہ نماز نہیں پڑھتے۔ آپ نے سری سقطیؒ سے پوچھا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگے کہ تمہیں نظر آتا ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا موقع ہے (یعنی گاہک اس قدر ہیں کہ کوئی نماز کب پڑھے گا)۔ حضرت معروف

Marfat.com

نے ان کی طرف توجہ دی اور کہا کہ ''اچھا تو پھر آپ رفع حاجت بھی نہیں کرتے ہوں گے۔''
یعنی نماز کو اتنا ہلکا سمجھا ہے کہ اسے بول و براز سے بھی کم درجہ پر سمجھتے ہو۔ یہ بات سن کر آپ
پر وجد طاری ہو گیا اور آپ نے کھڑے کھڑے دوکان لٹادی۔ آپ اپنے زمانہ کے بہت بڑے
شیخ مانے جانے لگے۔

۱۲۔ حضرت جنید بغدادیؒ: حضرت جنیدؒ جب تین چار سال کے بچے تھے تو ان کے ماموں
حضرت سری سقطیؒ نے کہا کہ بیٹے اِدھر آؤ ہم تمہیں ''اللہ اللہ'' کرنا سکھائیں۔ آپ نے
طریقہ بتایا کہ تصور کے ساتھ کہو ''اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ'' حضرت
جنید بہت دیر تک یہ وظیفہ کرتے رہے اور جب آپ کے ماموں کو خیال آیا کہ بچہ رات گئے
تک اپنا سبق پڑھ رہا ہے تو آپ نے ان کو ماں کے پاس بھیج دیا۔ صبح جب اٹھے تو ماں بول
و براز کے لئے ان کا پاجامہ اتارنے لگی تو آپ رونے لگے اور کہا جب اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا
ہے تو میں پاجامہ کیسے اتاردوں۔ ماں کو جب معلوم ہوا کہ ان کے بھائی حضرت سری سقطیؒ
نے انہیں رات کو کچھ سبق دیا تھا تو وہ جنیدؒ کو ان کے پاس لے گئیں اور کہا کہ تم نے میرے بیٹے
کو کیا کر دیا ہے کہ وہ بول و براز کے لئے اس لئے تیار نہیں ہوتا کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ آپ
نے حضرت جنیدؒ کی طرف توجہ دی تو وہ اس کیفیت سے نکل کر معمول کی حالت پر آ گئے۔

مذکورہ بالا تمام واقعات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب بزرگ لوگ کسی کو توجہ
دیتے ہیں تو کچھ لوگوں کے دلوں کو فوراً بدل دیتے ہیں۔ اپنے دلوں کو بدل دینے والے لوگ
ایسی صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ بزرگوں کی نصیحت کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔

ہم اپنی زندگی کو دین میں کیسے ڈھال سکتے ہیں؟

ہم اپنے آپ کو اسلام کے مطلوبہ معیار تک کیسے پہنچا سکتے ہیں، کوئی ایسا ناقابل حل
مسئلہ نہیں، لیکن مسلمانوں کی اپنی کمزوری، والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریوں کا تعین سرے

Marfat.com

سے نہ ہونا، اس مسئلہ کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں بن چکی ہیں اور موجودہ دور کا نوجوان بے یارومددگار بھٹک رہا ہے۔ یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اس کا حل اتنا ہی آسان ہے۔ بڑے لوگوں کی لاپرواہی نے اس مسئلہ کو پیچیدہ کر دیا ہے۔ ذرا سی کوشش سے یہ مسئلہ درج ذیل طریقے کے ساتھ باآسانی حل ہو سکتا ہے۔

الف۔ مسلمانوں کے ذہن سے غلامانہ طرز کی بے علمی کو دوز کرنا

کفار نے بہت کاوشوں کے بعد مسلمانوں میں غلامانہ طرز کی بے علمی اور لادینیت کی فضا پیدا کی۔ کافی غور کرنے کے بعد انہیں یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں لادینی کی فضا ان کو علم سے بے بہرہ کرنے سے قائم ہو سکتی ہے۔ جن نوجوانوں کو نہ تو گھر میں ماں باپ سے یہ علم ملا (کیونکہ وہ خود بھی اِس علم سے بے بہرہ تھے)، نہ ہی اہل مدرسہ نے ان کو کچھ سکھایا (کیونکہ بیشتر اساتذہ بھی اسی لاعلمی کے ماحول سے نکل کر استاد بن گئے) اور نہ سوسائٹی یا ماحول نے ان کو یہ علم دیا (کیونکہ انگریز نے پوری طرح بیڑا غرق کر دیا تھا حتیٰ کہ آج کے دور میں ان کا رائج کردہ بے دینی کا سلسلہ خود بخود چلا جا رہا ہے)۔ یہ بے دینی کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے پنجرے میں بند کیا ہوا پرندہ خود بخود اپنے قید خانے میں آ جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند

انگریز تو چلا گیا مگر اس کا چھوڑا ہوا نظام لوگوں کو اس قدر عزیز ہے کہ وہ اس پر جان، مال اور ایمان بھی قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بچوں میں شروع سے ہی خود آگہی اور خدا آگہی کا سامان پیدا کیا جائے۔ علامہؒ نے فرمایا ہے۔

سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے

ماں باپ اگر خود خدا کے رنگ میں رنگ جائیں اور بچوں کو براہِ راست نظر سے سبق

Marfat.com

دیں تو بچے اپنے دین کے ناموس پر مر مٹنے کو تیار ہو جائیں گے۔ براہیمی نظر پیدا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ بچوں کو اپنے پاس بٹھا کر وہ اسباق دیئے جائیں جن سے ان میں عقابی روح بیدار ہو جائے تو یقیناً وہ بچے شاہین بن کر ابھریں گے۔

ب۔ اسلام میں طلبِ علم کو فرض قرار دیا گیا ہے

شعب الایمان کی ایک حدیث میں ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مومن (مرد اور عورت) پر فرض ہے (مشکاۃ رقم ۲۱۸) اور یہ بھی ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ علم سیکھو خواہ اس کے لئے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے (جامع بیان العلم وفضلہ لابنِ عبدالبر ج ا ص ۲۸)۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا علم ہے جس کا حاصل کرنا فرض ہے۔ اس میں وہ علم شامل ہے جس سے ایک مسلمان کو اسلام کے فرائض، واجبات اور سنن وغیرہ کا علم حاصل ہو جائے کیونکہ اس کا جاننا ازبس ضروری ہے تاکہ اس کو ان تمام مسائل کا علم ہو جس سے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، ازدواجی معاملات، اکتسابِ رزق، آپس کے میل جول کے آداب اور ان واجبات کے ادا کرنے کے صحیح طریقوں کا علم ہو جائے۔ مثلاً نماز میں کون کون سے سات فرائض اور کون سے بائیس واجبات ہیں۔ وضو کی کیا شرائط ہیں۔ نماز میں اگر کوئی خرابی ہو جائے تو کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ غسل میں کون سے فرائض شامل ہیں جن کے بغیر غسل ہو ہی نہیں سکتا، وغیرہ وغیرہ۔ کتنے ہی مسائل ایسے ہیں جن سے ہمیں روزمرہ کی زندگی میں واسطہ پڑتا ہے۔ ان مسائل کا حل بہت آسان ہے اور ان میں کسی لمبے چوڑے نصاب کا پڑھنا شامل نہیں۔ اگر انسان کسی عالم سے یہ تمام باتیں سیکھے تو اس کے عامیانہ علم کے لئے تین چار ہفتے سے زیادہ کا وقت درکار نہ ہوگا۔ ان تمام باتوں کا سرسری علم حاصل کرنا درکار ہے نہ کہ جس طرح گہرائی کے ساتھ باقاعدہ مدرسوں کے نصابی علم کے مطابق اس علم کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ (عموماً مسجدوں میں ہر نماز کے بعد پانچ منٹ میں کچھ مسائل بیان کر دیئے

Marfat.com

جاتے ہیں) ان مسائل کی چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی بازار میں ملتی ہیں جن سے مطلوبہ علم حاصل ہو جاتا ہے۔

طلبِ علم میں مذکورہ مسائل کا علم حاصل کرنے کے بعد دیگر علوم دنیاوی کا حصول بھی ضروری ہے کیونکہ اس زمانے میں اگر مسلمان دوسرے ممالک سے پیچھے رہ جائیں تو غیر اقوام کو مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہیں رہتا، لہٰذا ایسی طاقت کا حاصل کرنا ایسے ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ان کی رسالت کے ساتھ عصا کی حیثیت تھی۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

راقم الحروف کے نزدیک تیسرا ضروری علم وہ ہے جسے علم طریقت کہا جاتا ہے کیونکہ اس علم سے انسان کو روحانیت کی وہ طاقت ملتی ہے جس سے مسلمان دنیا میں عظیم کارنامے انجام دے سکتا ہے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساریہ جرنیل کو کئی سو میلوں کے فاصلے سے، جمعۃ المبارک کے خطبہ کے دوران فرمایا تھا ''یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ'' (تاریخ الخلفاءُ ص ۹۹) یعنی ساریہ پہاڑی کے پیچھے دیکھو، کفار کی فوج آرہی ہے۔ ایسے ہی آپ نے دریائے نیل میں رقعہ ڈالنے کے لئے گورنر مصر کو حکم بھیجا تھا اور رقعہ ڈالنے سے اسی وقت خشک دریا میں پانی کی روانی شروع ہوگئی (تاریخ الخلفاءُ ص ۱۰۰۔ عمر بن الخطاب ص ۱۷۱)۔ یہ علم نہایت ضروری ہے۔ ☆

ج۔ مسلمانوں کی لاعلمی کے باعث پیدا شدہ مسائل کا حل

یہ بات مسلمانوں کے ذہنوں میں باضابطہ طور پر نہیں لائی گئی کہ ان کی بے دینی

☆ اس کے لئے راقم الحروف کی کتاب ''اسلام اور روحانیت'' اور ''حسنِ نماز'' کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

کے مسائل کیا ہیں اور ان کا حل کیا ہے؟ درج ذیل چھ نکات میں تمام مسائل اور ان کا حل تجویز کیا گیا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ کسی حکومت اور کسی دینی ادارے کی طرف سے ان چھ نکات کو عام کرنے کا کبھی اہتمام نہیں کیا گیا۔ یہ نسخہ بے حد کارگر ہے اور راقم الحروف اس بات کا تجربہ کر چکا ہے کہ جن لوگوں کو (گروہ در گروہ) درج ذیل نکات، ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ کے حساب سے، تین دن (بالترتیب) درس دیئے گئے تو ان میں سے ۹۰ فیصد لوگوں نے اپنی زندگیاں بدل دیں اور پکا یک نمازی بن گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں آج تک کسی نے اس طریقے سے تربیت نہیں دی کہ جس سے فوراً دل و دماغ متاثر ہو جائیں۔ درج ذیل نکات میں سائینٹیفک انداز سے زندگی کے وہ تمام پہلو بیان کیے جاتے ہیں جو لوگوں کے دلوں کو اس طرح گرما دیتے ہیں کہ ان کی زندگیوں میں حیرت انگیز کیفیت، زبردست انقلاب اور آنکھیں کھول دینے والا ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا علم انہیں باعمل اور ایماندار بننے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جسے حکومت کی طرف سے عام لوگوں تک پہنچا دینا واجب ہے مگر کسی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ کمال تو یہ ہے کہ اس اصلاحی طریقے کو چند ایک متمول آدمی مل کر بھی مکمل کر سکتے ہیں اور اس اصلاحی اشاعت پر اٹھنے والا معمولی خرچہ بھی وہ برداشت کر سکتے ہیں مگر خدا جانے وہ ایسا کیوں نہیں کرتے۔ وہ نکات حسب ذیل ہیں:

درج ذیل چھ نکات کی تشریح ایک ایک کر کے بیان کی جائے گی۔

۱۔ <u>ایمان باللہ قائم کرنا</u> مسلمانوں کو اس بات کا یقین کامل نہیں کہ خدا موجود بھی ہے اور اگر یقین ہوتا تو بے نمازی نہ ہوتے۔ یہ خشت اول ہے جو اگر صحیح بیٹھ جائے تو کوئی مشکل نہیں رہتی۔

۲۔ <u>انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟</u> آخر انسان کو خوامخواہ پیدا نہیں کیا گیا۔ کیوں، کب اور کس طرح پیدا کیا گیا؟ یہ ایک نہایت دلچسپ بیان ہے جس کے معلوم ہونے کے

Marfat.com

بعد سننے والے ششدر رہ جاتے ہیں۔

۳۔ ابلیس ایک زبردست گمراہ کن طاقت ہے، اس کا سدِ باب کیسے ہوسکتا ہے؟ ابلیس کیا کیا حربے استعمال کر کے گمراہ کرتا ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟

۴۔ اسلام کیا ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اسلام کے کتنے رکن ہیں، ان کی غرض وغایت کیا ہے اور ان کو کس طرح آسانی سے زیرِ عمل لایا جائے؟

۵۔ اسلامی زندگی کے دشمن عناصر کا آسان حل کیا ہے؟ اسلامی زندگی میں حائل ہونے والی مشکلات کا آسان حل کیا ہے؟

۶۔ باعمل مسلمان بننے کے سہل نکات: جن کو ذہن میں رکھنے اور معمولی توجہ کے بعد انسان پکا مسلمان بن سکتا ہے۔

د۔ چھ اصلاحی نکات کی تشریح: اگلے باب میں دی جارہی ہے۔

Marfat.com

یقین اور ایمان باللہ

ویسے تو ہر شخص یہ کہتا ہے کہ میرا اللہ پر ایمان ہے لیکن اس پر خاطر خواہ یقین رکھنے کے معاملہ میں کوئی پورا نہیں اترتا۔ اگر اللہ پر ایمان ہے تو پھر موٹی موٹی باتیں مثلاً نماز روزہ کیوں ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام آتا ہے "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" (آؤ نماز کی طرف) تو یہ سن کر تم نماز کی طرف کیوں نہیں آتے۔ کسی ملازم کا افسر اعلیٰ یا ڈائریکٹر اگر اسے بلائے تو وہ یہ جواب کبھی نہیں دے گا کہ جناب میں آپ کو ڈائریکٹر تو مانتا ہوں مگر آپ کے بلانے پر نہیں آؤں گا۔ دنیا کے تمام کاموں کے لئے تو انسان لیت ولعل نہیں کرتا مگر نماز کے لئے بہانے بازی کیوں شروع ہو جاتی ہے۔ اس کی بڑی وجہ خدا پر یقین نہ ہونا ہے۔ یقین کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ <u>بجلی کی برہنہ تار کو پکڑنا:</u> بجلی کی برہنہ تار ہو تو کسی کی جرأت نہیں ہوتی کہ اسے (بغیر Insulation کے) ہاتھ سے پکڑے کیونکہ اسے یقین ہے کہ جونہی تار کو ہاتھ لگایا تو مر جائیگا۔

۲۔ <u>مریدوں کے یقین کا امتحان:</u> ایک پیر صاحب نے اپنے ایک مرید کو سترہ دن کے بعد خلافت عطا کر دی مگر پرانے مریدوں کو اس پر شکایت ہوئی تو پیر صاحب نے ایک دن پرانے چند مریدوں کو بلایا اور کہا کہ ایک ایک چھری اور ایک ایک کبوتر لے جاؤ اور اس کو ایسی جگہ پر جا کر ذبح کر لاؤ جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ کوئی مرید غسل خانے میں جا کر ذبح کر لایا اور کوئی کھیتوں اور ویران جگہوں پر اپنا اپنا کبوتر ذبح کر لایا مگر جس کو جلدی خلافت ملی تھی وہ اپنا کبوتر

Marfat.com

زندہ حالت میں لے آیا اور کہنے لگا کہ مجھے تو ایسی کوئی جگہ نظر نہیں آئی جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو۔ مجھے تو ہر جگہ پر اللہ تعالیٰ دیکھتا ہوا محسوس ہوا، لہذا ذبح نہ کر سکا۔ پیر صاحب نے مریدوں کو سمجھایا کہ اس میں وہ یقین ہے جو باقیوں میں مفقود ہے۔ یقین کا یہی خاصہ ہے کہ انسان جب بھی غلط کام کرنے لگے تو خدا کے دیکھنے کا احساس ہو جائے۔

۳۔ حضرت ابراہیمؑ کا ایمان: قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ درج ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ الٰہی تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے، تو کہنے لگے کہ یقین تو ہے لیکن میں اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندے پکڑو اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لو اور پھر ان کو ذبح کر کے قیمہ کرو اور ان کے قیمے کو پہاڑوں پر پھیلا دو اور پھر ان کو پکارو تو وہ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ آیت کا حوالہ نیچے دیا جا رہا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (البقرہ: ۲۶۰)

ابراہیمؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار دکھا دے کہ تو کیسے زندہ فرماتا ہے مردوں کو۔ فرمایا (اے ابراہیمؑ) کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے۔ عرض کی ایمان تو ہے (مگر یہ سوال اس لئے ہے) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے فرمایا کہ تو پکڑ لے چار پرندے مانوس کر لے انہیں اپنے ساتھ، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے پھر بلا ان کو، چلے آئیں گے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے۔ (ترجمہ ضیاء القرآن)

ایسا ہی ایک حضرت عزیرؑ کا واقعہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۵۹ میں لکھا ہے کہ حضرت

Marfat.com

عزیرؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سو سال تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کیا مگر ان کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ سوئے ہیں۔ ان کا کھانا اس سو سال کے عرصے میں باسی تک نہ ہوا مگر گدھے کی ہڈیاں بھی بکھر گئیں۔ پھر اس گدھے کی ہڈیاں جڑ گئیں اور گوشت پوست بھی چڑھ گیا۔ جب آپ نے یہ مشاہدہ کر لیا تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے یہ چشم دید واقعات سے ان دونوں کو مکمل یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے کرشمے دیکھنے کے بعد ہر انسان کا یقین بھی پختہ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہزاروں کرشمات نظر آتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یقین کامل ہو جاتا ہے۔

۴۔ <u>حضرت بایزید بسطامیؒ کا یقین</u>: آپؒ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے ۳۰ سال تک سخت مجاہدات کئے جن میں سے معمولی مجاہدات کو سننے کی بھی لوگ تاب نہ لا سکتے تھے☆ آپ فرماتے ہیں کہ اس قدر طویل اور مشکل مجاہدات سے مجھے صرف قرآن کی آیت ''نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ'' (یعنی ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ ق: ۱۶) پر یقین کامل ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ اگر اتنا یقین مجھے پہلے ہی حاصل ہوتا تو اس قدر سخت مجاہدات کی ضرورت نہ ہوتی۔ معلوم ہوا کہ مجاہدات اسلامیہ سے یقین پیدا ہوتا ہے۔

<u>یہاں ایک ضروری نکتہ قابل غور ہے کہ جہاں مجاہدات ہوں گے وہیں قوت مشاہدہ حاصل ہوگی اور جب مشاہدہ ہوا تو یقین بھی حاصل ہو جائے گا۔</u>

۵۔ <u>فرعون کے جادوگروں اور حضرت آسیہؓ کا یقین</u>: منقول ہے کہ جب جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا مشاہدہ کیا کہ وہ ان کے تمام سانپوں کو نگل گیا ہے تو انہوں نے کہا ''قَالُوۡٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ رَبِّ مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ'' (یعنی انہوں نے کہا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے، موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے

☆ (دیکھئے ہماری تصنیف ''حسن نماز'' میں باب یقین جو تقریباً ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔)

Marfat.com

رب پر (بھی) ۔الاعراف :۱۲۱۔۱۲۲) یہ کہتے ہی انہوں نے خدا کی بارگاہ میں سجدہ کردیا اور اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کو سجدے کی حالت میں جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کروادیا جس کے مشاہدے سے ان کا ایمان پختہ ہوگیا۔ جب فرعون نے کہا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا تو جادوگروں نے کہا کہ تو جو کرنا چاہتا ہے کرلے۔ اب ہم اس خدا کو تسلیم کرنے سے انحراف نہ کریں گے۔ یہ مشاہدہ ہی تو تھا جس کی برکت سے یقین پختہ ہوگیا۔ حضرت آسیہؓ (فرعون کی بیوی) کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا جنت میں مقام دکھادیا تو اس نے بھی اپنی جان دے دینے سے گریز نہ کیا۔ (تفسیر ضیاء القران)

ایسی اور بھی بہت سی روایات ملتی ہیں کہ لوگوں کو جب مشاہدہ ہوگیا تو یقین پختہ تر ہوگیا۔ معجزے کی بھی یہی غرض وغایت ہوتی ہے کہ لوگ دیکھ کر ایمان لے آئیں اور ولی کی کرامت کو دیکھ کر لوگوں کی روحانی طلب میں استقامت آجائے۔

۶۔ <u>ایک دیہاتی کا ایمان</u>: ایک دیہاتی نے مسجد کے مولوی صاحب سے سنا کہ بسم اللہ شریف کی برکات اس قدر بلند ہیں کہ اس کو پڑھ کر اگر کوئی دریا میں قدم رکھ دے تو بغیر کشتی کے پار ہوجائے گا۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا رہا مگر ایک دن اس نے مولوی صاحب کو دیکھا کہ کشتی کا انتظار کررہے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے تو ہمیں بسم اللہ شریف کی برکات کے متعلق بتایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے انسان دریا کے پار ہوجاتا ہے مگر آپ کشتی کا انتظار کررہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولوی صاحب کا ایمان کمزور تھا اور دیہاتی شخص کا ایمان بہت پختہ تھا۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

۷۔ <u>امام غزالیؒ کا گھسیارا</u>: امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ۱۰۱ دلائل کے بعد خدا کو تسلیم کیا تو پھر کہیں خدا پر میرا یقین پختہ ہوا، مگر جنگل میں میں نے ایک گھسیارے سے یہ سوال

Marfat.com

کیا کہ کیا خدا ہے؟ اس نے کہا کہ ہے۔ آپ نے پوچھا خدا کی کیا دلیل ہے؟ کہا ہم تو خدا کو بغیر دلیل کے ہی مانتے ہیں (یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ)۔ جب امام صاحب نے کہا کہ ہم تو دلیل کے بغیر نہیں مانتے۔ اس سلسلے میں دونوں میں تکرار ہوگئی تو گھسیارے نے کہا کہ جاتے ہو کہ نہیں! ''میں اس درانتی سے تمہارا پیٹ پھاڑ دوں گا۔ خدا کے ہونے کی دلیل کی کیا ضرورت ہے، خدا ہے اور بس ہے''، اس پر امام صاحب نے فرمایا اس کا ایمان ہم سے بھی پختہ ہے۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ سادہ دلوں کا یقین اس چیز پر دلائل دینے کی نسبت زیادہ پختہ ہوتا ہے۔

بہ پیچ وتاب خرد گرچہ لذتِ دگراست　　　یقینِ سادہ دلان بہ زنکتہ ہائے دقیق

(عقل کے پیچ وتاب میں اگرچہ کوئی اور ہی لذت ہوتی ہے، مگر سادہ دل لوگوں کا یقین استدلال کے گہرے نکتوں سے بھی بہتر ہے)

۸۔ <u>اگر کوئی جنت یا دوزخ کو لمحہ بھر کے لیے دیکھ لے</u> :ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی جنت یا دوزخ کو لمحہ بھر کے لئے دیکھ لے تو پھر وہ دنیا میں کوئی کام نہ کرے گا کیونکہ اس دید کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کی کسی چیز کی وقعت آدمی کے دل میں نہیں رہتی اور انسان ان چیزوں کی طرف دھیان نہیں دے سکتا۔ یہ حقیقت قرآن اور حدیث میں بیان کی گئی ہے، لیکن جو بغیر دیکھے ہی یقین پیدا کرلے تو اس کا مرتبہ مشاہدہ کرنے والے سے زیادہ بلند ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام پردوں کو چاک کردے اور ہمیں جنت یا دوزخ وغیرہ کی رؤیت میسر ہوجائے تو بھی ہمارے ایمان میں رائی برابر اضافہ نہ ہوگا۔ آپ کے ایمان کی یہ حالت تھی کہ جیسے کسی نے ہر چیز کا مشاہدہ پہلے ہی کرلیا ہو۔ یہ یقین کا بہت بڑا درجہ ہے۔

مذکورہ روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں، مگر اس مختصر تحریر میں انکا بیان کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ اب ہم یقین کے متعلق مختصر بیان کرتے ہیں کہ یقین کو اس

Marfat.com

قدر اہمیت کیوں دی گئی ہے۔ ☆

یقین کی دولت کو کیوں ایمان کہا گیا ہے؟

الیقین (یقین کی وضاحت):۔ یقین کے معنی کسی چیز کو پوری طرح سمجھ لینے کے ساتھ اس کے پایۂ ثبوت تک پہنچ جانے کے ہیں۔ یہ ایک نور ہے، جو چیزوں کی حقیقتوں کو واضح کر دیتا ہے اور شک وشبہ کو رفع کرتا ہے۔ یہ ایک وہبی چیز ہے جو دلوں میں ودیعت کی جاتی ہے۔ اس میں دلیل، حجت اور برھان کو بہت کم دخل ہے، کیونکہ جب انسان کو یہ نور حاصل ہو جائے تو ایمان کمالِ بصیرت کے حاصل ہونے سے کامل ہو جاتا ہے اور اسے استدلال وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

یقین، مجاہدات سے پیدا ہوتا ہے اور جس کو یہ دولت نصیب ہو تو اس کو دلِ آگاہ نصیب ہو جاتا ہے۔ شریعت کے ہر حکم میں بیشمار حکمتیں پوشیدہ ہیں اور اگر دل آگاہ نہ ہو تو تمام عبادات اپنی افادیت کھو دیتی ہیں۔ یقین مردِ مومن کی شمشیر ہے، کیونکہ اس سے وہ تمام خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو اسلام کا مطمحِ نظر ہیں: مثلاً قوتِ ایمان، اعتماد وشجاعت، مردانگی، روحانی قوت، توحید، بتانِ نفس وحرص سے آزادی، امتیازاتِ وطن وملت سے آزادی اور عزم واستقلال وغیرہ حاصل ہو جاتے ہیں۔

جب تک انسان اپنے نفس کے چنگل سے آزاد نہیں ہوتا، وہ یقین کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ حضرت اویس قرنیؓ کا قول ہے کہ اگر تو زمین وآسمان کے برابر عبادت کرے گا تو قبول نہ کی جائے گی جب تک تجھے اس میں یقین کا درجہ حاصل نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ اے موسیٰ میرے رزق نہ دینے پر فکر نہ کرنا جب تک یہ نہ جان لو کہ میرے خزانے میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ قرآن مجید میں ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے رزق

☆ تفصیل کیلئے ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' میں صفحہ ۱۳۰ سے ۱۷۲ تک ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

میں ایک ذرہ برابر کوئی اضافہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی دوسرا اس میں کمی کرسکتا ہے کیونکہ رزق اللہ کی طرف سے مقرر کیا جاچکا ہے اور اس میں کمی بیشی انسان کے اظہار یقین پر مبنی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ فرمایا اس بادشاہ کے خزانے سے جس کا کوئی چور نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ شاید آپ پر آسمان سے کھانا نازل ہوتا ہے۔ فرمایا اگر زمین نہ ہوتی تو شاید آسمان سے ہی ڈال دیتے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیشہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ آسمان سے بھی ایسا ہی کلام نازل ہوا ہے۔ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''لوگو! اہل زمانہ کی طرف دیکھو۔ کیا کوئی ایسا بندہ ہے جو سب سے کٹ کر مجھ سے ملا ہو اور میں نے اسے عزت نہ دی ہو''۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ یقین شک کا اٹھ جانا ہے۔ حضرت نوریؒ فرماتے ہیں کہ یقین ہی مشاہدہ ہے۔ ابن عطاؒ فرماتے ہیں کہ جب یقین ہو تو کوئی کمی یا بیشی اثر انداز نہیں ہوتی کیونکہ قوی (یقین والے) کو ہٹانے کے لئے قوی تر کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ جسے آنکھیں دیکھتی ہیں اسے علم کہتے ہیں اور جسے دل دیکھے اسے یقین کہتے ہیں۔ دل کی وہ صفت جس سے اشیاء کو دیکھتے ہیں اسی کو یقین کہتے ہیں۔ آنکھ حاضر کو دیکھتی ہے اور دل غائب کو دیکھتا ہے۔ جب تک ظاہر سے آنکھ بند نہ کی جائے باطن غائب کے دیکھنے کی قوت نہیں پاتا۔ جب تک مخلوق سے الگ نہ ہو جائے حق تعالیٰ سے وصال نہیں ہو پاتا۔ قرآن اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو قبول کرنے والا کلمہ گو مسلمان ہے اور اہل یقین مردِ مومن ہے۔ اسلام اور ایمان میں بہت فرق ہے۔ اسلام محض نظریہ کو تسلیم کرلینا ہے اور ایمان کا مطلب نظریے اور اصول کا دل میں اتر جانا ہے۔ جو چیز دل میں اتر جائے وہ فکر و عمل کو متاثر کرتی ہے اور اس سے ہی انسان کی شخصیت بنتی ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؒ فرماتے ہیں کہ اہل یقین کے عمل بے شک کم ہوں اور گناہ زیادہ ہوں مگر وہ بے یقین زیادہ عمل والے (اور کم گناہ والے) سے بہتر ہے۔

Marfat.com

علامہ اقبالؒ کی نظر میں جوہرِ یقین

یقین کا تعلق ایمان سے ہے۔ اگرچہ ایمان ایک اکائی ہے یعنی یہ نہیں کہ ایمان کا آدھا یا چوتھا حصہ کیا جا سکے بلکہ ایمان یا تو ہے یا نہیں، لیکن ایمان کی کیفیت بدلتی رہتی ہے۔ جب قرآن کی آیات نازل ہوتیں تو مسلمانوں کا ایمان بڑھنے لگتا اس کی گواہی قرآن دیتا ہے جیسے فرمایا:

وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِیۡمَانًا (سورہ آلانفال:۲) یعنی جب ان پر قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔

یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جس کا بڑھنا یا گھٹنا ایمان کو بڑھاتا یا کم کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صحابہؓ کرامؓ کے ایمان میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اگر وہ آج کے مسلمان کے ایمان کو دیکھ لیں تو شاید انہیں مسلمان ہی تصور نہ کریں، یہ سب ہمارے اور ان کے یقین میں فرق کے باعث ہے۔ یقین اس چیز کا نام ہے کہ مومن کے قلب میں حقیقت کا نور ایسی حالت میں ظاہر ہو جائے کہ بشریت کے پردے اٹھ جائیں اور احکامِ الٰہی پر عمل کرنے کا ذوق پیدا ہو جائے۔ عقل اور نقل کی دلالت سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ مومن اور کافر میں بھی یہی فرق ہے کہ کافر کو اللہ پر یقین ہی نہیں ہوتا۔ قرآن کی ابتدا اسی یقین سے ہوئی اور فرمایا کہ یہ کتاب اسی کو فائدہ یا ہدایت دے گی جو بغیر دیکھے غیب کی باتوں (آخرت اور جزا و سزا) پر ایمان لائے۔ ''اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ'' (یعنی جو ایمان لائے غیب پر۔ البقرہ:۳)۔ اس آیت کی رو سے بھی یہ ظاہر ہوا کہ ایمان کے معنی ہی محکم یقین کے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے تو اہلِ یقین کو ہی مسلمان تصور کیا ہے اور فرمایا ہے ۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

خرد کی تنگ دامانی سے فریاد
تجلی کی فراوانی سے فریاد
گوارا ہے اسے نظارۂ غیر
نگہ کی نامسلمانی سے فریاد

Marfat.com

آدمی کا مقام فرشتوں سے بہت بلند ہے لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عام انسان جو خدا کو بھلا دیتا ہے اسے قرآن نے حیوانوں سے بھی بدتر کہا ہے (''اَسۡفَلَ اسَافِلِین'' اسی لئے کہا گیا ہے۔ سورۃ التین: ۵) ☆ علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ آدمی کا مقام تو فرشتوں سے بھی بہت زیادہ بلند ہے بشرطیکہ وہ اپنے اندر یقین کی صفت پیدا کرلے۔ یقین سے نہ صرف جبریل امین جیسی طاقت پیدا کرسکتا ہے بلکہ انسان ایسی درویشی کا حامل ہوسکتا ہے جسکے سامنے شہنشاہی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

علامہؒ کے زمانے میں ہندوستان انگریزوں کا غلام تھا۔ علامہ نے مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ اگر وہ یقین کی دولت کے حامل ہوجائیں تو یہ غلامی کی زنجیریں بھی ٹوٹ سکتی ہیں بلکہ دین سے محبت کے ساتھ اگر عمل پیہم کی خوبی مسلمانوں میں پیدا ہوجائے تو وہ تمام دنیا کو فتح کرسکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج بھی مسلمان دولت اور عیش وعشرت کے دام سے باہر نہیں نکلے اور دین کی حدود کے نزدیک بھی نہیں آرہے۔ اس طرح ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔ آپ نے فرمایا۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا — تو کرلیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا
یقیں پیدا کر اے ناداں یقیں سے ہاتھ آتی ہے — وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری
غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں، نہ تدبیریں — جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم — جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

یقین سے ہی زندگی کا استحکام ہے

علامہؒ نے مسلمانوں کو اپنے اندر یقین اور عمل کا استحکام پیدا کرنے کی رائے دی اور فرمایا کہ افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمانوں کو ابھی تک یہ یقین حاصل نہ ہوسکا کہ وہ کس

☆ ہماری تصنیف ''اسلام اور روحانیت'' میں مقام آدم کے نام سے ایک مضمون (جو ایک کتابچہ کی شکل میں تھا، اس کتاب میں بھی) شامل کردیا گیا ہے۔

Marfat.com

خدا کے بندے ہیں اور اس خدا کی اطاعت گزاری پر ان کے لئے کیا کچھ دینے کا وعدہ نہیں کیا گیا۔ اگر وہ اس کا احساس کرتے تو ان کے ضمیر میں سوز اور اضطراب پیدا ہو جاتا۔ کاش کہ ہمارے مدرسوں میں یقین کی تعلیم دی جاتی تو یہ آگ کا کام دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو یقین اور محبت الٰہی کی وہ آگ عطا کی ہے کہ اس کے سامنے پوری کائنات خس وخاشاک کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کے بعد علامہؒ قومی راہبروں کو یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ اپنی قوم کو جذبۂ اسلامی کا سبق دیں کیونکہ جب تک مسلمانوں میں یہ جذبۂ اسلامی پیدا نہ ہوگا اس وقت تک نہ تو ان میں عمل کی طاقت نمایاں ہوسکتی ہے، نہ ہی استحکام پیدا ہوسکتا ہے اور نہ ہی شاخِ یقین میں نمی پیدا ہوسکتی ہے۔ جب تک یقین پیدا نہ ہو تو مسلمان ترقی کی راہوں پر کیسے گامزن ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ؎

محکمی ہا از یقینِ محکم است ● وائے من شاخِ یقینم بے نم است

(استحکام کا حاصل ہونا یقین محکم پر منحصر ہے، افسوس ہے کہ ہمارے یقین کی شاخ بے نم ہے۔)

مئے یقین سے ضمیرِ حیات ہے پُرسوز ● نصیبِ مدرسہ یا ربّ یہ آبِ آتشناک

تو بے بصر ہو تو یہ مانعِ، نگاہ بھی ہے ● وگرنہ آگ ہے مومن، جہان خس وخاشاک

اے رہرِ و فرزانہ بے جذب مسلمانی ● نے راہِ عمل پیدا، نے شاخِ یقین نمناک

یقین نیک صحبت سے حاصل ہوتا ہے

یقین پر اس قدر بیان پڑھ لینے کے بعد اب علامہ اقبالؒ کا وہ کلام ملاحظہ فرمائیں جس میں انہوں نے یقین کے پیدا ہونے اور اس میں افزائش کرنے کی راہ مسلمانوں کے سامنے پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یقین کی دولت اولیائے کرام کی صحبت کے بغیر ہرگز نہیں مل سکتی اور اگر صدق دل (نیت کی درستی) کے ساتھ یقین مل جائے تو عشق الٰہی اور عشق رسول

Marfat.com

ﷺ کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے یعنی صدق اور یقین کے ساتھ ہی عشق اور شوق کی منزل ہاتھ آتی ہے۔ نیز علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ یقین از خود پیدا نہیں ہوتا بلکہ روح الامین (بمعنی اہل اللہ) کی صحبت اس کے لئے متعین کی گئی ہے۔ اس سے یہ بھی حقیقت اور قاعدہ ثابت ہوتا ہے کہ آج تک یہ دولتِ یقین اولیائے کرام کی صحبت اور محبت کے بغیر کسی کو ہاتھ نہیں آئی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی صحبتِ صالحین کو ضروری قرار دیا ہے اور قرآن میں فرمایا ہے کہ

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹)
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس کے بعد علامہ فرماتے ہیں کہ اگر یقین کی دولت نصیب ہو جائے تو پھر عمل طریقت میں قدم رکھو۔ تمہیں کوئی طاقت منزلِ مقصود تک پہنچنے سے روک نہ سکے گی۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ جب یقین اور عمل کے بعد صحبتِ صالح مل جائے تو یہ انسان میں فنا نہ ہونے والی تب وتاب (گرمی عشق) پیدا کر دیتی ہے جس کو یقین اور گرمیٔ عشق مل گئی تو اس کو مشاہدۂ الٰہی یعنی مشاہدات کی دنیا میں داخل ہونا میسر ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

مقامِ شوق بے صدق و یقیں نیست   یقیں بے صحبتِ روح الامیں نیست

(شوق یا عشق کا مقام بغیر صدق اور یقین کے ہاتھ نہیں آ سکتا اور یقین جبرئیل امین کی صحبت کے بغیر ممکن نہیں۔)

گر از ذوقِ یقیں داری نصیبے   قدم بے باک نِہ کس در کمیں نیست

(اگر ذوق یقین سے تمہیں کچھ حصہ ملا ہے، تو نڈر ہو کر قدم رکھو تمہاری گھات میں کوئی نہیں ہے۔)

تب و تابِ محبت را فنا نیست   یقین و دید را نیز انتہا نیست

(محبت کا سوز و اضطراب فانی نہیں، اسی طرح یقین اور مشاہدہ کی کوئی حد نہیں۔)

اتباعِ شریعت سے یقین پختہ ہوتا ہے

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو قوت اور جمعیتِ قلبی، دینِ الٰہی (یعنی

Marfat.com

شریعتِ محمدی ﷺ) پر چلنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔فرماتے ہیں کہ پورے کا پورا اسلام عزم واستقلال، اخلاصِ نیت اور یقینِ کامل میں ہی رکھا گیا ہے۔فرماتے ہیں کہ شریعت مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے قربِ حقیقی کی راہ دکھانے والی شمع ہے اور اس شریعت کی حقیقت اور بار اٹھانے کا صرف یہی فائدہ ہے کہ اس سے مقاماتِ یقین بلند اور پختہ ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قوم باہمی اتفاق اور اتحاد سے ایک طاقت بن جاتی ہے اور یہ کام عزم و اخلاص اور یقین کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ہی شریعت کا حتی الامکان پاس رکھا جائے تو یقین میں ترقی حاصل ہوتی ہے جس سے تمام معاملاتِ دین و دنیا طے ہوتے ہیں۔

قوت از جمعیت دین مبیں
دیں ہمہ عزم است و اخلاص و یقیں

(دین کی جمعیت میں ہی مسلمان کی قوت ہے، دین سارے کا سارا، عزم واخلاص اور یقین کا نام ہے۔)

فرد را شرع است مرقاتِ یقیں
پختہ تر از وے مقاماتِ یقیں

(فردِ واحد کے لئے شریعتِ محمدیؐ ہی یقین کا زینہ ہے، شریعت سے ہی یقین کے مقامات پختہ ہوتے ہیں۔)

یقین پیدا کرنے کیلئے دل کی قندیل سے کام لو

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ آج کے مسلمان کو بے عملی کی افیون دے کر سست اور کاہل کر دیا گیا ہے اور اب عمل کی سیڑھی پر چڑھنے کے لئے وہ بہانے تراشتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ عبادت کے لئے وقت نہیں ملتا، کبھی کہتا ہے کہ اس ماحول میں اور اس غلامی کے زمانے میں نماز روزہ کی پابندی کرنا بہت مشکل کام ہے۔ ہمارا کام ہی اس انداز کا ہے کہ ہم چاہنے کے باوجود نماز پڑھ ہی نہیں سکتے۔ علامہؒ فرماتے ہیں کہ ایسی تاویلیں مت تلاش کرو۔ فرماتے ہیں کہ بجائے لوگوں کی بری صحبت سے متاثر ہونے کے اور بجائے حالات کا شکوہ کرنے کے تم

Marfat.com

اپنے دل کی قندیل (جو اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو عطا کی ہے اور جس کو اکثر لوگوں نے گل کر دیا ہے) سے کام لو۔ وہ تمہیں تمام مشکلات کو دور کرنے کی تجویز پیش کر دے گی۔

فرماتے ہیں کہ اگر اپنی روح اور جان کی حفاظت چاہتے ہو تو وہ صرف ذکر وفکر (یعنی ذکر وفکر کی عبادت) میں مل سکتی ہے اور اگر اپنے بدن (دل ودماغ) کی سلامتی چاہتے ہو تو جوانی میں نفسانی خواہشات پر قابو حاصل کرو۔ سستی کے ساتھ ایک جگہ بیٹھے رہنے سے کام نہیں بنے گا کیونکہ جب تک انسان کی زندگی میں لذت پرواز (یعنی ترقی کا مادہ) نہ ہو، زندگی کی پرواز طے نہ ہوگی۔

حکم دشوار است تاویلے مجو جذبہ قلبِ خویش قندیلے مجو

(اللہ کے حکم کے لیے یہ تاویل نہ کرو کہ اس پر چلنا مشکل ہے۔ اس کے لئے صرف اپنے دل کی قندیل سے کام لو۔)

حفظِ جاں ہا ذکر و فکرِ بے حساب حفظِ تن ہا ضبطِ نفس اندر شباب

(روحوں کی حفاظت بے شمار ذکر وفکر پر منحصر ہوتی ہے، جسموں کی حفاظت جوانی کو قابو رکھنے میں ہے۔)

زندگی جز لذتِ پرواز نیست آشیاں با فطرتِ اُو ساز نیست

(زندگی تو لذتِ پرواز کے سوا کچھ نہیں، آشیاں میں بیٹھے رہنا روح کی فطرت کو سازگار نہیں۔)

فنا اور بقا کا انحصار یقین پر ہے

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ کھانا، پینا، سونا اور بچے پیدا کرنے کا کام تو حیوان بھی کر ہی لیتے ہیں۔ انسان کا کام تو کچھ اور ہے۔ اگر انسان اپنے اندر وہ استحکام پیدا نہ کرے جو خدا نے بندے کے لئے تجویز کیا ہے تو ایسے جینے کا کیا فائدہ؟ فرماتے ہیں کہ اگر مقام فنا چاہتے ہو (جو صرف اولیاء کو ہی ملتا ہے) تو اس کا راز یہ ہے کہ اپنے آپ سے آزاد ہو جاؤ (یعنی نفس کی غلامی سے چھٹکارہ حاصل کرلو) اور اگر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی (بقائے

Marfat.com

دوام) چاہتے ہو تو اپنے آپ کو اللہ کے ذکر و فکر میں آباد کر لو۔

مثلِ حیواں خوردن، آسودن چہ سود گر بخود محکم نہ بودن چہ سود

(حیوانوں کی طرح کھانا اور آرام کرنے کا کیا فائدہ؟ اگر اپنے آپ میں محکم نہیں تو زندگی کا کیا فائدہ؟)

گر فنا خواہی زخود۔ آزاد شو گر بقا خواہی بخود آباد شو

(اگر فنا چاہتے ہو تو اپنے آپ سے آزاد ہو جاؤ اور اگر دوام چاہتے ہو تو اپنے آپ کو (ذکر و فکر) سے آباد کرو۔)

کسی شاعر نے درج ذیل اشعار میں علامہ اقبالؒ کی طرح ہی ایک مضمون قائم کیا ہے کہ خوابِ غفلت نے ہی انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیا ہے ورنہ انسان کے سوا کسی کو خدا کے اتنا قریب کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے انسان میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں قرب عطا کیا ہے اسے اچھی طرح پہچانو۔ اللہ تعالیٰ تو ہم سے ہماری اپنی ذات سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور ہم خدا سے دوری کی وجہ سے دربدر لوگوں کے محتاج ہو رہے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اگر خدا کے قرب کا احساس ہو جائے تو یہ محتاجی ختم ہو سکتی ہے۔

خوابِ جہل از حرمِ قرب مرا دور فگند ورنہ نزدیک تر از دوست کسے ہیچ نہ دیدند

(جہالت کی نیند نے مجھے حرم سے دور پھینک دیا ہے، ورنہ دوست سے اسقدر نزدیک کسی شخص کو نہیں دیکھا۔)

"نَحْنُ اَقْرَبُ" از کتاب حق بخواں نسبتِ خود را بحق نیکو بداں

("ہم بہت قریب ہیں" والی آیت کتاب اللہ سے پڑھو۔ اللہ کے ساتھ جو تمہیں قرب حاصل ہے اسے خوب جان لو۔)

ہست حق از ما بما نزدیک تر مازِ دوری گشتہ جویاں در بدر

(خدا ہمارے ساتھ ہمارے اپنے سے بھی نزدیک تر ہے۔ ہم اس سے دور ہونے کی وجہ سے دربدر

Marfat.com

تلاش کرتے ہیں)۔

اپنی حفاظت یقین سے کرو

یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ ہر انسان کے سامنے اس کے دل کا آئینہ ہر چیز دکھاتا ہے اور اس آئینے میں دیکھنے کے بعد پیدا شدہ حیرت کو اگر یقین سے ملا دیا جائے تو ایک زبردست قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان کے لئے بہترین بات یہی ہے کہ وہ اس آئینے کے واسطے سے اپنی خودی کی حفاظت کرے اور بے ثبات گمانوں اور وسوسوں سے بچا رہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو یقین کی طرف راستہ پا لے گا۔ یقین کے حصول کے بعد کامیابی یقینی ہے۔

پیش جاں آئینہ آویختند حیرتے را بالیقیں آمیختند

(ہماری جان کے سامنے گویا آئینہ لٹکا دیا گیا ہے اور ہماری حیرت کو یقین کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔)

دما دم خویش را اندر کمیں باش گریزاں از گماں سوئے یقیں باش

(تو ہر وقت اپنی خودی کی حفاظت میں رہ۔ شک وشبہ چھوڑ اور یقین کی طرف جا۔)

عمل کے لئے صرف اور صرف یقین کی تلاش کرو

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ کسی منزل کی طرف رواں ہونے کے لئے اولین حاجت یقین کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ پہلے یقین کو تلاش کرو، اسی کی طرف توجہ کرو اور اسی کے ہو کر رہو تو منزل کو آسانی سے پالو گے۔ فرماتے ہیں کہ اگر شروع میں ہی تذبذب، تشکوک وشبہات اور اوہام کے اثر کے نیچے آ گئے تو منزل دور سے دور تر ہوتی چلی جائے گی۔

مذکور بالا کلام میں عملی نکتہ یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کا جب تک پختہ ارادہ نہ کرو گے تو اس وقت تک ہمتِ عمل پیدا نہیں ہو سکتی۔ ارادہ کے بعد یقین پیدا کرو کہ اگر اس کام کے لئے محنت کی ضروریات پوری کر لو تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ کام نہ ہو سکے۔ فرماتے ہیں کہ جتنے

Marfat.com

بڑے بڑے آدمی ہو گزرے ہیں سب میں صدق، تقویٰ اور یقین کی صفات پائی جاتی تھیں اور عابد لوگ ان صفات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا لیتے ہیں۔ اس کے برعکس نافرمان اور فاسق وفاجر لوگوں میں ہمیشہ شکوک وشبہات، کفران اور نفاق کی علامات پائی جاتی ہیں۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ مردِ خدا کے یقین کی یہ حالت ہے کہ اسے دائرہ زندگی لگانے والی پرکار کا نقطہ (یعنی نوک) ہونے کی حیثیت حاصل ہے اور اس یقین کے سامنے باقی پورا عالم اوہام وطلسمات اور مجازی حیثیت رکھتا ہے۔

عمل خواہی یقیں را پختہ تر کن یکے جوئے، یکے بیں و یکے باش

(عمل چاہتے ہو تو یقین کو پختہ تر کرلو۔ اسی کو تلاش کرو، اسی کو دیکھو اور اسی کے ہو رہو۔)

رنگِ صدق و رنگِ تقویٰ و یقیں تا ابد باقی بود بر عابدیں

(صدق تقویٰ اور یقین کا رنگ۔ عابد لوگوں پر ہمیشہ ہمیشہ رہتا ہے۔)

رنگِ شک و رنگِ کفران و نفاق تا ابد باقی بود بر جانِ عاق

(شک، کفر ونفاق کا رنگ، نافرمانوں کی جانوں پر ہمیشہ باقی رہتا ہے۔)

نقطۂ پرکارِ حق، مردِ خدا کا یقیں اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہی یقین کی دولت میسر ہوتی ہے

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ یقین کی آگ ہر بوڑھے اور جوان میں روح پھونک دیتی ہے اور یہ دولت اتنی نایاب ہے کہ لاکھوں میں سے صرف کسی ایک کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ انسان کی زندگی ایک جنگ ہے جس میں گمانوں کے خلاف یقین کے ساتھ جنگ لڑی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی جماعت کے امیر کی نگاہ میں یہی اصول ہونا چاہئے کیونکہ یہ دولت میسر ہو تو فقیری میں بھی امیری کی کیفیات پائی جاتی ہیں۔ اگر یہ بات ہماری قوم میں پیدا ہو جائے تو یہ دولت اپنی صحیح جگہ پر پہنچ جائے۔

Marfat.com

آ گ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو　　لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحبِ یقیں

مرا دل، مری رزمگاہِ حیات　　گمانوں کے لشکر، یقیں کا ثبات

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر　　اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر

مرے قافلے میں لٹادے اسے　　لٹادے ٹھکانے لگادے اسے

جسے یقین نہ ہو وہ تحقیقی، تخلیقی اور روحانی امور کے لائق نہیں

تحقیقِ امور کے دوران یقین اگر ہاتھ میں نہ ہو تو تحقیقاتی امور کو انجام دینا تو ایک طرف اس کا آغاز کرنے کی ہمت بھی نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح اگر تخلیقی کام کا ارادہ ہو تو اس کے لئے بھی یقین کے بغیر قدم ہرگز ہرگز بڑھائے نہیں جاسکتے ☆ بے یقین شخص کے دل میں تذبذب اور رعشہ نظر آتا ہے کہ وہ کسی نئی چیز کے ایجاد کرنے کی ہمت ہی نہیں کرسکتا، لہذا ایسے شخص سے نئے نقوش پیدا کرنے کا تصور بھی قائم نہیں ہوسکتا۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ یقین کا مظاہرہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا وہ ان کے اہلِ یقین ہونے کی علامت ہے کیونکہ ان کے دل میں آتش نمرود کی ذرہ برابر بھی پروا نہ تھی لہٰذا وہ بے خطر آتش نمرود میں کود پڑے۔ یہ قصہ ہماری تصنیف ''نشانِ منزل'' میں ابتلا یعنی آزمائش کے باب کے آغاز میں بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مدد کی پیشکش بھی ٹھکرادی اور خدا سے دعا بھی اس لئے نہ کی کہ انہیں یقین تھا کہ خدا بندوں کے حال سے آگاہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ

☆ (ہماری تصنیف ''رابطۂ شیخ'' میں خودی کے باب میں دیکھیں کہ مقاصدِ تخلیق کے کیا تقاضے ہیں)

Marfat.com

السلام کو فرمایا کہ خدا سے دعا کی ضرورت نہیں "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلَ" (یعنی اللہ تعالیٰ میرے حال سے واقف ہے اور بہتر کارساز ہے)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے آگ میں پھینکا اور ان کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا بھی حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ اہلِ یقین کو ایسے ہی آزماتے ہیں اور پھر انعامات بھی دیتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اگرچہ غلامی ایک لعنت ہے مگر بے یقینی اس سے بھی بڑی لعنت ہے کیونکہ بے یقین شخص اپنی آزادی کے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ فرمایا کہ جب تک مسلمان تہذیب حاضر کا غلام ہے تو اس کی بے یقینی غلامی سے بھی بدتر ہے۔ فرماتے ہیں کہ یقین میں لیت ولعل نہیں جس کو یقین حاصل ہوگیا، گویا وہ وصل سے سرفراز ہو گیا اور اہلِ وصل کو فراق کا خطرہ نہیں رہتا۔

بے یقیں را لذتِ تحقیق نیست
بے یقیں را قوتِ تخلیق نیست

(بے یقین کو تحقیق کی لذت نہیں مل سکتی، بے یقین لوگوں میں تخلیق کی قوت بھی نہیں ہوتی۔)

بے یقیں را رعشہ ہا اندر دل است
نقشِ نو آوردن او را مشکل است

(بے یقین کا دل کئی قسم کے خوف سے لرزتا ہے، ایسے دل میں نئے نقش پیدا نہیں ہوسکتے۔)

یقیں مثلِ خلیل آتش نشینی
یقیں اللہ مستی خود گزینی

(یقین حضرت خلیلؑ اللہ کی طرح آگ میں بیٹھنے کا نام ہے۔ یقین میں مستی اور اپنے آپ کے ساتھ بیٹھنا ہے۔)

سن اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار
غلامی سے ہے بتر بے یقینی

یقیں را در کمیں بوک و مگر نیست
وصال اندیشۂ ہجراں ندارد

(یقین کی گھات میں کوئی اندیشہ و مکر نہیں، وصال کو فراق کا اندیشہ نہیں ہوتا۔)

Marfat.com

حصولِ یقین کے طریقے

علامہ اقبالؒ نے حصول یقین کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں ان میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ اپنے دل کی تاریکیوں کو یدِ بیضا کے نور سے دور کرو۔ علامہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کو نور یقین عطا فرمایا ہے جس کی روشنی سے مسلمان کی زندگی کی تاریکیاں دور ہو سکتی ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو معراج عطا فرمائی تو اس نعمت سے مسلمانوں کو بھی سرفراز فرمایا اور ان کی نماز کو معراج کی کیفیت کے مشابہ قربِ الٰہی عطا فرمایا۔ جب رسول ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے دُرود بھیجنے والی آیت نازل فرمائی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! جب اللہ تعالیٰ آپؐ کو کسی نعمت سے نوازتا ہے تو اس میں آپؐ کی امت کو بھی ہمیشہ شامل کرتا ہے لیکن درود والی آیت میں ہمیں شامل نہیں کیا گیا (یعنی امت پر درود نہیں بھیجا گیا) اس پر سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۳ میں مومنوں پر بھی درود بھیجا گیا اور فرمایا:

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَٰٓئِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَٰتِ إِلَى النُّورِ (الاحزاب:۴۳)	اللہ وہ ہے جو رحمت نازل کرتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے بھی (تم پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں) تا کہ وہ نکال کرلے جائے تمہیں (طرح طرح کے) اندھیروں سے نور کی طرف۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا دیا تو مومنوں کو بھی اس کے مشابہ قوت بیضا عطا فرمائی۔ علامہ فرماتے ہیں کہ ید بیضا باہر نکالو اور اپنی تاریکیوں کو دور کرو۔

شبِ خود روشن از نورِ یقیں کن   یدِ بیضا بروں از آستیں کن

(اپنی تاریک رات کو نورِ یقین سے روشن کرو، خدا کا عطا کردہ یدِ بیضا اپنی آستین سے باہر نکالو۔)

Marfat.com

۲۔ خلیل اللہ کی طرح ''لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ'' کا نعرہ لگاؤ۔ اس سے علامہ کی مراد یہ ہے کہ جب تم غیر اللہ کی نفی کر دو گے تو خدا کا وصل نصیب ہو جائے گا مگر یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب یقین کے ساتھ خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ''لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ'' کا نعرہ لگاؤ گے۔

خلیلؑ آسا در ملکِ یقیں زن نوائے ''لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ'' زن

(خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ملکِ یقین کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور ''لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ'' کا نعرہ لگاؤ۔)

۳۔ اے زندۂ جاوید انسان یقین حاصل کر کہ آدمی بے یقینی سے ہی مرتا ہے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ اے مسلمان! تجھے اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے جو نور عطا فرمایا ہے اس کو چمکا، یہ مت بھول کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دستِ کلیمی کی بھی طاقت عطا کی ہے۔ علامہ نے اسے پہچان لینے ہی کو خودی کا نام دیا ہے۔ یعنی خودی یہ ہے کہ انسان یہ پہچان لے کہ قدرت نے اس کو کیا کیا طاقتیں عطا کی ہیں۔ لہٰذا وہ کسی مقام پر شکست نہیں کھا سکتا۔

علامہؒ نے فرمایا کہ اے مومن! تجھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ زندہ رہنے کی صلاحیت بخشی ہے۔ تو موت سے کیوں ڈرتا ہے۔ موت تو تیرا وہ شکار ہے کہ جس کی گھات میں اللہ نے تجھے مقرر کیا ہے (کیونکہ تیری موت سے تو موت کی بھی موت واقع ہو جاتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو زندگی عطا کی ہے اور جو قوتیں عطا کی ہیں وہ اسے دے کر کبھی واپس نہیں لیتا۔ آدمی تو خوامخواہ بے یقینی میں مارا جاتا ہے، ورنہ ایسی کوئی بات نہیں کہ اگر تم کوئی کام کرنا مشکل خیال کرتے ہو تو میری طرف دیکھو اور جو کامیابیاں میں نے حاصل کی ہیں اسی طرح تم بھی کامیابی حاصل کر لو گے۔

نورِ قدیمی را بر افروز دستِ کلیمی در آستینی

(اپنے قدیم نور کو روشن کرو، تمہاری آستین میں دستِ کلیمیؑ پوشیدہ ہے۔)

از مرگ ترسی اے زندہ جاوید مرگ است صیدے تو در کمینی

Marfat.com

(اے مومن تم تو زندۂ و جاوید ہو! موت سے ڈرتے ہو، موت تو تمہارا شکار ہے۔ جس کی گھات میں تم ہو۔)

جانے کہ بخشند، دیگر نہ گیرند آدم بمیرد از بے یقینی

(اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو جان بخشی ہے واپس نہیں لیتا، انسان تو بے یقینی سے ہی مرتا ہے۔)

صورت گری را از من بیآموز شاید کہ خود را تو باز آفرینی

(اپنی شکل بنانا چاہتے ہو تو مجھ سے سیکھو، شاید مجھے دیکھ کر تم اپنی تعمیرِ نو کر سکو۔)

۴۔ استدلال سے نکلو اور یقین میں داخل ہو جاؤ: علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے دلائل قائم کرنے سے کام نہیں بنتے بلکہ عمل کا آغاز کرو اور ہر کام یقین کے ساتھ شروع کرو کیونکہ امام فخر الدین رازیؒ نے جو فلسفہ اور دلائل پیش کئے ہیں ان سے مسائل حل نہیں ہو سکتے بلکہ رومیؒ کی طرح آگے بڑھو اور محمل کا پردہ تھام لو۔ رازیؒ تو دلائل کی گرد میں ہی پھنسے رہے۔ اس طرح کام نہیں بنتے بلکہ بڑھ کر محمل کے پردے کو یقین کے ساتھ تھام لو۔

بو علی اندر غبارِ ناقہ گم دستِ رومیؒ پردۂ محمل گرفت

(بو علی سینا تو دلائل کی غبار میں گم رہے، مگر رومیؒ کے ہاتھ نے آگے بڑھ کر محمل کا پردہ پکڑ لیا۔)

علامہ نے فرمایا کہ فلسفہ اور دلائل سے کام نہیں بنتا۔

علاجِ ضعفِ یقیں اِن سے ہو نہیں سکتا غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

۵۔ حیرت کی نظر سے کام لو اور عقل کو چھوڑ دو۔ علامہ فرماتے ہیں کہ کوئی کام کرنا ہو تو اس کی اونچ نیچ کے چکر میں نہ پڑو کیونکہ ایسی عقل تو ظن اور اوہام کو جنم دیتی ہے۔ لہٰذا اپنے اندر یقین اور حیرت سے مشاہدات کی قوت پیدا کرو تو کامیابی قدم چوم لے گی۔

زیرکی بفروش و حیرانی بخر زیرکی ظن است و حیرانی نظر

(عقل کو خیر باد کہو اور حیرانی کو پکڑو، عقل تو ظن ہے اور حیرانی نظر ہے یعنی عقل محدود ہے۔)

۶۔ دل کی مسلمانی پیدا کرو: فرماتے ہیں کہ جس دل میں ایمانی جذبات موجزن ہو گئے تو پھر کہیں کسی کام میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ویسے اگر مسلمان رسمی طور پر نمازی بن جائے تو

Marfat.com

اس سے نماز کا مقصود حاصل نہ ہوگا۔ ایسے مسلمان تو بیشمار پھرتے ہیں جو حقیقتاً مسلمان نہیں۔ جب تک دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ فرمایا۔

دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا تو بھی نمازی، میں بھی نمازی

۷۔ نگہبانِ حرم اگر بتخانے کی تعمیر میں لگ جائے تو یقین کیسے ملے گا: علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ مسلمان کے ذمے تو حرم کی نگہبانی مقرر کی گئی تھی مگر افسوس ہے اب وہ افرنگ کی تہذیب اور اغیار کی تقلید میں مصروف ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کی نجات اسی میں ہے کہ وہ مغرب کی تقلید مین ترقی کرے اور اس طرح وہ کچھ بھی نہیں کرسکا۔ فرماتے ہیں کہ ''یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ''۔ فرماتے ہیں کہ افسوس اس بات پر ہے کہ مسلمان کا یقین بالکل مردہ ہو چکا ہے اور اس کی آنکھوں کی بینائی (مشاہدات اور دور بینی) بالکل ضائع ہو چکی ہے۔ اس قسم کے مسلمان کی نگاہوں کی گہرائی کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی حالت کو بہتر بنانے کے تمام اسباب سے ناامید ہو چکا ہے۔ اس کم نگاہ، بے یقین اور ناامید قسم کے مسلمان کی تباہی کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کی آنکھ نے دنیائے گوناگوں میں ترقی کرنے کے تقاضوں پر بھی نظر نہیں کی۔

نگہبانِ حرم معمارِ دیر است یقینش مردہ و چشمش بغیر است

(حرم کا نگہبان بتخانے کا معمار بن گیا ہے، اس کا یقین مردہ ہے اور وہ غیروں سے امیدیں باندھے ہوئے ہے۔)

ز اندازِ نگاہِ اُو تواں دید کہ نومید از ہمہ اسبابِ خیر است

(اس کی نگاہوں کے انداز سے تم معلوم کرسکتے ہو کہ وہ بھلائی کے تمام اسباب سے ناامید ہو چکا ہے۔)

کم نگاہ بے یقین و نا امید چشمِ شاں اندر جہاں چیزے نہ دید

(مسلمان کم نگاہ، بے یقین اور ناامید ہے، اس کی نگاہوں نے دنیا میں کوئی چیز نہیں دیکھی۔)

Marfat.com

۸۔ دورِ حاضر عیش پرستی میں مگن ہے، اس کو روحانیت سے کیا غرض: علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ اس دور میں مغرب نے جو عیش و عشرت کی محفلیں گرم کی ہیں اس کے ماننے والوں کو سوائے بے ثباتی، بے یقینی اور بے حضوری کے اور کیا ملے گا۔ ایسے لوگوں کو کیا خبر کہ روحانیت کے تقاضے کیا ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مسلمان کو دین کی معمولی باتوں کا بھی علم نہیں۔ نہ تو یورپ کو اس حقیقت کا علم ہے کہ ان کی یہ ترقی اور تابنا کی ان کو خاک میں ملا دے گی اور نہ ہی یہ حقیقت ان مسلمانوں کے علم میں ہے جو ان کے قدم بقدم چل کر تباہی سے ہمکنار ہو رہے ہیں۔

دورِ حاضر مستِ چنگ و بے سرور بے ثبات و بے یقین و بے حضور
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا دوست کیا ہے، دوست کی آواز کیا
آہ یورپ! با فروغ و تابناک نغمہ اس کو کھینچتا ہے سوئے خاک

۹۔ آج کا مسلمان ضعفِ یقیں کے باعث مردہ ہے اور دین کی قوت سے بے خبر

آج کا مسلمان تو اس حال میں ہے کہ اس کے اپنے کندھوں پر اس کی لاش بے یقینی کے باعث پڑی ہوئی ہے۔ اس دور کے مسلمان کو دین اسلام کی ان قوتوں کا علم ہی نہیں جن پر چل کر وہ دنیا میں اپنا مقام قائم کر سکتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو سمجھایا بھی جائے تو وہ اس طرف کان نہیں دھرتے۔ تمام مسلمان مغرب کی عیاشیوں کے دل دادہ ہیں۔ مشرق کے لوگ اچھی لیڈر شپ کے نہ ہونے سے خراب ہوئے اور اشتراکیت والے مذہب سے انکار کے باعث مردہ ہو گئے۔

روح در تن مردہ از ضعفِ یقیں نا امید از قوتِ دینِ مبیں

(مسلمان کے جسم میں ضعفِ یقین سے روح مردہ ہے۔ وہ اپنے دین مبیں کی قوت سے نا امید ہے۔)

ترک و ایران و عرب مستِ فرنگ ہر کسے را در گلو ششتِ فرنگ

Marfat.com

(ترک، ایران و عرب افرنگ کے نشے میں مست ہیں، ہر کسی کے گلے میں فرنگ کا گلوبند ہے۔)

مشرق از سلطانیٔ مغرب خراب   اشتراک از دین و ملت بردہ تاب

(مشرق، مغرب کے اثر سے خراب ہے، اور اشترکت دین اور ملت نہ ہونے سے مردہ ہے۔)

کور ذوق و نیش را دانستہ نوش   مردۂ بے مرگ و نعشِ خود بہ دوش

(مسلمان ذوق سے کورے ہیں اور جان بوجھ کر زہر کو کھاتے ہیں، اور اب یہ ایسے مردہ ہیں کہ ان کی لاش ان کے کندھوں پر ہے۔)

۱۰۔ ابلیس اور مغرب کا زور اس پر ہے کہ مسلمانوں کے یقین کی دولت ختم کر دی جائے۔ ابلیس نے اپنے چیلوں کو حکم دیا ہے کہ مسلمان کو اس کے دین سے منحرف کر دو۔ ابلیس اس بات سے خوش ہے کہ مسلمان محروم یقین ہو چکے ہیں۔ افرنگ اور دیگر دشمنانِ اسلام بھی اسی طرح مسلمانوں کو بے دینی کی طرف لے جانے کی کوشش میں مگن ہیں۔

چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب • یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں

حاصلِ کلام

علامہ اقبالؒ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا ایک اچھا خاصا مجموعہ قارئین کی نذر کر دیا گیا ہے۔ اس کلام سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زندہ قوموں کو خود انحصاری اور یقین کی دولت سے وافر حصہ ملا کرتا ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں کو یقین کی دولت جو ایک نور کی شکل میں دی گئی ہے اور جس سے وہ اپنے ماحول کی تاریکیوں کو دور کر سکتے ہیں، اب وہ اس سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ یقین کے نور کے ساتھ شرعِ محمدی ﷺ کی قوت کو شامل کر لیتے ہیں تو ان میں بے پناہ طاقت جمع ہو جاتی ہے۔ اس طاقت سے وہ پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کر کے اللہ کے دین کو پوری دنیا میں نافذ کر سکتے ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ عیش و عشرت کی زندگی کو لبیک کہہ کر تہذیبِ فرنگی کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں۔ اس عیش و عشرت کے نتیجہ میں تن آسانی، بے دینی اور بے یقینی کا عالم پیدا ہوتا ہے اور آج مسلمان جس ناگفتہ

Marfat.com

بہ حالت میں گرفتار ہیں وہ نوشتۂ دیوار کی طرح ظاہر ہے۔ سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس تباہ کن نامسلمانی اور منافقانہ رویے سے انہیں روکنے کے باوجود ان کی عیش وعشرت کی زندگی میں ذرہ برابر کمی بھی رونما ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ آج کا مسلمان کسی صدااور ندا کو سننے کے لیے تیار نہیں۔

راقم الحروف نے یہ کتابچہ امریکہ میں بیٹھ کر لکھا ہے اور یہاں مغربی لوگوں کے احوال کا ذکر کرنے کو دل نہیں چاہتا کیونکہ مسلمانوں کے ممالک کی کیفیت ان اہل مغرب سے کچھ کم نہیں۔ ناچ اور گانوں کی محفلیں جو عرب ممالک کے ٹیلیویژنوں سے نشر ہو رہی ہیں اس قدر افسوسناک ہیں کہ انہیں بیان کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ اب دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قوم جو دنیا کی تمام قوموں سے بہتر بنائی گئی تھی اور جسے قرآن اور اسلام جیسی امانت کا اہل سمجھا گیا تھا وہ واقعی ایک عظیم قوم ہے، لیکن اب وہ کس حالت میں غرق ہے کہ اسے اپنے ملک اور اسلام کے مستقبل کا کوئی لحاظ نہیں۔ اس حقیقت پر علامہ اقبالؒ کا یہ مصرع بالکل صحیح صادق آتا ہے ع

نگہبانِ حرم معمارِ دیر است

(یعنی یہ حرم کا نگہبان بتخانے کی تعمیر میں مصروف ہوگیا ہے۔)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں اور اس نے مسلمانوں کو ان کی حرکتوں کے باعث یہ سزا دی ہے کہ وہ اب دنیا بھر میں رسوا ہو چکے ہیں اور ان کی یہ حالت پورے اسلام کے چہرے پر ایک بدنما داغ ہے۔ جہاں اہلِ مغرب گردابِ بلا میں گرفتار ہیں وہاں ہمارے ممالک کے لوگ بھی اسلامی روایتوں کے قطعاً حامل نہیں بلکہ وہ بھی اسی سیلاب بلا میں گرفتار ہیں۔ البتہ ان کی نوعیت ان سے ذرا کم ہے۔ راقم الحروف صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عرض پیش کرتا ہے کہ مسلمانوں کو پھر سے اسلام کی روشنی سے روشناس کردے۔ علامہ اقبالؒ کی دعا بھی یہی ہے۔

Marfat.com

جوانوں کو میری آہ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے

خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے

علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ خیال آرائیوں کو چھوڑ دو اور یقین کے ساتھ اپنے دین کو پکڑ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مکمل طور پر اقتدار سے محروم کر دے اور دنیا کی سرداری کسی اور کو دے دے۔ اگر بے یقینی کی یہی حالت برقرار رہی تو مسلمان دنیا سے نابود ہو جائیں گے۔ العیاذ باللہ۔

علامہ اقبالؒ مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر یوں لرز اٹھتے ہیں۔

از مسلماں دیدہ ام تخمین وظن
ہر زماں جانم بلرزد در بدن

(میں مسلمانوں میں فقط خیال آرائیاں دیکھتا ہوں۔ اس سے میرے بدن میں جان ہر وقت لرزتی ہے۔)

ترسم آں روزے کہ محرومش کنند
آتشِ خود بر دل دیگر زنند

(میں اس دن سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو (اسلام سے) محروم نہ کر دے اور اپنی محبت کی آگ کسی اور کے دل میں ڈال دے۔)

خوشا روزے کہ خود را باز گیری
ہمیں فقر است کو بخشد امیری

(وہ مبارک دن ہوگا جب تو دوبارہ سنبھل جائے گا۔ فقر تو یہی ہے کہ جو شہنشاہی عطا کر دے۔)

حیاتِ جاوداں اندر یقیں است
رہ تخمین وظن گیری بمیری

(دائمی حیات صرف یقین میں ہے۔ اگر شک وشبہ کی راہ پکڑے گا تو ختم ہو جائیگا۔)

علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو اللہ نے ایسے دین کی دولت سے نوازا ہے کہ اس پر چل کر وہ اسلام کو اپنی طاقت سے دنیا پر نافذ کر سکتا ہے مگر آج مسلمان اپنے دین سے بھی ناامید ہو چکا ہے اسی لئے وہ اسبابِ خیر اختیار کرنے سے گریز کرتا ہے جس سے ترقی کی راہیں کھل جائیں۔

Marfat.com

مسلمان کی حیات میں عیش وعشرت کے تصور کا بیج دشمنان اسلام نے بویا ہے اور اب یہ درخت اس قدر توانا ہو چکا ہے کہ اس کو کاٹ کر نیا بیج لگانا اسی وقت ممکن ہے جب مسلمان اپنے خیالات کو عیش وعشرت سے ہٹا کر دینی تعلیمات کی طرف مبذول کر دیں۔

راقم الحروف اور دیگر بہت سی جماعتیں مسلمانوں کو دین کی طرف بلا رہی ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی توجہ کو اس طرف مبذول نہیں کرتے۔ یہ کام اسی وقت ہو سکتا ہے جب ارباب حکومت اور متمول حضرات اس تبلیغی کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں تاکہ اس طریقے کو جیسے راقم الحروف نے آزما کر بہت مؤثر پایا ہے آگے بڑھایا جائے۔ خواہشمند حضرات راقم الحروف سے رابطہ قائم کریں تاکہ اس کامیاب طریقے کی وضاحت کی جا سکے۔ اس میں ان کی شمولیت اور وقت دینے کی ضرورت ہے۔ اس طریقے میں زیادہ مالی امداد کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بہت کم خرچہ سے بہت امید افزا کام ہو سکتا ہے۔ صرف توجہ اور تعاون کی ضرورت ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَان۔

Marfat.com

اس بات کا یقین کہ واقعی ایک خدا ہے

اس حقیقت کا ثبوت تو گذشتہ اوراق میں مہیا کیا جا چکا ہے کہ مسلمان بے یقینی کا مریض ہے اور اس کی دین سے دوری اس بات میں پوشیدہ ہے کہ وہ خدا کا زبان سے تو اقرار کرتا ہے مگر دل میں اسے یقین نہیں کہ واقعی ایک خدا موجود ہے جس کے چیدہ چیدہ احکام (شرعیہ مثلاً صوم وصلوٰۃ وغیرہ) کو ماننا اور ان پر عمل بے حد ضروری ہے ورنہ انسان سخت گنہگار ہو کر لازمی طور پر جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ چنانچہ اگر کوئی جہنم سے بچنا چاہتا ہے تو اسے اعمالِ ضروریہ کو ادا کرنا ہوگا۔ اعمال کے لیے قدم اٹھانے کے متعلق پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ عام لوگوں کے لیے اعمالِ ضروریہ پہ چلنے کی بات کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی پریشانی کو دور کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے اور ہم اس بات کا ذمہ لیتے ہیں کہ اگر ہماری درج ذیل گفتگو کو دل وجان سے تسلیم کر لیا جائے تو انشاء اللہ اس مشکل کا حل لازمی طور پر ظاہر ہوگا۔ جب آپ سے پہلے بیشمار مسلمانوں کو اس راہ کی ہدایت مل چکی ہے تو آپ کو یہ راستہ کیوں نہیں ملے گا۔

اگر اس حقیقت کے متعلق دل کو سمجھانا اور یقین پیدا کرنا مقصود ہو کہ واقعی ایک خدا موجود ہے تو اس کے لیے راقم الحروف نے تین قسم کے دلائل اور مشاہدات پر مبنی بیان پیش کرنے کی تجویز کی ہے۔ اگر ان پر غور کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا پر کما حقہ یقین پیدا نہ ہو جائے۔ تینوں دلائل میں سب سے پہلے قرآن کے پیش کردہ حقائق اور دلائل ہیں۔

Marfat.com

دوسرے دلائل مشاہداتی واقعات سے متعلق ہیں (جو ہر شخص کے مشاہدے میں روزمرہ نظر آتے ہیں) تیسرے دلائل، عقلی دلائل ہیں جن میں غور کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر یقین ہونا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ قرآنی دلائل

قرآن کے متعلق یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ انسان کا کلام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کے توسط سے اسے رسول ﷺ پر نازل کیا اور اس میں غلطی کا کوئی شائبہ نہیں۔ کفار اگرچہ ضد پر قائم ہیں کہ یہ خدائی کلام نہیں، مگر اس کی صداقت کو وہ بھی دل سے تسلیم کرتے ہیں۔

ا۔ قرآن کی حفاظت کا کرشمہ: آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار کتابوں یعنی تورات، زبور، انجیل اور قرآن کو نازل فرمایا اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ چاروں کتابیں اللہ کی طرف سے سچے رسولوں پر نازل ہوئیں۔ لیکن پہلی تین کتابیں چونکہ اس زمانے کے لئے تھیں اس لئے ان کی ہمیشہ کے لئے حفاظت نہیں کی گئی اور نتیجتاً آج پہلی تین کتابوں کا کوئی صحیح نسخہ دستیاب نہیں۔ انگریز خود تسلیم کر چکے ہیں کہ انجیل میں انہوں نے ۳۰ مرتبہ تبدیلیاں کی ہیں۔ چونکہ قرآن آخری کتاب تھی اس لئے اس کو قیامت تک محفوظ رکھنے کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں دی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹)	بیشک ہم نے ہی اتارا ہے اس ذکر (قرآن) کو اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اسلام کے خلاف سخت زہر اگلنے والے میور (MUIR) نامی شخص نے اسلام کی شدید مخالفت کے باوجود لکھا ہے کہ ''اغلباً'' قرآن کے علاوہ کوئی کتاب ایسی نہیں جس کا متن

Marfat.com

۱۲ صدیوں (اور اب ۱۴ صدیوں) کے بعد ہر قسم کی تحریف سے یوں پاک رہا ہو۔

۲۔ قرآن کی حفاظت کس طرح کی گئی: دنیا کی تمام کتابوں میں سے قرآن ایک واحد کتاب ہے جس کو لوگ یاد کر سکتے ہیں اور وہ اب بھی لاکھوں حافظوں کو یاد ہے دشمنان اسلام نے اس کے نسخے سمندروں میں پھینکے اور اس میں تحریف کرنے کی کوششیں کیں، مگر اب تک اس کا ایک حرف تو کیا اس کی زیر، زبر اور پیش کو بھی بدل نہ سکے۔ اس کی حفاظت یوں ہوئی کہ اس کے حافظ ہر زمانے میں موجود رہے۔

قرآن کی حفاظت کا طریقہ جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے وہ بھی سمجھ لیں۔ ایک قاری سے پوچھا گیا کہ تم قرآن کو کس طرح حفظ کر لیتے ہو؟ کہنے لگے کہ محنت کرتے ہیں پھر جب مصلے پر کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل سے ایک فوارہ پھوٹ اٹھتا ہے اور فرفر منہ سے نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ (قرآن کے حفظ ہونے کا راز نیچے بیان کیا جا رہا ہے۔)

۳۔ حفظِ قرآن کا راز: آپ نے دیکھا ہو گا کہ تاج کمپنی کا ایک کیلنڈر ہے جس میں ۳۰ سیپارے باریک حروف میں لکھے ہوئے ہیں اور وہ پڑھے بھی جا سکتے ہیں۔ اگر اس کیلنڈر کی فوٹو اس طرح لیں کہ وہ سارا قرآن ایک نقطے میں آ جائے تو اس آرٹ کو مائیکرو فلمنگ کہتے ہیں (Micro-Filming)۔ اب اگر فوٹو گرافر چاہے تو اس کو انلارج (Enlarge) کر کے کیلنڈر سے بھی بڑا کر کے پردۂ سکرین پر دکھا سکتا ہے۔ ایک چاول پر بھی کسی نے الحمد شریف لکھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے اسی اصول کو اپنایا ہے کہ ہر شخص کے دل پر قرآن بطورِ نقطہ نقش کر دیا ہے اور جب کوئی ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' صدق دل سے پڑھتا ہے اور پھر اس قرآن کے حفظ کرنے پر محنت کرتا ہے تو یہ قرآن اس کے دل سے فرفر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ دوسری کوئی کتاب اس طرح دل پر نقش نہیں کی گئی اس لئے حفظ نہیں ہو سکتی خواہ وہ ایک چھوٹی سی کتاب ہی کیوں نہ ہو۔ یہی ثبوت ہے اس بات کا

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور جب حفاظت واقعی ہو رہی ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ واقعی اسکی حفاظت کرنے والی ایک ذات بھی موجود ہے۔

۴۔ قرآن کی صداقت: سائنس نے جو ایجادات کی ہیں ان کے حوالے سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سائنس کے ذریعے ایک خدا کی موجودگی کا ثبوت کس طرح مل سکتا ہے، لیکن یہ مقام اس قدر تفصیل میں جانے کا حامل نہیں۔ ڈاکٹر ماریس بوکائیل نے جو کتاب ''قرآن بائیل اینڈ سائنس'' کے نام سے لکھی ہے اس میں اس نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ قرآن میں بہت سے سائنس کے افکار کا ذکر کیا گیا ہے جو آج (چودہ سو سال کے بعد) سائنس نے ثابت کئے ہیں۔

قرآن نے سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۷ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کی طرح ہے جبکہ سائنس نے پچھلی صدی میں Relativity of Time کی تھیوری پیش کی ہے کہ ہر سیارے کا وقت ایک جیسا نہیں ہے بلکہ الگ الگ ہے۔ کسی سیارے پر سال کی مدت ۸۸ دن ہے اور کہیں ۳۶۵ دن کا ایک سال ہے۔ آخری سیارے پلوٹو کا ایک سال ۲۴۸ سال کا ہے۔ مولانا رومیؒ نے آج سے سینکڑوں سال پہلے لکھا تھا کہ انسان کے جسم کے خلیات ہر روز نئے خلیات میں تبدیل ہوتے ہیں۔ یہ تمام باتیں سائنس نے سینکڑوں سالوں بعد تسلیم کی ہیں۔ ☆

۵۔ قرآن کا یاد کروانا اور منسوخ آیات کا بھلا دینا اللہ کے اختیار سے ہوتا ہے:

بعض آیات نزولِ قرآن کے بعد منسوخ ہوتی رہی ہیں اور ایسے ہی وقت کی نزاکت کے مطابق احکام نازل ہوتے رہے ہیں۔ کئی آیات منسوخ ہو گئیں لیکن وہ قرآن میں اب بھی موجود ہیں جیسے کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جانے کی آیت تو باقی رہی لیکن اس کا حکم منسوخ ہو گیا اور ایک دوسری آیت نے شراب کو قطعاً حرام کر دیا (دیکھیں البقرہ کی

☆ (زیادہ تفصیل کے لئے ہماری تصنیف ''نشانِ منزل'' سے رجوع کریں)۔

Marfat.com

آیت نمبر ۲۱۹ اور المائدۃ کی آیت نمبر ۹۰ - ۹۱) کچھ آیات ایسی تھیں جن کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہوگئیں (جیسے متع کا حکم)۔ تنسیخ آیات کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت ۱۰۶ میں موجود ہے۔ روایات میں ہے کہ چند صحابہ کرامؓ نمازِ تہجد میں ایک آیت کی تلاوت کرتے تھے لیکن ایک رات تہجد کے وقت ان سب صحابہ کو وہ آیت بھول گئی اور تلاوت نہ کرسکے۔ دوسرے دن حضور ﷺ سے معلوم ہوا کہ کل رات کو اس آیت کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہوگئے اور جہاں جہاں لکھی تھی مٹ گئی اور لوگوں کے حافظہ سے بھی محو ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات قرآنی کا یاد کروانا یا بھلا دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔ انسان کی طاقت کو اس میں دخل نہیں! اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہونے کا ثبوت ملتا ہے جو یہ سب کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (سورۃ القیٰمۃ: ۱۷)

ہمارا ذمہ ہے اس (قرآن) کو (تمہارے سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اس کو پڑھانا۔

۶۔ قرآنی کی آیات کا بنا لینا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ اگر تمام مخلوقات اکٹھی ہو جائیں تو قرآن کے مثل ایک آیت بھی نہیں بنائی جاسکتی (دیکھیں سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۳)۔ مکے میں سورۃ کوثر نازل ہوئی تو کفارِ مکہ نے ایک کاغذ پر سورۃ کوثر کی تینوں آیتیں لکھ کر ایک مشہور زمانہ شاعر کو بھیج دیں اور کہا کہ اس کا چوتھا مصرعہ لکھو۔ اس نے ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ'' کے بعد لکھ دیا کہ ''لَيْسَ هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ'' (یعنی یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے۔) روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اسے خانہ کعبہ پر لٹکایا گیا کہ اس جیسی کوئی آیت بنالے۔ یہ سورت اپنے اختصار' ایجاز کے باوصف فصاحت و بلاغت کا وہ مرقع جمیل ہے کہ فصحائے عرب اور بلغائے حجاز کو بھی اسے پڑھ کر کہنا پڑا ''ماھذ کلام البشر یعنی یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔

۷۔ قرآن مکمل کتاب اور اسلام مکمل دین ہے: قرآن میں لکھی ہوئی باتیں بالکل

Marfat.com

درست ثابت ہو رہی ہیں اور اس میں بھی زیر زبر کی ایک غلطی نہیں۔ انسانی تحریر میں غلطیاں ضرور ہوتی ہیں مگر اس میں کفار بھی ہزاروں کوششوں کے باوجود کوئی غلطی نہ نکال سکے۔ کچھ لوگوں نے ہرزہ سرائی کی ہے۔ ان کو بتا دیا گیا ہے کہ تمہارا اعتراض غلط ہے۔ اسلام کے تمام اصول اور قوانین دینِ فطرت کے مطابق ہیں۔

اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور جو باتیں اس نے بیان کی ہیں بالکل درست ثابت ہوئیں حتیٰ کہ سنت رسول ﷺ میں جو حکمتیں ہیں اسے بھی سائنس نے اب درست تسلیم کر لیا ہے۔ قرآن میں سور کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور اب سائنس نے جو ثابت کیا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے گوشت میں ایسے جراثیم موجود ہیں جو مردوں کو نامرد کر دیتے ہیں اور اسی وجہ سے اس کے کھانے والی قوم میں بے حیائی نظر آتی ہے۔ ☆

رسول اللہ ﷺ کو اُمی اس لئے رکھا گیا کہ اُمی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا اور اگر اُمی ہونے کے باوجود بھی اس کی سنت میں حکمتیں ہوں تو پھر یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خدا کا کلام (وحی غیر متلو) ہے جو کہ کلام الٰہی یعنی قرآن کی طرح صحیح ہے مگر زبانِ پیغمبر ﷺ سے ادا ہوا ہے۔

۸۔ <u>مومن کے تصرّفات دین کے نور کی وجہ سے ہیں:</u> مومن کو اللہ تعالیٰ نے عبادات اور ریاضات کی وجہ سے جو تصرفات عطا فرمائے ہیں وہ کسی دوسرے مذہب کے کسی شخص میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ یہاں مومن کے تصرفات پر کچھ لکھنا ممکن نہیں کیونکہ یہ بیان پوری ایک کتاب کی ضخامت اختیار کر سکتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ طاقتیں صرف مسلمانوں کو ہی کیوں ملیں؟ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی بہت ریاضتیں کرتے ہیں مگر وہ ان کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے زمانے میں ایک جوگی آپ کے مقابلے پر آیا

☆ ہماری تصنیف ''سنت مبارکہ'' کے آخر میں ایک باب اس موضوع پر دیا گیا ہے کہ سنتِ رسول ﷺ عین ڈاکٹری اصولوں کے مطابق ہے۔

Marfat.com

اور کہا کہ میں ہوا میں اڑ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اڑ کے دکھاؤ۔ وہ ہوا میں گیا تو آپ نے اپنی جوتیوں کو اس کے پیچھے چھوڑ دیا جو اس کے سر پر برسنے لگیں۔ یہ دیکھ کر وہ ہندو مسلمان ہو گیا۔ کتابوں میں اس کا نام شیخِ ہندی کے نام سے مشہور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک''۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا دین ہی صرف اصل دین ہے اور اللہ نے ان اولیاء کو طاقتیں عطا فرمائی ہیں اور یہ کرامات یہ ثابت کرتی ہیں کہ ایکِ خدا ضرور موجود ہے۔ غیر مسلموں کے کرتب جو بظاہر کرامات سے ملتے جلتے ہیں استدراج کہلاتے ہیں۔

۹۔ محیّر العقول کارنامے اللہ کے عطا کردہ تصرف سے نمایاں ہوتے ہیں: محیر العقول کارنامے کا مطلب ہے کہ اگر ہم اس دنیا اور اس کے سورج کے تخلیق کرنے کے عمل کو ہی لے لیں تو بتائیں کہ وہ کون ہے جس نے اتنی بڑی زمین اور اس سے کئی گنا بڑا سورج بنا دیا جس کا درجۂ حرارت ساٹھ ہزار ڈگری ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کا تو یہ کارنامہ نہیں ہو سکتا۔ پھر اتنی بڑی اور لاتعداد گلیکسیوں کو کس نے بنایا۔ ہمیں تو علم ہی نہیں کہ ایک گلیکسی کتنی بڑی ہے اور اس میں ہمارا نظام شمسی (ایک سورج اور ۹ بڑے بڑے سیارے) کی یہ حیثیت ہے کہ اس کا وجود اس گلیکسی میں ایک سوئی کے سرے کے برابر نشان کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ سب کس نے بنائے؟ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ سوائے اللہ کے اور کون ان کو بنا سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ ایک خدا ضرور موجود ہے۔

لرحمٰن میں مخلوق سے خدا کے استفسارات: سورۃ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے ...س سوال کئے ہیں کہ دنیا اور اس کے مختلف انواع کے اس نظام کو کون چلا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اللہ۔ کارخانہ قدرت کا یہ نظام بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اس سورہ کو ذرا پڑھ کر دیکھیں۔ اس جگہ اس کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔

Marfat.com

۱۱۔ آیات اللہ (اللہ کی نشانیاں): اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اس نے اہل دنیا کے لئے دنیا میں کچھ نشانیاں چھوڑی ہیں۔ یہاں ایک نشانی کا ذکر کیا جائے گا تاکہ معاملہ سمجھ میں آجائے۔

اللہ تعالیٰ نے بچے کی پیدائش کا قرآن میں ذکر فرمایا ہے کہ وہ پہلے ''علقہ'' (خون کا لوتھڑا) تھا پھر ''مُضغه'' (گوشت کی بوٹی) بنا۔ پھر ''عِظامًا'' (ہڈیوں) کا ڈھانچہ بنا اور پھر ''لَحمًا'' (گوشت چڑھایا) اور ''خَلقًا آخرَ'' یعنی روح پھونک کر دوسری مخلوق بنایا۔ اس حقیقت میں ایک اور نشانی چھپی ہوئی ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں جب تک ہوتا ہے تو اسے اس اندھیری کوٹھری میں اللہ کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں دی جاتی کیونکہ بچہ معصوم ہے اور ابھی اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اس کا نہ کوئی گناہ اور نہ ثواب کا ہونا یہ تقاضا کرتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں اسے کوئی تکلیف نہ دی جائے لیکن جب بچہ پیدا ہو گیا پھر اس پر سن بلوغت پر دین کی پابندی عائد ہو گئی۔ اگر یہ بڑا ہوا اور نیک کام کر کے مرا تو قبر میں (ماں کے پیٹ کی طرح) کوئی سزا نہ ملے گی اور اگر گنہگار ہو کر مرا تو قبر میں سزا ہو گی۔ اس مثال سے اللہ کی طرف سے سزا اور گناہ کے اصول کی نشاندہی ہوتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ قبر میں اور آخرت میں سزا نہ ہو تو وہ نیک کام کریں اور اگر جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو بے شک نماز روزہ کو ترک کر دیں۔ اس میں نیکوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اوپر دی گئی مثال کی طرح ہر چیز میں اللہ نے نشانیاں رکھی ہیں اور وہ فرماتا ہے کہ اگر تم ان نشانیوں سے غافل ہو گئے تو ہم تمہیں قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے اور تم کہو گے کہ اے اللہ ہمیں اندھا کیوں اٹھایا؟ تو کہا جائیگا کہ تمہارے پاس ہماری نشانیاں آئی تھیں، تم نے ان کو بھلا دیا تھا اور اس کی پرواہ نہ کی تو اس لئے آج (قیامت کے دن) ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا ہے۔ یاد رکھئے جسے خدا بھلا دے تو اس کا کیا حال ہو گا۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کو بھلا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نہ صرف آخرت میں

Marfat.com

بھلا دیتا ہے بلکہ اس دنیا میں بھی بھلا دیتا ہے اور اس کا دنیا میں بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا اور آخرت میں کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ایک حدیث شریف میں یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو پیدا کیا تو کہا کہ اے دنیا! جو میرا تابعدار ہو تو تو بھی اس کی تابعدار بن جانا اور جو میرا نافرمان ہو تو تو اسے تھکا دینا۔ (آج کل سب نافرمان رات دن پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں اور اپنی ناکامی کی اصل وجہ سے بے خبر ہیں)۔ اگر کوئی نافرمان ہے خواہ وہ وزیراعظم ہو تو اس کی پکڑ اس دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ	جس نے منہ پھیرا میری یاد سے (یعنی نماز روزہ سے)
لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ	تو اس کے لئے زندگی (کا جامہ) تنگ کر دیا جائے گا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ:۱۲۴)	اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھایا جائے گا۔

اس کے بعد خدا کو بھلانے والا کہے گا کہ الٰہی مجھے نابینا کر کے کیوں اٹھایا گیا۔ میں تو دنیا میں بینا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری نشانیاں سو تو نے انہیں بھلا دیا تو اسی طرح آج ہم نے تجھے بھلا دیا اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے ہر اس شخص کو جس نے تجاوز کیا ہدایت کی راہ سے۔

۱۲۔ <u>کائنات کی ساخت صرف ایک صانع کے وجود کا ثبوت دیتی ہے:</u> اگر آپ ایٹم کو چیر کر دیکھیں تو اس میں ایک نظام نظر آئے گا، وہی نظام جو نظام شمسی میں بھی ہے اور ہر ذرے میں بھی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دل چیریں

جو لوگ Atomic Structure کو جانتے ہیں تو معلوم ہوگا کہ اس کے اندر جو نظام ہے وہ ایک Periodic Table کے مطابق عین حساب کے ساتھ قائم ہے اور ہر ایٹم کے اندر اس کے مقام کے مطابق نظام جاری وساری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کاریگر سب کائنات کا ایک ہی ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے جس سے انکار کرنے کی کوئی

Marfat.com

گنجائش نہیں۔ ایک خدا کا پوری دنیا میں ایک ہی نظام رائج ہے۔

۱۳۔ تخلیق کائنات خدائی کام ہے، کوئی دوسرا مچھر کا پَر بھی نہیں بنا سکتا: اللہ کا یہ چیلنج ہے کہ تمام دنیا مل کر ایک مچھر کا پَر بھی بنانے پر قادر نہیں۔ گھی تو بناسپتی بن گیا لیکن اصل گھی کون بنا سکتا ہے۔ پودے اور پھول تو جعلی بن گئے مگر اصلی پھول اور پودے کون بنا سکتا ہے۔ نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا تو اسے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ سورج کو ذرا مغرب سے نکال کر دکھاؤ تو وہ ہکابکا ہو کر رہ گیا۔ اللہ کے سوا کوئی ہے جو پہاڑ، درخت، زمین، آسمان، بادل، برسات اور تمام چیزیں جو اللہ نے بنائی ہیں، ویسی ہی چیزیں بنا دے؟ جب مچھر کا پَر نہیں بن سکتا تو اور کیا بنا سکو گے؟

۱۴۔ دہریہ کا اعتراض غلط ہے: دہریہ کہتا ہے کہ خدا کوئی نہیں۔ علامہ اقبالؒ کی بحث ایک دہریہ سے ہوگئی۔ وہ بھی فلاسفر تھا اس لئے نہ مانا۔ علامہ اقبالؒ اسے پیر میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پاس لے گئے تو کمرے میں داخل ہوتے ہی میاں صاحب نے اس کی کمر پر ہاتھ مار کر کہا ''کیوں بھئی بیلیا رب ھیگا کہ نہیں'' اس نے فوراً کہہ دیا کہ ''جی ہاں خدا ھیگا''۔ ایک نمائش میں (غالباً انگلینڈ کی بات ہے) ایڈیسن کے نظام شمسی کا ایک ماڈل بنا کر رکھا گیا تو ایک مشہور دھریہ وہاں آیا اور سوال کیا کہ یہ ماڈل کس نے بنایا ہے؟ ماڈل والے نے کہا کہ ''کسی نے بھی اسے نہیں بنایا۔'' دھریہ کہنے لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر یہ ماڈل خود بخود نہیں بن سکتا تو یہ اتنی بڑی کائنات جس کا یہ ماڈل ہے خود بخود کیسے بن گئی۔ وہ یہ جواب سن کر شرمندہ ہوا۔ دھریہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ زمین و آسمان اتفاقاً حادثے میں بن گئے حالانکہ ابھی جو کمپیوٹر پر ریسرچ ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نظام کے تحت بنی اور ایک طاقت نے اس کو جیسے چاہا بنایا۔ ☆

۱۵۔ دیگر ثبوت کے انبار: اگر ہم ایک خدا کے ہونے کے ثبوت بیان کرتے جائیں تو پوری

☆ (دیکھئے ہماری تصنیف ''نشان منزل'' ص ۸۶)

Marfat.com

ایک کتاب اس موضوع پر لکھی جا سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہونے کے لاکھوں ثبوت دیئے جا سکتے ہیں، لیکن جو کچھ لکھ دیا ہے اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ بہت سے دیکھنے والے تو آج بھی اللہ تعالیٰ کو عیاں دیکھتے ہیں۔

امروز گر جمالِ تو بے پردہ ظاہر است　　در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

(اگر آج بھی تیرا جمال بے پردہ ظاہر ہے تو حیرانگی اس بات کی ہے کہ تو نے کل قیامت کو دیدار کا وعدہ کس لئے کیا ہے۔)

اگر واقعی خدا ہے تو پھر جوابدہی کی تیاری کر لیجئے

قرآن کی حفاظت ہونے کی دلیل ایسی ہے کہ راقم الحروف نے انگلینڈ کے بہت سے عیسائیوں سے سوال کیا تو وہ لاجواب رہے اور پھر بھی مذہب اسلام اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ویسے آجکل امریکہ میں بہت سے لوگ تیزی سے مسلمان ہو رہے ہیں۔ اگر بات ان کی سمجھ میں آجائے تو وہ مان لیتے ہیں، پاکستانیوں کی طرح ضد پر قائم نہیں رہتے۔ صرف مؤثر طریقے سے تبلیغ کی ضرورت ہے۔ اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے بعد بے نمازی رہنے کا کوئی جواز نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی بالکل ابوجہل کی طرح ضدی رہے۔ ☆

مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا بلکہ ذہن نشین ہو گیا ہے کہ ایک خدا موجود ہے اور مرنے کے بعد ہمیں دو گھروں میں سے کسی ایک گھر میں ضرور جانا ہے اور وہ دو گھر جنت اور جہنم ہیں۔ بے نمازیوں کی دنیا ہی تنگ کر دی جاتی ہے۔ (دیکھیے سورۃ طٰہٰ۔ آیت: ۱۲۴) اور قبر میں جو عذاب ملتے ہیں اس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ بے نمازی کو قبر میں جاتے ہی عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے اور ایک ہفتے کے اندر اس کا جسم گل سڑ جاتا ہے اور آخرت میں ذلیل

☆ ہماری کتاب ''نشانِ منزل'' کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ بہت سے مغربی ممالک کے لوگ اس سے اسلام کی روشنی حاصل کریں گے۔

Marfat.com

کر کے جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ نماز کی ابتداء آج سے ہی کر دی جائے۔ پھر نماز پر کتنا وقت صرف ہوتا ہے؟ پورے دن میں ۳۵ منٹ سے زیادہ درکار نہیں۔ ہماری ۸۵ فیصد آبادی بلاوجہ کیوں بے نمازی ہے۔ آج ہی بسم اللہ کریں، کل پر معاملہ نہ چھوڑیں۔

ب۔ مشاہداتی دلائل

(کہ ایک خدا موجود ہے)

انسان کی آنکھیں اگر بند ہوں تو راستے میں آنے والے کنوئیں میں گر سکتا ہے، لیکن اگر عقل اور سوجھ بوجھ سے کام لیا جائے تو وہ راہ کی دشواریاں اور مشکلات کو بھی دور کر لیتا ہے۔ مشاہدات سے انسان کے لیے اپنے راستے کی صحیح سمت کا تعین کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں ہم رات دن ہزاروں مشاہدات ایسے کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک خدا ضرور موجود ہے۔ قرآنی دلائل بھی ایسے ہیں کہ یہ سب ہمارے مشاہدات میں آتے ہیں اور ہم سمجھ سکتے ہیں کہ واقعی ایک خدا موجود ہے۔ اس کے علاوہ عقلی دلائل (جو اس کے بعد بیان کئے جا رہے ہیں) بھی ایسے ہی ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ اب آپ مشاہداتی (Observational Proofs) ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ قرآنی حقائق کے مشاہداتی دلائل

اس سے قبل جو قرآنی دلائل ایک خدا کے ہونے کے متعلق بیان کئے گئے ہیں، ان سب کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے اور دیکھا جا رہا ہے کہ جو کچھ قرآنی دلائل بیان ہوئے ہیں وہ واقعی مشاہدے میں آتے ہیں۔ یہاں ان سب کا نام لے کر بیان کرنا طوالت کا باعث ہوگا، مگر یہ تمام حقائق اسی وقت حقائق کہلا سکتے ہیں جب ان کا مشاہدہ بھی ہو سکے۔ چنانچہ یہ سب نکات

Marfat.com

انسانوں اور سائنس کے مشاہدے میں آچکے ہیں۔ ان مشاہدات سے خدا کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ ایسے دلائل میں سے چند ایک نیچے بیان کیے جا رہے ہیں:

i۔ قرآن کریم کی حفاظت کا کرشمہ: سب پر واضح ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی قرآن کی حفاظت ہو رہی ہے جو کسی اور کتاب کے لئے ممکن نہیں۔ حفظِ قرآن کا راز جو بیان کیا گیا ہے وہ بھی مشاہدے میں آتا ہے کہ قاری اور حافظِ قرآن فر فر قرآن پڑھتے ہیں۔ قرآن کا حفظ ہونا ایک خدا کے موجود ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

قرآن میں جو حقائق بیان کئے گئے ہیں ہم ان کا بھی روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہم جو آیات یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے حفظ میں مدد فرماتا ہے۔ ہم جب قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو دل گواہی دیتا ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں اور قرآن ہر معاملے میں ایک مکمل کتاب ہے جس کی صداقت غیر مذہب والے بھی مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں ان کو دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے کہ وہ جو حکم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرماتا ہے اور ان کا تصرف ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ سورۃ رحمٰن اور دیگر قرآنی آیات کی صداقت کو ہم اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرتے ہیں اور قدرت کی کاریگریوں کو دیکھ کر اللہ پر یقین پختہ ہوتا رہتا ہے۔ غرض یہ کہ جو کچھ بھی قرآنی دلائل میں لکھا گیا ہے، ان میں سے ہر چیز ہمارے مشاہدے میں آتی ہے۔ یہ جملہ مشاہدات خدا کے ہونے کے واضح ثبوت ہیں۔

ii۔ اسلام میں نور کا تصور: قبل از اسلام اور آج بھی اہل دنیا کا تصور یہ رہا ہے کہ روشنی کی رفتار سب سے زیادہ ہے۔ مگر اسلام نے اس راز کی عقدہ کشائی کی ہے کہ نور کی رفتار اس سے بھی تیز ہے اور کئی گنا تیز ہے۔ علامہ پانی پتیؒ نے سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۴ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ مومنین کی روحیں زمین سے اوپر اللہ تعالیٰ کے عرش کے قرب تک پہنچ کر اپنا مقام بنا لیتی ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے آنِ واحد میں آسمانوں کے راستے طے

Marfat.com

کر لیتے ہیں بلکہ عام ولی اللہ بھی جب چاہیں، جہاں چاہیں آنِ واحد میں پہنچ سکتے ہیں۔ مسلمان بزرگوں کی روحیں آسمان پر اپنے اعلیٰ علیین کے مقام سے اپنی قبروں میں بھی آنِ واحد میں آسکتی ہیں۔ حضور ﷺ کے براق کی رفتار بھی نوری رفتار کے مطابق تھی۔

نور کی بہت سی قسمیں ہیں، مثلاً نورِ ایمان، نورِ فراست اور اللہ کا نور جو زمین سے آسمانوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ نورِ فراست ایک ایسا نور ہے جس سے مومن کسی کے مخفی ارادوں یا غیب کی چیزوں کو بھی جان لیتا ہے۔ نور کی داستان بہت طویل ہے۔ ☆ عقل بھی نور ہے اور جو شخص اللہ کے قرب میں آجائے تو وہ اللہ کے نور سے اکتساب کر کے عام لوگوں سے زیادہ عقل حاصل کرسکتا ہے۔

<u>iii۔ نور کی رفتار کا اندازہ:</u> فرشتوں اور روحوں کے متعلق مذکورہ بالا بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آنے جانے کی رفتار ایسی ہے کہ پچاس ہزار سال کا راستہ چند لمحوں میں طے کر لیتے ہیں۔ اس سے نور کی رفتار کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں اور بندوں میں بھی نوری صفات والے موجود ہیں۔ جن کا ذکر آگے آئے گا۔ ☆☆

آئن سٹائن نے ایک فارمولا پیش کیا ہے جس کے تحت اس نے کہا ہے کہ ہم وقت سے آگے جاسکتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اس طرح اگر ہم دنیا کے گرد چکر لگائیں (جس کا قطر ۲۵۰۰۰ میل ہے) تو ہم چلنے سے پہلے ہی واپس آسکتے ہیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب وقت (یعنی t) کی قیمت (t-) منفی t ہو جائے۔ چونکہ نور کی رفتار روشنی سے بہت زیادہ تیز ہے اس لئے ہم اس زمین پر جہاں عام روشنی کی رفتار میلوں کے حساب سے لیتے ہیں وہاں ہم نور کی روشنی کی رفتار کے ساتھ اس سے کہیں آگے نکلنے کی وجہ سے t- کی قیمت حاصل کر سکتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم چلنے سے پہلے ہی پہنچ سکتے ہیں۔

☆ اسے انشاء اللہ ہماری تصنیف ''اسلام اور روحانیت'' کے دوسرے حصے میں بیان کیا جائیگا۔

☆☆ (یہ موضوع ہماری تصنیف ''اسلام اور روحانیت'' میں زیادہ وضاحت سے پیش کیا گیا ہے)۔

Marfat.com

مذکورہ بالا رفتار کے باعث بزرگ لوگ جن کی روح نور کی رفتار سے چلتی ہے، نماز کے لئے مدینہ شریف میں چند لمحوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ ابدال لوگ ہوا میں اڑتے ہیں اور بزرگ جہاں چاہیں جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔

۱۷۔ معراج کا سفر: ہم نے دیکھا کہ ایک رات کے کچھ حصے میں حضور ﷺ مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور پھر عرش اعظم پر پہنچے۔ جنت وغیرہ کی سیر کی اور پھر واپس بھی آ گئے۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی اور وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔ اس کی تھیوری یہ ہے کہ اس دنیا کا وقت اور آسمانوں سے اوپر کے مقامات کا وقت الگ الگ ہے۔

جب آپؐ اس دنیا سے نکال لئے گئے تو یہاں کا وقت ختم ہوگیا اور جہاں جہاں گئے وہاں کا وقت شروع ہوگیا۔ وہاں نہ جانے آپؐ کتنا عرصہ (وہاں کے وقت کے مطابق) رہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو واپس بھیجا تو دنیا کے جس وقت میں آپؐ گئے تھے اسی میں اتار دیئے گئے۔ یہ بات اس طرح سمجھ میں آ سکتی ہے کہ وقت دنیا کے اعتبار سے تین امکان رکھتا ہے یعنی ماضی، حال اور مستقبل۔ وقت نیچے دیئے گئے تیر کے نشان کی سمت بڑھ رہا ہے۔

$t_2 \leftarrow \quad t_0 \leftarrow \quad t_1$

اب اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ کو t_1 (ماضی کا وقت) پر اتار دیتا یا t_0 (حال کا وقت) اور t_2 (مستقبل کا وقت) میں اتار سکتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپؐ کو t_0 (جہاں سے چلے تھے) اتار دیا، اللہ تعالیٰ کے ہاں تینوں وقت ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں، یعنی ماضی، حال اور مستقبل میں کوئی تمیز نہیں۔ مسلمانوں کی اس وضاحت پر انگریزوں نے اس سائنس کو آگے بڑھایا اور بیچارے مسلمان سوتے ہی رہے۔ الکمیا انگریزوں کی کیمسٹری بن گئی، الجبرا وغیرہ بھی انہوں نے مسلمانوں سے اخذ کیا۔ حساب میں البیرونی وغیرہ نے بہت کام کئے۔ انگریز نے چمگادڑ سے ریڈار کا تصور لیا اور انار (بارود والے سے) انہوں نے میزائیل بنا لئے۔ یہ سب کچھ مسلمانوں کے کاموں میں شامل تھا مگر اپنی محنت کے باعث اہلِ مغرب آگے بڑھ گئے۔

Marfat.com

v۔ دوصحابہ کے تروتازہ اجسام: ہم نے اپنی تصنیف ''نشانِ منزل'' میں اس بات کی تفصیل پیش کی ہے کہ بیسوی صدی کے اوائل میں (جب ترکی میں مصطفےٰ کمال حاکم اعلیٰ تھے اور مصر میں سابق شاہ فاروق مصر کے ولی عہد تھے) دوصحابہ کرامؓ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبروں میں دریا کا پانی آنے کی وجہ سے ان کو ان کی قبروں سے نکال کر عراق میں دوسری جگہ (سلمان پاک) کے قبرستان میں دفن کیا تو انکے کفن مبارک اور جسم مبارک ایسے ہی تھے جیسے کہ انہیں ابھی ابھی، چند گھنٹے پہلے ہی دفن کیا گیا ہو۔ ان لوگوں کی میتوں کو دنیا کے ہر حصے سے آنے والے لاکھوں زائرین نے دیکھا اور کئی انگریز ان کے اجسام کو تازہ دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ اس کی فلم بھی بنی اور وہ فلم لندن کے B.B.C. کے عجائبات میں ابھی تک پڑی ہے اور غالباً عراق میں بھی محفوظ ہوگی، مگر ہمارے کسی حاکم کو اتنی سعادت نہ مل سکی کہ اسکو تلاش کرتے اور پاکستانیوں کو بھی دکھاتے تاکہ ان کے ایمانوں کو پختگی حاصل ہوتی۔ غالباً یہ واقعہ ۱۹۳۰ء کے حج کے فوراً بعد کا ہے۔ راقم الحروف نے لندن میں اپنے ایک مرید کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ اس فلم کی ایک کاپی حاصل کریں مگر شاید وہ یونیورسٹی کے کاموں میں اسقدر مصروف تھے کہ وقت نہ نکال سکے۔ اس فلم کی نقل حاصل کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں کیونکہ ان کو معلوم ہے اگر اس فلم کو مسلمان دیکھ لیں تو وہ پکے مسلمان ہو جائیں گے۔

vi۔ حضور ﷺ کے والد گرامی کی میّت کا مشاہدہ: ۱۹۹۹ء میں ہمارے شہر لاہور کی ایک مسجد میں ایک صاحب (جنہوں نے اپنا نام پوشیدہ رکھنے کی درخواست کی ہے اور اب وہ کراچی میں مقیم ہیں) نے یہ روایت کی ہے کہ جب مسجد نبوی کی توسیع کا کام شروع ہوا تو خفیہ طور پر ان کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہؓ کی میت مبارک کو نکال کر جَنَّتُ الْبَقِیْعِ میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ گیارہ فٹ زمین کھودنے کے بعد آپ کا جسم مبارک نظر آیا۔ آپ کا قد ذرا چھوٹا، جسم بھاری یعنی جیسے پہلوانوں کا ہوتا ہے اور رنگ گندمی

Marfat.com

تھا۔ داڑھی مبارک میں کچھ سفید بال تھے اور نمی کی وجہ سے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح داڑھی مبارک میں چمک رہے تھے۔ آپ کی میت کو دوسری جگہ "جَنَّتُ الْبَقِیْعِ" میں منتقل کیا گیا۔ کچھ صحابہ کرام جن کے نام ایک پتھر پر لکھے ہوئے تھے، آپ کی قبر کے قریب ہی دفن تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کفن اور میت دونوں بالکل صاف ستھری حالت میں تھے مگر سات صحابہ کرام کی میتوں پر کچھ مٹیالے رنگ کے اثرات نمودار تھے۔ یہ واقعہ (اگر صاحب روایت مجھے مل گئے تو) زیادہ تفصیل سے کسی دوسری کتاب میں انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔ یہ روایت میں نے اپنے مریدوں سے سنی جنہوں نے اس تقریر کو بہ نفس نفیس سنا۔ مجھے بھی وعظ پر آنے کا پیام آیا تھا لیکن میں اس لئے نہ گیا کہ ایک تو میری طبیعت کچھ ناساز تھی اور دوسرے یہ کہ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ وہ کافی تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ بیان کریں گے۔

یہ صرف دو واقعات ہی نہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیک مسلمانوں کی میتیں خراب نہیں ہوتیں بلکہ ایسے ہزاروں واقعات سننے میں آتے ہیں طوالت کے باعث انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنی توجہ اور عنایات متواتر فرماتا رہتا ہے۔

۲۔ سائنس کے مشاہداتی دلائل:

سائنس والوں نے بہت سے مشاہدات، تجربات اور حقائق کا ذکر کیا ہے جن میں سے چند ایک کو مشاہداتی دلائل کے طور پر نیچے دیا جا رہا ہے۔ یہ دلائل ایسے ہیں جن کے قرآن اور احادیث میں بھی ثبوت ملتے ہیں۔ ان دلائل سے ایک خدا کے ہونے کے بین ثبوت ملتے ہیں۔

<u>i۔ تخلیق کائنات اور ایک کمپیوٹر کی تحقیق</u>: اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات میں بار بار غور کرنے کے لئے فرمایا ہے کیونکہ اس میں غور کرنے والوں کے لئے بہت بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ سب

Marfat.com

سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ ہم نے کائنات کو چھ ادوار میں پیدا کیا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (ق:۳۸)
ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (یونس:۳)
تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

جیوگرافیکل میگزین جون ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں ایک طویل ریسرچ پروگرام درج کیا گیا ہے۔☆ اس کمپیوٹر میں سائنسدانوں نے تمام اعداد و شمار (Data Feed) درج کرنے کے بعد پوچھا کہ یہ کائنات کب اور کیسے بنی تھی۔ کمپیوٹر نے بتلایا کہ کائنات آج سے پندرہ (۱۵) ارب سال پہلے ایک زبردست حرارتی دھماکے (Big Ben) سے محض ایک ذرے کے ذریعے وجود میں آئی۔ قرآن نے فرمایا کہ زمین اور آسمان پہلے بندھے ہوئے تھے یعنی ایک ذرے میں تمام کائنات موجود تھی۔ "اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا" (یعنی آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں الگ کر دیا۔ سورۃ الانبیاء:۳۰)۔ ان کا یہ خیال ہے کہ یہ ذرہ ایک نور تھا اور دھماکے کے بعد جس طرح اس نور نے چاہا کائنات بنتی گئی اور سات مرحلوں میں اس کی تکمیل ہوئی۔ پہلے کیا کیا بنا اور پھر ہر دور میں کیا بنا یہ سب تفصیل اس کمپیوٹر نے مہیا کی ہے۔ یہ بات قرآن کے عین مطابق ہے کہ سب کچھ کن فیکون سے ہوا اور کائنات ایک دھوئیں کی شکل میں تھی جیسا کہ فرمایا ہے:

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ (حم السجدۃ:۱۱)
پھر اس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف اور وہ اس وقت محض دھواں تھا۔

اس کی مزید تحقیقات قرآن کی روشنی میں بیان کرنا یہاں ممکن نہیں کیونکہ اس میں فنی مہارت اور ایسے نام آتے ہیں جن کو عام آدمی تو کیا بڑے پڑھے لکھے آدمی بھی سمجھ نہیں سکتے۔

ii۔ سند ہو تو انسان زمین کے قطروں سے باہر نکل سکتا ہے: سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۳۳

☆ اس کا خلاصہ ہماری تصنیف "نشان منزل" میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

میں ہے کہ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے تو نکل کر بھاگ جاؤ۔ سنو تم نہیں نکل سکتے مگر بجز سلطان (سند) کے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس کے پاس سند (میزائل یا کچھ اور طاقت) ہوگی وہ دنیا کی حدود سے نکل کر باہر جا سکتا ہے لہٰذا سند والے چاند پر پہنچ گئے اور اب آگے کی بھی تیاری ہے۔ یہ قرآن کے عین مطابق صحیح ثابت ہوا اور یہ بات مشاہدے میں آ چکی ہے۔

iii۔ اللہ دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ربّ ہے: قرآن میں ہے: "رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ" (یعنی دو مشرقوں اور دو مغربوں کا رب ہے۔ الرحمٰن: ۱۷)۔ پروفیسر عبدالسلام نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں لکھا ہے کہ اس کائنات کے مقابل ایک اور نورانی کائنات ہے جن میں سے ایک کو مثبت اور دوسری کو منفی کائنات کہا جاتا ہے۔ مثبت کائنات ہماری مادی دنیا ہے اور منفی کائنات غیر مادی ہے۔ اس طرح دونوں کائناتوں کے دو مشرق اور دو مغرب ہو گئے۔ اس بات کا مشاہدہ ہو چکا ہے بلکہ اولیائے کرام تو پہلے سے ہی ان دو عالموں یعنی عالمِ خلق اور عالمِ امر کا ذکر کر چکے ہیں۔

iv۔ اللہ ہر شئے پر محیط ہے۔ کمیت (یعنی Mass یا M) کا بڑھنا اور گھٹنا اس کی حرکت (Velocity) پر منحصر ہے۔ اگر حرکت (v) زیادہ ہو تو درج ذیل فارمولا کے تحت ماس (M) بھی زیادہ ہوگا۔

کمیت صفر رفتار پر ← M_0

$M.v=$ (کسی خاص رفتار (v) پر کمیت)

کمیت کی رفتار کا مربع ← $\underline{1-v^2}$

روشنی کی سپیڈ کا مربع ← c^2

$\frac{M_0}{1-1} = \frac{M_0}{0}$ (اگر کسی چیز کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر ہو جائے تو)

(لامحدود) =

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی حرکت روشنی کی رفتار سے بڑھ جائے تو اس کی کمیت لامحدود ہو جائے گی اور جب Mv روشنی کی رفتار سے بھی بڑھ جائے یعنی نور کی رفتار ہو جائے تو مادے کی کمیت نا قابل پیمائش ہو جائے گی۔ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے تو کیا یہ کائنات اس کے مقابلے میں ایک نقطے کے برابر نہ ہو جائے گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا ہونا ثابت ہو گیا کہ ہر شے کو احاطہ کئے ہوئے ہے جیسا کہ قرآن میں ہے "اَ لَآ اِنَّـہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ" یعنی یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر شئے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (ھود:۵۴)۔

اسی طرح بلیک ہولز جو آسمانوں میں ہیں وہاں کثافت (Density) بہت زیادہ ہے۔ یہاں سے جب کوئی چیز جاتی ہے تو اس سوراخ میں سے کھچ کر دوسری طرف نکل جاتی ہے۔ قرآن میں (سورۂ الذاریات کی آیت نمبر ۷) میں ان کو آسمان کے راستے (حُبُكِ) بیان کیا گیا ہے۔ سائنس نے بلیک ہولز کو مشاہدات میں شمار کیا ہے۔

<u>v۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی رخنہ نہیں:</u> قرآن مجید کی سورۃ الملک کی آیت نمبر ۳ میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اوپر نیچے بنائے، تمہیں اللہ کی تخلیق میں کوئی خلل نظر نہیں آئے گا، ذرا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ اگر بار بار نگاہ بھی ڈالو گے تو تمہاری نظر ناکام ہو کر لوٹے گی تھکی ہوئی اور ہاری ہوئی۔" اس سے مراد یہ ہے کہ کائنات کے نظر نہ آنے والے جو باریک راز والی چیزیں ہیں ان میں بھی خطا نظر نہیں آئے گی۔ ہر ایٹم کا وزن وہی ہے جو ہونا چاہیئے۔ جو کچھ بویا جائے گا وہی اُگے گا۔ تمام اعداد و شمار اس طرح مقرر ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بہت بڑے سائنسدان نے ان کا حساب مقرر کر رکھا ہے۔ یہ مشاہدات عام نظر آتے ہیں اور خدا کی خدائی کے ثبوت ہیں۔

<u>vi۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار بندوں کو انعامات عطا کئے ہیں:</u> میں نے اپنی تصنیف "نشان منزل" (صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۸ میں) ایسے انعامات کا ذکر کیا ہے جو صرف امتیازی

Marfat.com

طور پر عبادت گزاروں کو ہی ملتے ہیں۔ ان انعامات کا مختصر بیان اس کتاب میں بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ انعامات بارہ ہیں اور مشاہدے میں آیا ہے کہ یہ ضرور ملتے ہیں۔ وہ انعامات حسب ذیل ہیں: (۱) سیدھے راستے کی ہدایت۔ (۲) قبولیتِ دعا۔ (۳) رزق میں برکت۔ (۴) دکھوں سے نجات۔ (۵) بات میں زیادہ وزن ہونا۔ (۶) عبادت سے نور کا ملنا۔ (۷) عبادت سے دانش کا بڑھنا۔ (۸) عبادت سے مومن کا محفوظ ہونا۔ (۹) جہاد میں مدد ملنا۔ (۱۰) عبادت گذاروں کا قہرالٰہی سے محفوظ رہنا۔ (۱۱) اہل عبادت کے لیے فرشتوں کا دعا گو رہنا۔ (۱۲) عبادت گذاروں کے لئے کائنات کا مسخر ہونا۔

مذکورہ بالا نکات کی تشریح بہت طویل ہے لیکن یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے عابد بندوں کو جو امتیازات بخشے وہ حقیقتاً مشاہدے میں آتے ہیں۔

المختصر مذکورہ بالا حقائق ایسے ہیں جن کا ہم عام زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان ہر روز مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اگر انسان سوچے تو یہ تمام باتیں اسی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مجبور کرتی ہیں، بالخصوص نماز و روزہ کی عبادت تو سب سے اہم ہے جسے چھوڑنا خدا کے غضب کو دعوت دینے والی بات ہے۔

ج۔ عقلی دلائل

(خدا کے ایک ہونے کے متعلق)

اگر کوئی عقل کا اندھا نہ ہو تو خدا کی عطا کردہ عقل کے اشاروں سے وہ خدا کو پہچان سکتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ انسان کارخانۂ قدرت کا پروردہ ہو اور وہ اپنے خالق کو نہ پہچانے۔ اس کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ خدا نے ہی دیا ہے ورنہ وہ خود کچھ شے نہیں تھا (ایک مکھی کا پر بنانے پر بھی قادر نہیں ہے)۔ اپنے رازق یعنی خدا کی طرف سے منہ پھیر لینے کا یہ نتیجہ ہے کہ دنیا کی ہر شے اس پر مسلط ہو جاتی ہے اور وہ ایک مکھی یا مچھر اور سانپ جیسے کیڑے

Marfat.com

سے بھی ڈرتا ہے۔ اس کے برعکس جو خدا کو مانتا اور جانتا ہے تو دنیا کی ہر شے اس سے ڈرتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا داراؔ و جم

اس دنیا میں مثالیں موجود ہیں کہ لاکھوں انسان اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ ابوجہل نے آنکھیں بند کرلیں تو اسے ابدی محرومی کے سوا کچھ نہ ملا۔ اسی طرح خدا کے منکر بھی خدا سے ابوجہل کی طرح ہی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ جو لوگ غور کرتے ہیں تو انہیں ضرور ایک خدا کا سراغ مل جاتا ہے۔ مگر ایسا ماننے سے کیا حاصل کہ آج کے مسلمان کی طرح زبان سے تو خدا کو مانے مگر دل سے نہ مانے۔ نیچے جو دلائل دیے جارہے ہیں وہ مسلمانوں کے ڈھیلے ڈھالے ایمان کو مضبوط اور محکم کرنے کیلئے کافی ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیں اور پھر اپنی عقل کو ان پیش کردہ نتائج کی طرف راغب کریں۔

ا۔ ہر وجہ کی ایک وجہ ہوتی ہے اور آخری وجہ خدا ہے: دنیا کی کسی چیز کے متعلق سوچیں تو معلوم ہوگا کہ اس کو کس نے، کس کام کے لئے، کس مادے سے اور کس صورت پر بنایا ہے ان چاروں سوالوں کا جواب ضرور ملے گا۔ مثلاً ایک چیز بنائی گئی تو اس کی صورت کرسی کی سی ہے، اس کو زید نے بنایا، لکڑی سے بنائی گئی اور بیٹھنے کے لئے بنائی۔ یہی سوالات ہم کائنات کے لئے کریں گے تو تین صورتیں تو ظاہر ہیں مگر بنانے والا کون ہے۔ بنانے والا خدا کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ اس دنیا میں سب سے بڑا تو انسان ہے اور انسان اتنی بڑی کائنات بنانے پر کس طرح قادر ہوسکتا ہے۔ ضرور کسی ایسی ذات نے اس کو بنایا جو انسان سے بڑی ہے اور وہ ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہی ہے۔ انگریزی میں اسی کے لئے کہا گیا ہے کہ:

Marfat.com

To every cause, there is a cause and

the ulimate cause is God.

(یعنی ہر وجہ کی کوئی نہ کوئی وجہ ہے اور آخری وجہ خدا ہے۔)

۲۔ گھر کا نظام چلانے والا کوئی ضرور ہوتا ہے اور ہر گھر کے اصول بھی ہوتے ہیں:

ایک گھر کو چلانے کے لئے کوئی نہ کوئی ہستی ضرور ہوتی ہے۔ کارخانۂ حیات یعنی کائنات کو چلانے والا سوائے خدا کے کون ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ تو سوتا کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو شیشے کے برتن لے آؤ اور ہاتھ میں پکڑ کر ساری رات کھڑے رہو۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ لیکن جب نیند آئی تو ہاتھ ڈھیلے ہونے کی وجہ سے برتن ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میں سو جاؤں تو کائنات ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔

اوپر ایک مثال دی گئی ہے کہ ایڈیشن کا وہ ماڈل جو نظام شمسی کی طرح چلتا ہوا دکھائی دیتا تھا، ایک نمائش میں رکھا گیا تو ایک مشہور دہریے نے پوچھا کہ یہ ماڈل کس نے بنایا ہے۔ اسے جواب دیا گیا کہ کسی نے نہیں بنایا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ نمائش والوں نے کہا کہ آپ خدا کو نہیں مانتے تو یہ اصلی نظام شمسی بھی تو بنائے بغیر نہیں بن سکا۔ دہریہ قائل ہو گیا۔ ایک اور مثال نیچے دی جا رہی ہے۔

ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ انگلینڈ میں ایک دہریہ اتوار کے روز اپنے کے پاس آیا تو انہوں نے مرغی پکانے کا پروگرام بنایا۔ انگلینڈ میں مرغی کھلے عام ذبح ہوتی ہے۔ چنانچہ اس دہریے نے کہا لاؤ میں اصطبل میں جا کر ذبح کر کے لاتا ہوں۔ وہ چھری اور مرغی لے کر جا رہا تھا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ اب یہ مرغی ذبح ہونے لگی ہے اور (نعوذ باللہ!) اگر تمہارا خدا بھی چاہے تو اس کو کوئی میرے ہاتھوں سے بچا نہیں

Marfat.com

سکتا۔ وہ دہریہ ایک گھوڑے کے پیچھے سے گزرا تو گھوڑے نے اپنی دونوں پچھلی ٹانگیں اس کو ماریں۔ مرغی اور چھری تو دور جا گری، مگر دہریہ صاحب گھوڑے کی ٹانگ کی شدید ضرب سے جہنم رسید ہو گئے۔ ایسے لوگوں کا یہی حشر ہوتا ہے اور یاد رکھیں کہ جو خدا کو مانتے تو ہیں مگر نہ ماننے والوں کی طرح بے نمازی ہوتے ہیں ان کو دنیا میں بھی کچھ نہ کچھ اذیتیں پہنچتی رہتی ہیں اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

ہمارے محکمۂ موسمیات میں ایک دہریہ قسم کا افسر تھا۔ وہ کبھی کبھی موسمی حالات اور آلات کو دیکھ کر کہا کرتا تھا کہ (نعوذ باللہ) آج اگر تمہارا خدا بھی چاہے تو بارش کو روک نہیں سکتا۔ اس کا حشر بھی برا ہوا۔ وہ راقم الحروف سے سینئر تھا مگر M.Sc نہ ہونے کی وجہ سے اس کی ترقی رک گئی۔ وہ افسر پاکستان ایرفورس اپنے محکمہ کی وساطت سے گیا تو اس کی ترقی سکاڈرن لیڈر سے اوپر نہ ہو سکی۔ کئی دفعہ پاگل ہوا اور بالآخر پاگلوں کی حالت میں ذلیل ہو کر مرا۔ یہ اللہ تعالیٰ کو نہ ماننے والوں کیلئے سزا ہے۔ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے کیا وہ مفت میں چھوٹ جائیں گے۔ یاد رکھئے، اللہ کا فرمان ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا	کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف اتنی بات
اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ	پر چھوڑ دیا جائیگا کہ وہ کہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور
لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:۲)	انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔

یاد رکھیں کہ جو لوگ نماز و روزہ کی پابندی نہیں کرتے وہ دہریے تو نہیں، لیکن عملی طور پر وہ فاسق اور فاجر ہیں اور ان کی بے دینی کا طریقہ خدا کے غضب اور قہر کا سبب ہے۔ خدا کی سزا سے وہ بچ کر نہیں جا سکتے۔

کچھ سائنسدانوں کے اقوال کہ عام انسان کسی چیز پر قادر نہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر وہ اندھیرا کر دے تو کون ہے روشنی لانے والا؟ قرآن میں اس نوعیت کی اور آیات بھی مطالعے میں آتی ہیں۔ ان معنوں میں کچھ سائنسدانوں نے بھ

Marfat.com

حسب ذیل بیانات دیئے ہیں:

ریڈرز ڈائجسٹ کے ۱۹۷۳ء کے ایک شمارے میں یہ مضمون میں شائع ہوا تھا کہ امریکہ کا شہرہ آفاق سائنسدان تھامس ایڈیسن جس نے ایک ہزار سے زائد ایجادات کیں، ایک روز کہنے لگا کہ مجھے لوگ خواہ مخواہ بہت بڑا موجد کہتے ہیں حالانکہ میں قطعاً ایسا موجد نہیں ہوں جو قابل ذکر ہو۔ اس نے کہا کہ جب میں سوچتا ہوں کہ میں ایک زیرک انسان تو کیا، ایک بیوقوف آدمی بنانے پر بھی قادر نہیں ہوں جو احمقوں کی سی باتیں کر سکے، تو اس کے باوجود مجھے موجد کہا جائے تو یہ ایک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ پھر اس نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہا ''حقیقی موجد تو اس کی ذات ہے''۔

آئن سٹائن کا قول ہے ''وہ انسان جو کائنات پر اظہار تعجب کے لئے نہیں ٹھہرتا (یعنی غور نہیں کرتا) اور اس پر خشیت اور تقویٰ کی کیفیت طاری نہیں ہوتی تو سمجھو کہ وہ مر چکا ہے اور اس کی آنکھیں بصارت سے محروم ہیں''۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ظاہری بصیرت اور کوششوں سے بہت سے نادر کام کئے۔ ایک روایت مشہور ہے کہ آئن سٹائن کا باپ اسے بچپن میں ایک اسکول میں داخل کرنے کے لئے لے گیا تو ہیڈ ماسٹر نے کہا کہ میں بچے کا مختصر سا امتحان لوں گا۔ اگر پاس ہو گیا تو داخل کر لوں گا۔ جب وہ پاس نہ ہو سکا تو اس کا باپ اسے گھر لے آیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے گھر پر بیٹھ کر پڑھنا شروع کیا اور اس قدر بڑا ریاضی دان بنا کہ بڑے بڑے پروفیسر اس سے مسائل سمجھنے کے لئے آتے تھے۔ ایسے لوگ ہی اپنی آنکھوں کو کسی خاص مضمون میں بصیرت کے قابل بنا لیتے ہیں۔ یہ محنت اور تندہی کا نتیجہ ہے! ہم اپنے بچوں اور خود اپنی طرف کتنا دھیان کرتے ہیں کہ بچوں کو دین کی الف بے بھی نہیں آتی اور ان کے ماں باپ کا بھی یہی حال ہے۔

مغرب کا ایک بہت بڑا حکیم کہتا ہے کہ میری مثال اس بچے کی طرح ہے جو سمندر کے کنارے کھیل رہا ہو۔ مجھے اپنے ساتھیوں کی نسبت کوئی زیادہ خوبصورت سنگریزہ یا گھونگا مل

Marfat.com

جاتا ہے لیکن ابھی حقیقت بحرِ ذخار کی طرح میرے سامنے ہے جس کا مجھے کوئی علم نہیں۔

مغرب کا ایک اور بڑا حکیم دنیا کے نظام سے متاثر ہو کر کہتا ہے کہ ''جوں جوں ہمارا علم فطرت بڑھتا جاتا ہے، ہم محسوس کرتے ہیں کہ ابھی کچھ اور بھی ہے جسے جاننا چاہیے۔ اس کیف انگیز دنیا میں ہم جوں جوں آگے بڑھتے ہیں، ہماری حیرتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ مطالعۂ کائنات پر صرف کیا ہوا ہر لمحہ ہمیں بلند ہستی اور کیفِ ہستی و مستی کا پیغام دیتا ہے۔ ہم سب اس حسین منظر کی طرف بڑھتے ہی جائیں گے اور ٹھہریں گے نہیں اس لئے کہ کائنات کی تجلیاں از بس فریب نظر ہیں''۔

افسوس ہے کہ مذہبِ اسلام میں زمین اور آسمان کے درمیان کی چیزوں پر تفکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر مسلمان عیش و عشرت کی زندگی میں وقت گزارنے کے دلدادہ ہیں اور تفکر کرنے والی آیات پر کچھ عمل نہیں کرتے یہاں تک کہ خدا کی بارگاہ میں سر بہ سجدہ ہونے سے بھی محروم ہیں۔ دوسری طرف اہل مغرب کو دیکھ کر علامہ اقبالؒ کا مصرعہ یاد آتا ہے کہ ''یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود''۔ قرآن مجید میں بے شمار آیات ذکر و فکر کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں لیکن ہماری نظر اس طرف اٹھتی ہی نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (آل عمران: ۱۹۰)	بیشک زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کی تبدیلی میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

کیا اس تمام کائنات میں جو کچھ ہے اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت کی طرف خیال نہیں جاتا۔ مذکورہ حقائق کو دیکھنے کے بعد یقیناً کسی خالق کی طرف ضرور دھیان جاتا ہے۔ دنیا کی تخلیق کا شاہکار اور اس میں رائج نظام اور اسکی تکوینی صورت اور وحدت کو دیکھ کر ایک ناقابل تردید خالق کی طرف خیال نہیں جاتا تو ہم ان لوگوں سے بہتر کیسے ہو سکتے ہیں جنہوں

Marfat.com

نے آسمانوں کے سینوں کو چیرا اور بہت سے راز افشا کیے۔

احادیث میں وارد ہے کہ ایک گھڑی بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے (اتحاف ج ۱ ص ۱۶۱) اور قرآن میں ہے کہ میری قدرت کو دیکھ کر ڈرنے والے علماء ہی ہیں۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (فاطر: ۲۸) ۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

امکانات کی تھیوری (Theory of Probabilities): ایک دہریہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا کے ماننے کیلئے کیا ثبوت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس سلسلے میں صرف دو امکانات ہیں۔ نمبر ایک کہ خدا ہے اور نمبر دو یہ کہ خدا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عقل سے سوچیں تو دونوں کے امکانات ۵۰% ہیں۔ اب فرض کر لیں کہ خدا نہیں ہے تو ہم اور تم (مومن اور کافر) دونوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا اور اگر ۵۰% چانس خدا کے ہونے کے متعلق رونما ہوا تو پھر تم کیا کرو گے؟ اس لئے خدا کو ماننے والے نہ ماننے والوں سے بہر حال بہتر ہیں۔ اس تھیوری کو بڑھا کر اب Theory of Probalities یعنی نظریۂ امکانات کا نام دیا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہر چیز کے ہر وقت ۵۰% چانسز ہیں۔ امتحان میں کچھ بچے ٹاس کر کے سوالوں کا ہاں یا ناں میں جواب دے دیں تو بھی تقریباً ۵۰% جواب صحیح ثابت ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا فلسفہ کہ ایک خدا ضرور ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو کئی بار خدا کی طاقت اس کام میں اس طرح حائل ہو جاتی ہے کہ ہم وہ کام کر سکنے کے باوجود نہیں کر سکتے۔ مثلاً کسی کی شادی کا دن مقرر ہوا اور اس کا کوئی عزیز اس دن مر گیا تو شادی رک گئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ذات موجود ہے جو ارادوں کے پورا ہونے میں حائل ہو جاتی ہے ورنہ وہ کونسا کام ہے کہ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ کا قول ہے:

Marfat.com

عَــرَفْـتُ رَبِّـی عَـنْ فَسْخِ الْعَزَائِمِ (حضرت علیؓ)
میں نے اللہ تعالیٰ کو ارادوں کے ٹوٹ جانے سے پہچانا۔

سائنس کی ایجادات نے اسلامی فرمودات کو سچا کر دکھایا: سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۷ میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کی مانند ہے (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اس حقیقت کو سائنس نے صحیح ثابت کر دکھایا ہے۔ اس طرز کے اور بہت سے حقائق سائنس نے ثابت کر دیئے ہیں تو اس سے بھی ہمارا ایمان پختہ ہوتا ہے۔ یہاں زیادہ تفصیل دینا مشکل ہے۔ اسی طرح جو قرآن اور سنت نے ہمیں بتلایا اسکی تصدیق سائنس نے کی ہے تو ہمارے ایمان میں زیادہ استحکام پیدا ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ کا امین ہونا خدا کے موجود ہونے کی دلیل ہے: کفار نے بھی یک زبان ہو کر کہا تھا کہ حضور ﷺ صادق الامین ہیں اور آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، مگر جب مکے کی پہاڑی پر آپ ﷺ نے کفار کو اکٹھا کر کے پوچھا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کی دوسری طرف ایک فوج تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم مان لو گے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم ضرور مان لیں گے کیونکہ آپؐ صادق اور امین ہیں۔ آپؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو وہاں تقریباً سب نے انکار کیا اور کہا کہ ہم اپنے خداؤں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ قابل غور معاملہ یہ ہے کہ جس شخص نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور جس کو کفار مکہ امین کہتے ہیں تو پھر جب آپؐ کا یہ کہنا کہ خدا ہے تو اس کا کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ آپ کے فرمان سے یہ ثابت ہوا کہ خدا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے خدا کو محمد ﷺ کی وجہ سے تسلیم کیا اور محمد ﷺ کو خدا کی مہربانی سے تسلیم کیا:

اٰمَنْتُ بِرَبِّی بِمُحَمَّدٍ وَاَسْلَمْتُ مُحَمَّدًا بِرَبِّی (ابوبکر صدیقؓ)
میں اللہ تعالیٰ پر حضور ﷺ کے سبب ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ کو اپنے رب کی وجہ سے رسول تسلیم کیا۔

Marfat.com

انبیاء کے معجزے اور ولیوں کی کرامات: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو معجزات سے نوازا۔ ہر نبی اور رسول کے کئی کئی معجزات ہیں۔ اسی طرح اولیائے کرام کی کرامات بھی مشہور ہیں (یہاں اس کا ذکر چھیڑنا طوالت کا سبب بنے گا) لہٰذا اس بات کو مان لینا ضروری ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ ان کو تصرفات نہ دے، ان میں سے کوئی بھی اپنی ذاتی خوبیوں کے باعث کسی چیز پر قادر نہیں۔ مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ ''اولیا راہست قدرت از الٰہ'' یعنی اولیاء کی قوت اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ لہذا ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم ان کی کرامات کو دیکھ کر اللہ پر ایمان لے آئیں اور کوئی کام (حتی المقدور) ایسا نہ کریں جو اس کی رضا اور احکام کی خلاف ورزی میں ہو۔

ایک خدا کا ہونا ضروری ہے: سائنسدان اور فلاسفر بھی مانتے ہیں کہ جب ایک گاڑی کو چلانے والا ہوتا ہے تو کائنات کو ایک چلانے والا بھی ضروری ہے بلکہ سائنسدانوں کا یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی خدا نہیں ہے تو ہمارے لیے ایک خدا کو ایجاد کرنا ضروری ہے۔

If there is no God, we should invent one.

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک خدا اس لئے ہونا ضروری ہے کہ اگر دو ہوتے تو دنیا میں فساد رونما ہوتا۔ ایک خدا کہتا کہ سورج مشرق سے نکلے گا تو دوسرا مغرب سے نکالنا چاہتا تو اس میں فساد ضرور ہوتا چنانچہ ایسا فساد نہ ہونے سے یہ ظاہر ہوا کہ خدا ہے اور صرف ایک خدا ہے۔

کائنات کی تخلیق کسی شئے کے بغیر ہوئی: سائنسدانوں کا قول ہے کہ کائنات کسی خاص شے سے نہیں بنائی گئی اور اسلام کے مطابق لفظ ''کُن'' سے کائنات کی ابتدا ہوئی۔ حساب دان اس کو درج ذیل مساوات سے ثابت کرتے ہیں۔

$$0=-x+x$$

سائنسدان کہتے ہیں کہ x+ اور x- دو مقداریں ہیں جبکہ صفر کوئی مقدار

Marfat.com

(Quantity) نہیں۔ جب صفر سے کائنات بنی تو مثبت کائنات اور منفی کائنات وجود میں آئی اور جب قیامت آئے گی تو یہی دونوں مقداریں x- اور x+ مل کر صفر بن جائیں گی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی حکمت تخلیق سمجھ میں آتی ہے اور ایک خدا کے ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

قرآن کا فلسفۂ زمان ومکان: علامہ اقبالؒ نے اس موضوع پر کافی روشنی ڈالی ہے خاص طور پر کلیات فارسی (زبورِ عجم میں) کافی کلام موجود ہے۔ علامہ اقبالؒ کے انتقال کے بعد فلسفہ زمان ومکاں پر خامہ فرسائی کرنے والوں نے کئی کتابیں اور مقالے لکھ ڈالے، اور قرآن کی مدد سے زمان ومکاں کے تصور کو ثابت کیا ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ الحدید آیت نمبر۳ میں ہے

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ج یعنی وہی اول وآخر اور وہی ظاہر وباطن ہے۔

سورۃ الحدید آیت:۳ کی تشریح کے ضمن میں مصنفین نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ سارے کا سارا ارتقا اسی ایک وحدت سے شروع ہوا اور اس طرح وحدت نے کثرت کا رنگ اختیار کیا اور بالآخر ارتقا اپنی پہلی منزل پر پہنچ جائے گا جہاں سے اس کی ابتدا ہوئی جیسا کہ قرآن نے کہا ''اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا'' (یعنی سب کو اپنے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے۔ النازعات:۴۴)۔ زمان ومکاں کے موضوع پر قرآن کی اور بھی بہت سی آیات کی تشریح کی گئی ہے جن کو طوالت کے سبب یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ علامہؒ نے اپنے کلام میں زمان کا اور مکاں کا ذکر کیا ہے۔ اسلام نے زمان اور مکاں کا تصور دیا جس کی اعلیٰ ترین مثال معراج مصطفٰے ﷺ ہے۔ جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ علامہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمان اور مکاں یہی نہیں جسے ہم دیکھتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور زمان ومکاں بھی ہیں۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

Marfat.com

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا — کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ — ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

عشق کے ادنئے غلام صاحبِ تاج و نگیں — عشق مکان و مکیں! عشق زمان و زمیں

مقام فکر ہے پیمائش زمان و مکاں — مقام ذکر ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

علامہ اقبالؒ نے خود بھی کئی جگہ لکھا ہے کہ وہ قوم کی حالت کو دیکھ کر بہت رویا کرتے ہیں۔ ایک وکیل نے بتایا ہے (جن کا علامہ کے پاس آنا جانا تھا) کہ علامہ اپنے گھر سے علامہ اقبال روڈ پر روزانہ پیدل چل کر بوھڑ والے چوک میں کچھ دیر ٹھہرتے اور یہ دیکھا کرتے تھے کہ بیچارے مسلمان مزدوروں، ریہڑھے والوں یا پانڈیوں کا کام کرتے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر آپ رات کو سجدے میں بہت رویا کرتے تھے۔ آپ کے رونے کا اثر ظاہر ہوا کہ مسلمان سنبھلنے لگے۔ آپ کی آہ وزاری اور گریہ وفغاں کو دیکھ کر عرش کے کناروں پر جنبش پیدا ہوتی ہوئی دیکھ کر اسرافیلؑ نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ یہ شخص اتنی آہ وزاری کرتا ہے کہ انہیں یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں یہ شخص وقت سے پہلے قیامت برپا نہ کردے۔ علامہؒ خود کہتے ہیں۔

حضورِ حق میں اسرافیلؑ نے میری شکایت کی — یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

یہاں قیامت سے یہ مراد ہے کہ اس کے آہوں اور نالوں سے کہیں قیامت جیسا طوفان نہ پیدا ہو جائے، جیسا کہ علامہ نے ایک جگہ فرمایا کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی اذاں سے پہاڑوں میں رعشہ پیدا ہو جاتا تھا۔

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی — اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے — دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

اس زمانے کے بعد دوسرے زمان اور دوسرے مکاں کے ہونے کی فکر سب سے پہلے اسلام نے ہی دیا۔ قبر بھی ایک برزخ ہے اور آخرت بھی ایک برزخ ہے اور جنت

Marfat.com

اور دوزخ میں زمانوں کا مختلف نظام قرآن نے بیان کیا کہ وہاں کے ایک دن کا وقت دنیا کے ایک ہزار سال کی مانند ایک لمحہ میں مسلمان بزرگ زمان اور مکاں کی حدود کو توڑ کر جہاں چاہتے پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو وقت کو بند کر دیتے تھے یعنی وقت آگے نہیں چلتا تھا اور بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے میں سینکڑوں میل کی مسافت سے حاضر ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی زمان و مکاں کی کیفیت بیان کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ'' کہہ کر اپنے فوجی جرنیل کو ایک لمحہ میں ہدایات بھیجیں۔ ابدال ہوا میں اڑ کر جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ سائنس دانوں نے ان بزرگوں کی باتوں کو دیکھ کر کہا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر طاقت دی ہے کہ جو انسان کے دماغ میں آ جائے وہ ہو بھی سکتا ہے۔ چاند پر جانے کا خیال پیدا ہوا تو پہنچ گئے۔ ابھی نہ جانے کتنے ایسے کام ہو رہے ہیں جن کو زمان و مکاں کی حدود سے پار کیا جا رہا ہے مگر مسلمان اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعے اس مقام کا ادنیٰ درجہ ہی اختیار کر لے جو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں۔ یہ تمام ثمرات اللہ کی طرف رجوع کرنے سے ہی ملتے ہیں جن کی ابتدا نماز و روزہ کی ابتدا کرنے سے ہوتی ہے۔ قارئین اس بات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کتنے اختیارات دیئے ہیں۔ جب یہ طاقت اللہ نے دی ہے تو خدا کی طاقت اور اختیارات کا کیا حال ہوگا۔ اس بیان سے ایک خدا کے وجود کا بھی ثبوت ملتا ہے اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جو لوگ خدا کی بغاوت سے توبہ کر کے اس کی اطاعت میں آ جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کا یہ انداز ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کا ہو جاتا ہے:

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ   یعنی جو اللہ کا ہو گیا تو اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

بزرگوں کے تصرفات زمان و مکاں کی قوت کو توڑنے کا ثبوت مہیا کرتے ہیں اور اس حقیقت کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

Marfat.com

فلسفے اور عقل کی باتیں: اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو فلسفہ اور استدلال کے ذریعے اس قدر نکات سامنے آتے ہیں جن میں خدا کے ہونے کے ثبوت ملتے ہیں مگر تنگیٔ قرطاس کی وجہ سے جو کچھ اوپر بیان کر دیا گیا ہے اس سے زیادہ بیان کرنا مشکل ہے۔

المختصر مذکورہ بالا بیانات کا حاصل یہ ہے کہ انسان دنیا میں قدرت کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز میں نظر آتی ہے۔ سورۃ الرحمٰن تو ایسے سوالوں سے بھری پڑی ہے جن میں اللہ تعالیٰ لوگوں سے پوچھتا ہے کہ قدرت کی اس قدر زیادہ تخلیقات جو تمہیں نظر آتی ہیں ان سب کا خالق کون ہے۔ ان سب کا جواب اس کے سوا اور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو ہر شے پر قادر ہے اور نظام قدرت کی یہ تمام کاریگری جو ہمیں نظر آتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان سب سے انکار کرنا مشکل ہے۔ لہذا ان دلائل سے خدا کا ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور دل میں اس بات کا یقین ہونا ظاہر ہو جاتا ہے کہ جب ایک خدا کا ہونا ثابت ہو گیا تو پھر جو باتیں اسلام نے بیان کی ہیں وہ بھی صحیح ہیں اور نماز روزہ اور دیگر فرائض کی پابندی لازمی ہے۔

جب خدا کے ثبوت مل گئے تو اُس کا ملنا مشکل نہیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کے بندے اس سے تعلق قائم کریں، اس سے محبت کریں اور اس کے ساتھ اپنا رابطہ استوار رکھیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے انوارات واحسانات اور نوازشات کی بارش اس بندے پر کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو نافرمانوں اور کافروں (اس کو نہ ماننے والوں) کو بھی رزق دیتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے، لیکن اپنے خاص عبادت گزار بندوں پر تو اس کی مخصوص عنایتیں اور شفقتیں بارش کی طرح برسنا شروع ہو جاتی ہیں۔ راقم الحروف نے اپنی کتاب

Marfat.com

''حضورِ قلب'' میں بندے اور خدا کے تعلقات کو قائم کرنے کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پوری مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم کرنے کے لائق صرف انسان کی ذات ہی ہے اور اس کو اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ خدا اس سے اور وہ خدا سے اپنی دوستی قائم کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے دوستی کے لئے تمام لوازمات کی تکمیل کی اور پھر اسے کہا کہ تمہیں میں نے اپنے لئے پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے بھی یہ لازم ہے کہ اپنی دنیاداری کے کام کاج سے فارغ ہو کر میری طرف راغب ہو جاؤ۔ ''فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ'' (یعنی جب تم اپنے فرائض سے فارغ ہو جاؤ تو (حسب معمول) عبادت میں لگ جاؤ اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جاؤ۔ سورۃ الم نشراح: ۷۔۸)۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ''وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا'' (اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ المزمل: ۸)۔ اس کے علاوہ اپنے خاص الخاص بندوں کو فرماتا ہے کہ تم ہر وقت، تجارت اور کاروبار میں بھی میری یاد کو قائم رکھو اور کسی کی طرف سوائے واجبی دھیان کے زیادہ دھیان نہ دو۔ جیسا کہ فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ (النور: ۳۷)	مردانِ خدا کو غافل نہیں کرتی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے سے۔

حضرت بہاء الدین نقشبندؒ نے فرمایا کہ میں نے منیٰ کے میدان میں ایک ایسے نوجوان کو دیکھا جو تقریباً ۵۰ ہزار اشرفی کی خرید و فروخت (تجارت) کر رہا تھا اور اپنے کام میں سخت انہماک رکھے ہوئے تھا مگر میں نے دیکھا کہ اس کا دل خدا کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ تھا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک لمحہ کے لئے ان کا دل خدا کی یاد سے غافل ہو جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ مرتد ہو گئے۔

Marfat.com

حفظِ مراتب ہر دو جہاں میں قائم رہتا ہے، یعنی جس طرح دنیا کے لوگوں کے درجات اور مراتب ہوتے ہیں اسی طرح اللہ کے بندوں کے بھی مراتب ہوتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ جو لوگ اللہ کے ذکر اور عبادت میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ان کے لئے اللہ کا حکم ہے کہ ''فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ'' (یعنی تم جہاں اور جدھر بھی منہ کرو گے تو اللہ کے جلوؤں کو دیکھو گے۔ البقرہ: ۱۱۵)۔ ایسے لوگوں کو ولی اللہ یعنی اللہ کے دوست کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو مانتا ہے کیونکہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ فرائض کے بعد نوافل میں کثرت سے مصروف رہنے والوں کا میں ہاتھ، پیر اور زبان بن جاتا ہوں۔ الحدیث (بخاری رقم الحدیث ۶۵۰۲)

دیکھا گیا ہے کہ لوگ اس دنیا کے کاموں کے لئے اس قدر انہماک رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ تو دنیا ہی ملتی ہے اور نہ دین یعنی ''خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ'' (دنیا میں بھی خسارہ اور آخرت میں بھی خسارے میں رہتے ہیں۔ الحج: ۱۱)۔ دنیا میں خسارہ اس لئے کہ اگر چہ وہ کافروں کی طرح مالِ دنیا سے وافر حصہ کما لیں، لیکن اللہ ان سے راضی نہیں ہوتا جس طرح اللہ تعالیٰ کافروں سے بھی راضی نہیں ہوتا۔ انہیں مالِ دنیا دینے کے باوجود مصائب اور پریشانیوں میں گرفتار رکھتا ہے (کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے)۔ اس لئے بہتر بات یہی ہے کہ اس دنیا میں جتنا چاہو کماؤ، لیکن اللہ کی یاد سے غافل نہ رہو اور مال کو صحیح مقام پر خرچ کرو۔ اگر دیکھا جائے تو نماز ادا کرنے میں تقریباً ۴۰/۳۵ منٹ درکار ہوتے ہیں اور اگر اتنی سی بات کے لئے وہ دنیا کی مصیبتوں کو مول لیتا ہے اور خدا کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتا تو اس کے لیے اس دنیا میں بھی خسارہ ہے اور آخرت میں بھی خسارہ رہے گا۔ نماز و روزہ کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی رزق میں برکت پیدا فرما دیتا ہے۔ پھر کیوں ایسا کام نہ کیا جائے کہ دنیا اور دین دونوں سنور جائیں۔ اب دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات بیان کئے جائیں گے۔

Marfat.com

انسان کی تخلیق اور اس کی غرض و غایت

قِصّہٗ آدم کا خلاصہ

قِصّہٗ آدم بہت ہی دلچسپ، رنگین اور اللہ تعالیٰ کے حسین شاہکاروں کا بہترین نمونہ ہے۔ اس قصے کی عمیق گہرائیوں پر تو کیا، اس کو طائرانہ نظر سے بھی بیان کرنا ایک طویل داستان کا حامل ہوگا۔ کافی اختصار کی کوشش کے باوجود یہ بیان چند صفحات پر محدود نہیں رہ سکتا۔ اس قصے کو یہاں اس لئے بیان کیا جا رہا ہے کہ اس کی مختصر سی تفصیل کا علم ہونا ہر شخص کے لئے ضروری ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بھی پانچ سے زیادہ مقامات پر اس قصے کا ذکر کیا گیا ہے۔ (جس کے چند اقتباسات اس تحریر میں دیئے جائیں گے) جو شخص قصہ آدمؑ سے نابلد ہے تو گویا اسے اپنے ہی مقام سے ناشناسائی ہے اور وہ اپنے اندر مخفی اسرار کے خزانوں کے علم سے ہی محروم ہے۔ قصہ آدمؑ پر ایک مختصر بیان ملاحظہ فرمائیں۔

روایات میں ہے کہ جب کائنات میں کچھ نہ تھا تو خدا تھا، مگر اس کو پہچاننے والا کوئی نہ تھا کیونکہ اس وقت کوئی مخلوق موجود نہ تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اپنی خوبیوں کے ساتھ پہچانا جائے۔ غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات چونکہ ازلی ہیں چنانچہ اس وقت جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی صفات اس میں موجود تھیں لیکن مخلوق کے نہ ہونے کی وجہ سے ان صفات کا اظہار نہیں ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ احساس تھا کہ وہ رازق ہے۔۔۔ مگر رزق کسے

Marfat.com

دے؟ وہ رحیم ہے --- مگر کس پر رحم کرے؟ چنانچہ اس نے دنیا بنانے کا ایک پروگرام مرتب کیا اور پھر فرمایا کہ ''کُن'' (یعنی ہو جا)۔ اس کے حکم کرنے کے فوراً بعد ہی اس پروگرام کی ابتدا شروع ہو گئی اور جب تک کائنات ہے ''کُنْ فَیَکُوْنُ'' کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی اور اس وقت تک دنیا بنتی اور بگڑتی رہے گی۔ علامہؒ نے فرمایا۔

یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

پیدائشِ آدم علیہ السلام

ترمذی اور ابوداؤد کی روایات میں مذکور ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کیلئے مختلف قسم کی مٹی (سیاہ، سرخ، سفید، نرم، سخت، کھاری، عمدہ، خراب وغیرہ) کو جمع کیا اور اس کو پانی سے گوندھ کر خمیر تیار کیا۔ سورۃ الحجر میں ہے کہ انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو کہ اصل میں بدبودار گارا تھا۔ فرشتوں نے اور سب سے زیادہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کام میں حصہ لیا کیونکہ ان کو بتایا گیا تھا کہ انسان سے فرشتوں کو بہت زیادہ فیوض حاصل ہوں گے۔ حضرت عبدالعزیز دباغؒ نے ''خزینۃ المعارف'' المعروف بہ ''اِلا بریز'' میں لکھا ہے کہ فرشتوں اور جنوں نے دس دن میں مٹی کو جمع کیا، بیس دن تک اس کو پانی میں چھوڑے رکھا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کا خاکہ مٹی سے منتقل ہو کر جسمیت کی طرف آ گیا۔ یہ تمام کام تین ماہ یعنی رجب، شعبان اور رمضان میں مکمل ہوا۔ پھر اسے جنت کی طرف لایا گیا اور جنت میں ہی ان میں روح پھونکی گئی۔ جس مٹی سے آدمؑ کو پیدا کیا گیا، اس کے قریب کی مٹی سے حیوانات و نباتات وغیرہ بھی پیدا کئے گئے۔ آدمؑ کی قریب (بالکل ساتھ) کی مٹی سے انگور، زیتون، کھجور اور انجیر بھی پیدا کئے۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے لئے تیار کردہ مٹی کو وہاں

Marfat.com

پر رکھوایا جہاں آج کل خانہ کعبہ ہے۔ اس پر چالیس دن بارش ہوئی، انتالیس دن غم و رنج کا پانی برسا اور ایک دن خوشی کا! جب یہ مٹی خشک ہوئی تو کھنکھنانے لگی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس مٹی کو مکہ اور طائف کے درمیان وادیٔ نعمان میں عرفات کے پہاڑ کے قریب رکھا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے دستِ قدرت سے آدم علیہ السلام کا قالب بنایا اور اس کو وہ صورت عطا کی جو فرشتوں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ فرشتے تعجب سے آدم علیہ السلام کے آس پاس پھرتے تھے اور آپ کی خوبصورتی سے حیران تھے اور کیوں نہ ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر ہی بنایا تھا۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ ہم اگر کوئی چیز بنائیں تو اس میں ہماری شخصیت نظر آتی ہے۔

تراشیدم صنم بر صورتِ خویش　　بشکلِ خود خدا را نقش بستم

(میں بتوں کو اپنی صورت پر تراشتا ہوں، اور خدا کا نقش باندھتا ہوں تو اپنی صورت پر۔)

روایات میں ہے کہ انسان کی روح کو جب داخل ہونے کو کہا گیا تو وہ ڈرنے لگی اور اس تاریک مقام میں گھسنے سے گھبرانے لگی۔ اس پر نور محمدی ﷺ کو آدم علیہ السلام کے اندر داخل کیا گیا تو یہ روح بلا جھجک داخل ہوگئی۔ روایات میں ہے کہ جب مٹی کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لئے جمع کرنے لگے تو زمین نے فرشتوں کو مٹی دینے سے انکار کر دیا کہ وہ انسان کا جسم بننے کیلئے تیار نہیں۔ زمین کی اس منت سماجت کو سن کر فرشتے واپس آجاتے۔ آخر کار عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا گیا تو انہوں نے زمین کی ایک نہ سنی اور زبردستی مٹی اٹھا کر لے آئے۔ (کہا جاتا ہے کہ عزرائیل علیہ السلام کو بندوں کی روحیں قبض کرنے پر اسی لئے متعین کیا گیا ہے کہ وہ کسی کے رونے دھونے کی پرواہ نہیں کرتے اور جان قبض کر کے لے جاتے ہیں۔)

حضرت آدم علیہ السلام میں جب روح ڈالی گئی تو اسماء کا مشاہدہ اس وقت ہوا جب آپ نے اپنا ایک پاؤں زمین پر رکھا اور دوسرے پاؤں کا گھٹنا زمین پر ٹیکے ہوئے تھے۔

Marfat.com

آپ اس قدر کمزور تھے کہ آپ کا اٹھنا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ جب روح کمر تک پہنچی تو آپ نے اٹھنا چاہا لیکن گر پڑے کیونکہ ٹانگوں تک ابھی روح داخل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے فرمایا

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء:۳۷) انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔

جب آپ کو اسماء کا مشاہدہ حاصل ہوا تو آپ کی زبان سے اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ نکلا۔ اس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے قوت عطا فرمائی جس نے آپ سیدھے کھڑے ہو گئے اور جنت میں چلنے لگے۔ جہاں چاہتے جاتے۔ جنت میں چلنے پھرنے لگے تو حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جا کر ان کو سلام کہو اور سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ تب آدم علیہ السلام نے وہاں جا کر السلام علیکم کہا۔ فرشتوں نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ سے جواب دیا۔ ارشاد ہوا کہ یہی الفاظ تمہاری اولاد کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے مولا! میری اولاد کون ہے؟ تب ان کی پشت پر دست قدرت پھیر کر ساری انسانی روحیں نکالیں اور آدم علیہ السلام کو دکھائی گئیں اور ان میں سے کافر، مومن، منافق، قطب اولیاء اور انبیاء دکھائے گئے "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ الاعراف:۱۷۲) کا ذکر الگ بیان ہو چکا ہے۔ (احادیث)

جنت میں آدمؑ کو خلافت عطا ہونا

اس کائنات کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فخر کونین محمد مصطفےٰ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اور آپ کے نور سے ۱۸۰۰۰ (اٹھارہ ہزار) انواع کی مخلوقات کو پیدا فرمایا اور سب سے ۔ضرت آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ مختلف جگہوں کی مٹی اور پانی سے تیار کروایا۔ اللہ ۔ نے خود اپنے ہاتھوں سے آدمؑ کو اپنی ہی شکل پر پیدا کیا۔ ابلیس جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودیاں حاصل کر چکا تھا، اس وقت "مُعَلِّمُ الْمَلَكُوْتِ" تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور جنات کو بلا کر آدمؑ کو تخلیق کرنے اور ان کو اپنا نائب (خلیفہ) بنانے کا تذکرہ کیا اور حکم دیا کہ جب

Marfat.com

میں آدمؑ میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اسے سجدہ کر دینا (کیونکہ آدمؑ کی ذات سے تمہیں بے شمار روحانی فیوض حاصل ہوں گے)۔ فرشتوں نے نہایت ادب سے عرض کی کہ یہ خاک کا پتلا دنیا میں خون خرابہ اور اخلاقی آلودگیوں میں مبتلا ہوگا (اس لئے آپ کی خلافت کا حقدار نہیں ہوسکتا)، انہوں نے عرض کیا کہ ہم فرشتے تو ہر وقت تیری فرمانبرداری اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں (اس کی) وہ (خوبیاں) جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ میں اپنی روح پھونکی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور انہیں ایک چھینک آئی۔ اس چھینک آنے پر آپ نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہا۔ کچھ دیر میں آپ ''اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے کہنے پر آپ نے فرشتوں کو سلام کیا۔ فرشتے اس بات کو دیکھ کر حیران ہو گئے کہ آدمؑ تو پیدا ہوتے ہی ذکر اور شکر میں مشغول ہو گئے ہیں لہٰذا یقیناً یہ کوئی خاص انعام یافتہ مخلوق ہے۔

فرشتوں کا وجد

فرشتوں کی تسلی کے لئے کہ اس مخلوق کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ عین درست ہے، اللہ تعالیٰ نے کچھ اشیاء مثلاً سورج، چاند، ستارے، درخت، سبزیاں وغیرہ کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تم خود کو آدم سے بہتر خیال کرنے میں سچے ہو تو ان اشیاء کے نام بتلاؤ۔ فرشتوں کو صرف ان باتوں کا ہی علم ہے جو ان کو سکھائی گئی تھیں مثلاً تسبیح، ذکر، تکبیر، رکوع، سجود وغیرہ۔ انہوں نے ان اشیاء کے نام بتانے سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور اپنے دعوے پر معذرت پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی تخلیق کی بلندی کچھ اس انداز پر متعین کی تھی کہ ان کے دماغ میں ابداع وایجاد، تحقیق اور علم الاسماء کا مادہ کوٹ کوٹ کر ڈال دیا گیا تھا (جس طرح مرغی کے بچے کو انڈے میں سے نکلتے ہی ٹھونگیں مارنے کا علم دیا گیا ہے) چنانچہ آدم علیہ السلام نے سب چیزوں کے نام بتلا دیئے۔ جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا علم

Marfat.com

دیکھا تو وجد میں آ گئے اور حکم الٰہی کے مطابق آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیا (اس سجدے کی مدت کافی لمبی تھی) مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ جب فرشتوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا ہے اور اس کی شکل بھی مسخ کر دی گئی ہے۔ (اس دنیا میں بھی گستاخوں اور نافرمانوں کی شکلیں کسی حد تک مسخ کر دی جاتی ہیں)۔ فرشتوں نے ایک اور سجدہ شکرانے کے طور پر ادا کر دیا۔ (چنانچہ ہماری نماز میں دو سجدے اسی لئے رکھے گئے ہیں۔)

اِنکارِ ابلیس

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو بجائے اپنی غلطی اور سرکشی کو تسلیم کرنے کے اس نے کہا کہ میرا ناری وجود آدمؑ کے خاکی وجود سے افضل ہے، اس لئے میں آدمؑ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔

ابلیس کو اِس نافرمانی پر جنت سے نکل جانے کا حکم ہوا اور اس کا شمار کافروں میں کیا جانے لگا اس میں شرعی اختلاف ہے۔ لیکن جنت سے نکلنے کے وقت اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے خدائے بزرگ و برتر اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے دے تو میں تیرے ان بندوں کو جن کی خاطر تو نے مجھے رسوا کر کے جنت سے نکالا ہے، گمراہ کر دوں گا اور تو دیکھے گا کہ محض چند بندوں کے سوا باقی سب (زمین پر جا کر) تیری نافرمانی پر کمر بستہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا تجھے مہلت دی گئی، مگر میرے مخلص بندوں پر تیرا ذرہ برابر بھی زور نہیں چلے گا اور جو تیری گمراہ کاریوں میں آ جائیں گے میں ان سب کو تیرے ساتھ دوزخ میں دھکیل دوں گا۔

جنت سے خروج

حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے جنت میں بی بی حوا کو پیدا فرمایا اور ان کو آدم علیہ السلام کی خواہش کے مطابق جنت میں رہنے کا ساتھی بنا دیا۔ دونوں کو حکم دیا کہ جنت کے تمام میوے کھائیں مگر اس (گندم کے) درخت کے

Marfat.com

نزدیک نہ جائیں۔ابلیس نے جنت میں آدمؑ سے (دیوارِ جنت سے باہر کھڑے ہوکر) کہا کہ اے آدمؑ مجھے آپ سے بہت ہمدردی ہے اور رحم بھی آتا ہے کہ خدا نے آپ کو اس شجرِ خلد (گندم) سے محروم کر دیا ہے حالانکہ اس درخت کے کھانے میں یہ تاثیر ہے کہ تم اسے کھا کر یا تو فرشتے بن جاؤ گے یا ہمیشہ ہمیشہ جنت کے باسی بن جاؤ گے۔ابلیس قسمیں کھانے لگا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور اصرار کیا کہ اس درخت کو چکھ لو۔آدم علیہ السلام نے اس کی بات نہ سنی تو اس نے حضرت بی بی حوا کو اس بات پر رضا مند کر لیا کہ اس شجر خلد کو کھا لیں۔ حضرت حوا نے خود کھایا اور آدم علیہ السلام کو بھی اس کے کھانے پر رضا مند کر لیا۔جونہی دونوں نے اس درخت کو چکھا تو جنت کا لباس ان کے جسموں سے اتر گیا اور وہ جنت کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ندا فرمائی کہ اے آدمؑ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہ فرمایا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ یہ شیطان تم دونوں کا دشمن ہے؟ آدم علیہ السلام نے شرم سے سر کو جھکا دیا اور عرض کیا:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ (الاعراف:۲۳)	(دونوں نے عرض کیا) اے ہمارے پروردگار ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشش فرمائے تو ہمارے لئے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اب تم زمین پر جاؤ اور اگر وہاں تم اور تمہاری اولاد نیک عمل کرے گی تو پھر دوبارہ جنت الفردوس عطا کر دی جائے گی۔دنیا میں تم شیطان کی فریب کاریوں سے بچتے رہنا۔

مذکورہ بالا دانہ کھانے کے بعد آدم علیہ السلام کو سراندیپ (جنوبی ہند) کی پہاڑیوں میں اور حضرت حوا کو جدہ میں اتار دیا گیا۔تین سو سال آہ وزاری اور توبہ واستغفار کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی اور دونوں کی ملاقات عرفات کے میدان میں ہوئی۔اس کے

Marfat.com

بعد اس دنیا میں ان کی نسل کی افزائش ہوئی اور وہ ہوا جو آپ نے سنا اور دیکھا۔ علامہ اقبالؒ نے ابلیس کے گمراہ کن حربوں کا ذکر اپنے کلام میں دلچسپ انداز سے کیا ہے جس کے لئے کلیاتِ اقبالؒ کا مطالعہ کیا جائے۔

اس واقعہ میں ہمیں جو سب سے بڑا سبق دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ شیطان کو چونکہ جنت سے رسوا کر کے نکالا گیا تھا، اسلئے وہ جیسا کہ قرآن میں وارد ہوا ہے یہ چاہتا تھا کہ اولاد آدمؑ کو لالچ، ہوس اور حرص کی چکی میں پیس دے اور ان کو مال و جان، اولاد، عزت و جاہ کا فریب دے کر گمراہ کرتا رہے۔ وہ سب کچھ اس لیے کرنا چاہتا تھا کہ لوگ خدا کی یاد سے غافل ہو جائیں۔ آئندہ اوراق میں اس واقعہ کی کچھ تفصیل بیان کی جا رہی ہے تاکہ اس معاملے کا لوگوں کو مکمل علم ہو سکے اور وہ شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچ سکیں۔ اس بیان کے آخر میں چند وہ مفید باتیں بھی درج کی گئی ہیں جن کی وجہ سے شیطان کے حربوں سے بچنے کی راہ آسان ہو جائے۔ اگر اس تحریر کا بغور مطالعہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ شیطانی حملوں سے محفوظ نہ رہا جا سکے۔ ''وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ''۔

قرآن میں قصہ آدمؑ کا ذکر

قران کی یہ خوبی ہے کہ جو چیز زیادہ اہم ہو۔ اس کو قرآن میں بار بار بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن میں قصہ آدمؑ کا تفصیلی ذکر پانچ بار آیا ہے چونکہ یہ تفصیل کافی طویل ہے اس لئے ہر بیان کے خصوصی نکات ہی بیان کئے جائیں گے۔

ا۔ پہلی بار سورۂ بقرہ میں آیت نمبر ۳۰ سے لیکر ۳۹ تک تخلیقِ آدمؑ کی تفصیل کم و بیش وہی ہے جو ''قصہ آدمؑ کا خلاصہ'' کے عنوان کے تحت بیان کی جا چکی ہے۔

۲۔ دوسری بار یہ قصہ سورۃ الاعراف میں آیت نمبر ۱۱ سے لے کر ۲۷ تک بیان ہوا ہے۔ اس میں ابلیس کا قول ہے ''اے خدایا تو نے مجھے اپنی رحمت سے مایوس کر دیا ہے تو اب میں

Marfat.com

ضرور انسانوں کو گمراہ کرنے کیلئے ان کی تاک میں بیٹھوں گا اور پھر میں ضرور آؤں گا ان کے پاس (بہکانے کیلئے) ان کے آگے سے انکے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور بائیں طرف سے اور تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔'' چنانچہ اس کو جنت سے ذلیل کر کے نکال دیا گیا اور آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کو جنت میں رہنے کیلئے حکم دیا گیا اور ایک خاص درخت کے پاس جانے سے روک دیا۔ اس کے بعد پورا قصہ قرآن میں بیان کیا گیا اور آخر میں اولادِ آدم کو شیطان سے خبردار رہنے کیلئے کہا گیا ہے۔

٣۔ تیسری بار سورۃ الحجر میں آیت نمبر ٢٦ سے لے کر آیت نمبر ۴۴ تک قصہ آدمؑ کا ذکر ہوا ہے۔ ان آیات میں ابلیس کا یہ قول موجود ہے کہ اس نے رب تعالیٰ سے یہ کہا کہ میں برے کاموں کو زمین والوں کیلئے ضرور خوشنما بنا دوں گا اور ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو، ان بندوں کے سوا جنہیں ان میں سے چن لیا گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر:۴١)	اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مخلص لوگوں کا راستہ ہی میری طرف آنے کا راستہ ہے اور میرے ایسے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا۔

۴۔ چوتھی بار سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ٦١ سے لے کر آیت نمبر ٧٠ تک آدمؑ کے قصہ کو بیان کیا گیا ہے۔ آیت نمبر ٦٢ میں ہے کہ ابلیس نے کہا ''اے اللہ تعالیٰ مجھے بتا کہ آدمؑ کو کیوں تو نے فضیلت دی ہے؟ اگر تو مجھے مہلت دے قیامت تک تو میں جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو چند افراد کے سوا'' ''لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا'' اس کی اس بات پر فرمایا گیا کہ:

Marfat.com

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ○ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ط وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ. (بنی اسرآءیل:۶۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جا چلا جا، (جو مرضی ہو کر، سو جو اس میں سے تیری پیروی کرے گا تو بیشک تم سب کی پوری پوری سزا جہنم ہے اور گمراہ کرنے کی کوشش کر جن کو تو گمراہ کر سکتا ہے ان لوگوں میں سے اپنی آواز (کی فسوں کاری) سے اور ان پر حملہ کرا اپنے گھوڑسواروں اور پیادہ دستوں کے ساتھ اور شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور اولادمیں اور ان سے (جھوٹے) وعدے کرتا رہ اور وعدہ نہیں کرتا ان سے شیطان مگر مکروفریب کا (یاد رکھ) جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکتا (ذرا برابر بھی)۔

۵۔ <u>پانچویں بار</u> قصہ آدم سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۶ تا ۱۲۷ میں بھی بیان کیا اور ان آیات کی ابتداء میں اس بات کو واضح کر دیا کہ: •

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ:۱۱۵)

اور ہم نے حکم دیا تھا آدم کو اس سے پہلے (کہ وہ اس درخت کے قریب نہ جائیں) سو وہ بھول گیا اور نہ پایا ہم نے (اس لغزش میں) اس کا کوئی قصد۔

اس کے بعد اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ابلیس کی دشمنی سے خبردار کر دیا تھا کہ کہیں وہ ان کو جنت سے نکال کر مصیبت میں نہ ڈال دے اور بتایا کہ جنت میں تو نہ بھوک اور نہ ننگ ہے اور نہ پیاس ہے اور دنیا میں سراسر مشقت ہے۔ ابلیس نے وسوسے ڈال کر شجر خلد کھلا دیا اور جنت سے نکلوا دیا۔ سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۲۴ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ جس نے میری یاد (نماز و روزہ وغیرہ) سے منہ پھیرا تو اس کیلئے زندگی کا جامہ تنگ کر دیا جائے گا اور قیامت میں اندھا اٹھایا جائے گا۔

Marfat.com

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ:۱۲۴)

اور ایسا شخص کہے گا کہ الٰہی مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے جبکہ میں دنیا میں بینا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں تمہارے پاس ہماری نشانیاں آئی تھیں سو تو نے ان کو بھلا دیا اور آج اسی طرح تجھے فراموش کر دیا جائے گا۔

اِن آخری آیات میں صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ میری یاد سے غافل رہیں گے تو ان کو طرح طرح کے عذاب اور مصائب پہنچتے رہیں گے۔ کبھی مال و دولت کی بہتات ہی عذاب بن جاتا ہے اور کبھی غربت کسی کی ذلت کا باعث ہوتی ہے۔ بیماریاں، مقدمہ بازی، آفات، نقصانات، بے چینیاں عموماً ان لوگوں کو پہنچتی ہیں جو خدا کی بغاوت پر آمادہ رہتے ہیں۔

روحوں کا وعدۂ الست

وعدۂ الست سے پہلے روحیں اپنے مقامات میں تھیں اس وقت تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے متعلق اللہ کا کیا ارادہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قبائے ازلی کو ظاہر کرنا چاہا تو اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دیا اور تمام روحیں جمع ہوگئیں۔ ان میں وہ کیفیت پیدا ہوگئی جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کرنے سے پیدا ہوگی۔ روحوں کے جمع ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اپنا بلا کیف خطاب فرمایا اور کہا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ الاعراف:۱۷۲) اہل سعادت نے خوشی خوشی اپنے رب کے حکم کا جواب دیا اور " بَلٰى " کہا جس طریقے سے تمام روحوں نے جواب دیا ان کی کیفیت اسی کے مطابق ہوگئی۔ نیک اور بد میں امتیاز ہوگیا۔ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فلاں کا تعلق فلاں سے ہوگا اور فلاں سے کٹ جائے گا۔ بدبخت روحوں نے جب اللہ کا خطاب سنا تو وہ کبیدہ خاطر ہوگئیں اور بادلِ ناخواستہ جواب دیا۔ وہ اس طرح بھاگیں جس طرح شہد کی مکھیوں کو دھونی دی جائے تو دوڑتی ہیں۔ اس لئے انہیں ذلت اور خواری حاصل ہوئی۔ ان کے نور تاریک ہوگئے۔ اس وقت سے

Marfat.com

مومن اور کافر میں امتیاز ہوگیا اور برزخ میں روحوں کے مقام کا تعین کر دیا گیا۔ اس سے پہلے روحیں جہاں چاہتی تھیں قیام کر لیتی تھیں۔ اہل مشاہدہ ان روحوں کو اب بھی الگ الگ دیکھ سکتے ہیں۔ جن روحوں نے خطابِ الٰہی کا جواب نہ دیا ان کو محروم کر دیا گیا۔ یہ شہادت اس لئے طلب کی گئی کہ کل قیامت کے روز کافروں کی روحیں یہ نہ کہیں کہ ہم نے اپنے والدین کی پیروی کی وجہ سے شرک کیا اور یہ نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان باطل پرستوں کے سبب ہلاک کیا ہے۔ (الابریز)

حضرت حوّاؑ کی پیدائش

حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تنہا رہتے اور تمنا کرتے کہ میرا کوئی ہم جنس ہو۔ دوسرے جمعہ کے دن جب آپ سو رہے تھے تو فرشتوں نے حضرت کی بائیں پسلی چاک کی جس سے آپ کو تکلیف نہ ہوئی اور اس سے آناً فاناً ایک نہایت خوبصورت عورت نکلی۔ تفسیر عزیزی میں کافی طویل گفتگو نقل کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی گواہی پر ان کا نکاح ہوا اور حق مہر کے عوض بیس بار درود شریف پڑھا گیا (مواھب لدنیہ نیز نشر الطیب از تھانوی ص ۱۴)۔ کچھ روایات میں ہے کہ آپ کی پسلی میں درد ہوا اور آدمی کے سر جتنا ایک پھوڑا بن گیا اور یہ پھٹ کر ایک چھوٹا سا ڈھانچہ زمین پر گر گیا جس کی نشوونما ہوتی رہی اور دیکھتے ہی دیکھتے بی بی حوا کا یہ ڈھانچہ بہت جلد بڑا ہو گیا اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کلام کرنا شروع کر دیا۔

حوا کا لفظ ''حیّ'' سے بنا ہے جس کے معنی زندہ کے ہیں۔ چونکہ یہ زندہ انسان سے پیدا ہوئیں اور ہر زندہ انسان کی والدہ ہیں اس لئے حوا کہلائیں۔ حوا کا لفظ حوط سے بھی کہا جاتا ہے، حوط کے معنی سرخی مائل سیاہی ہے اور حوا کے ہونٹوں کا رنگ بھی ایسا ہی تھا۔ انکا قد ۶۰ ہاتھ تھا، انکی عمر ۹۷۰ سال تھی۔ آدم علیہ السلام کے بعد ساڑھے ساٹھ سال زندہ رہیں (روح البیان)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت حواؑ کو زیوروں سے آراستہ کیا گیا۔ آدم و حوا دونوں کو جنت میں پہنچایا گیا تا کہ انہیں وہاں کے انوار سے سیراب کیا جائے۔ وہاں عام میوہ جات کے کھانے کی اجازت تھی مگر صرف ایک درخت سے منع کیا گیا تھا۔

فرشتے

ملک کا مادہ ''اُلُــــوْکَۃٌ'' ہے جس کے معنی ارسال کرنا ہے، ملوکہ کے معنی پیغام بھیجنا ہے اور ملائکہ کے معنی قاصد ہیں۔ بعض کم فہم لوگوں نے فرشتوں کا انکار کیا اور کہتے ہیں فرشتوں سے مراد نیک آدمی، قوائے عالم یا ملکۂ نبوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرشتے انسانوں اور جنوں سے الگ ایک مستقل مخلوق ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بڑے امور اور احکامِ قدرت کی تدبیر اور تنفیذ کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ معصوم ہیں اور گناہوں سے پاک ہیں کیونکہ ان کو نفسانی خواہشات کا مادہ نہیں دیا گیا۔ خواہشات کی مخالفت کی وجہ سے چونکہ درجات بڑھتے ہیں اس لئے جو فرشتہ جس درجے پر بھی فائز کیا گیا ہے، قیامت تک اسی درجے پر فائز رہے گا۔ ان کا وجود سراسر نور ہے۔ اس لئے ظلم، فساد اور فتنہ ریزی پر انکو ملکہ حاصل نہیں۔ یہ اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں اور اس سے بالکل نہیں تھکتے۔ بیضاوی میں ہے کہ یہ اپنی لطافت کی وجہ سے اپنی شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ (نعیمی)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ کُل انسان جنوں کا ۱۰/۱ حصہ ہیں اور خشکی کے جانوروں کا ۱۰/۱ حصہ اور دریائی جانوروں کا اور زمین کے فرشتوں کا اور علی الترتیب پہلے آسمان کے فرشتوں سے لے کر ساتویں آسمان کے فرشتوں اور کرسی کے فرشتوں اور عرش اعظم کے چھ لاکھ پردوں میں سے ہر پردے کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب عرش اعظم کے فرشتوں کے آگے ایسے ہیں جیسے دریا کے مقابلے میں قطرہ، ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔

Marfat.com

فرشتوں کی اقسام

فرشتوں کی قسمیں بہت ہیں، مثلاً عرش کو اٹھانے والے، اس کے گرد گھومنے والے، جلیل القدر فرشتے (جبرائیلؑ وغیرہ)، مقرب فرشتے، جہنم و جنت کے فرشتے، انسانوں کی حفاظت کرنے والے، اعمالنامہ لکھنے والے، امور دنیا کے فرشتے، پانی برسانے والے، بچہ بنانے والے، انسانوں کی مدد کرنیوالے فرشتے، وغیرہ وغیرہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی جنگل میں پھنس جائے تو آواز دے۔ ''اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَاللّٰہِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ'' (اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اللہ تم پر رحم کرے)۔

حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک میں روح پھونکنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے گفتگو کی کہ میں دنیا میں ایک خلیفہ (نائب) مقرر کرنا چاہتا ہوں اور جب میں ایسا کروں تو تم اسے سجدہ کر دینا۔

سجدۂ آدمؑ کی غرض کیا تھی

حضرت ابن عباسؓ کی روایات میں ہے کہ یہ سجدہ نہ تھا بلکہ صرف جھکنے کا اظہار تھا۔ امام آلوسیؒ نے بھی یہی لکھا ہے۔ بعض مفسرین کا خیال تھا کہ یہ سجدۂ توجہ تھا اور زمین پر سر رکھ دینا تھا اور آدم علیہ السلام مسجود الیہ تھے چنانچہ قرطبی نے لکھا کہ اللہ کا فرمان تھا کہ ''اُسْجُدُوْا لِیْ مُسْتَقْبِلِیْنَ اِلٰی وَجْہِ اٰدَمَ'' (یعنی اے فرشتو! آدم کی طرف چہرہ کر کے مجھے سجدہ کرو)۔

بیضاوی نے لکھا ہے کہ بیشک آدم علیہ السلام تمام فرشتوں سے علم کی وجہ سے افضل تھے کیونکہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی فضیلت کے اعتراف کے طور پر تھا۔ اور انہوں نے آدم علیہ السلام کے متعلق جو خیال آرائیاں کی تھیں اس کی معذرت کے طور پر سجدہ کرنے کا حکم تھا۔ لیکن اگر سجدۂ توجہ خیال کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور آدم علیہ السلام قبلہ بنائے گئے تھے مگر یہ دلیل ضعیف ہے کیونکہ اس میں آدم علیہ السلام کی فضیلت واضح نہیں ہوتی۔ جب کسی کو

Marfat.com

مسجود الیہ مان لیا جائے تو مسجود الیہ کا ساجد سے افضل ہونا ضروری نہیں جیسے کعبہ حضور ﷺ کا قبلہ تھا مگر آپ درجے میں کعبے سے افضل تھے۔ (حضور ﷺ کی قبر مبارک کے وہ ذرات جو آپ ﷺ کے جسم کے ساتھ مس ہیں ہر چیز سے افضل ہیں حتٰی کہ عرش سے بھی افضل ہیں۔ مدارج النبوت۔)

قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی تعظیم وتکریم اور اظہار فضیلت کے لئے تھا۔ ابنِ جریر اور صاحب معالم التنزیل نے بھی یہی لکھا ہے۔ بہر کیف یہ سجدہ عبادت کا نہ تھا کیونکہ اگر یہ سجدہ خدا کو ہوتا اور آدم علیہ السلام محض قبلہ ہوتے تو شیطان اس سے انکار نہ کرتا۔ اس کے سجدہ نہ کرنے کی وجہ یہی تھی کہ اس نے خود کو آدم علیہ السلام سے بہتر سمجھا اور کہا ''اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ'' ایک اور جگہ بھی اس کا ذکر ہے کہ اس نے کہا ''هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ'' کہ یہ انسان ہے جس کو تو نے مجھ پر کرامت اور فضیلت دی (اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور اسی فضیلت کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔)

علم الاشیاء سے مراد

آدم علیہ السلام کے لیے ''عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ'' کا لفظ آیا ہے یعنی ان کو تو مکمل علم دیا گیا لیکن فرشتوں سے کہا کہ چلو تم ان چیزوں کی خبر ہی دے دو۔ یہاں ''اَنْبِـُٔوْنِیْ'' کا لفظ آیا ہے جو ''عَلَّمَ'' سے ادنیٰ ہے۔ آدم علیہ السلام کیلئے ''اَسْمَآءَ کُلَّهَا'' تھا یعنی تمام چیزوں کے نام اور فرشتوں کے لیے ''بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ'' کہا گیا یعنی جو چیزیں سامنے ہیں ان کے نام ہی بتاؤ۔

''اَسْمَآءِ'' اسم کی جمع ہے جس کے معنی وہ لفظ یا علامت ہے جس سے کوئی چیز پہچانی جائے۔ علماء نے اس سے مراد ملائکہ کے نام یا نسل آدم کے نام یا لغات کا علم یا

Marfat.com

اسمائے الٰہی کا علم لیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے ''عَلِمَ مَا کَانَ وَمَایَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ'' یعنی ان تمام اشیاء کا علم جو اس وقت کائنات میں تھیں اور قیامت تک آنیوالی تھیں، مراد لیا ہے۔

قرطبی نے ''اَسْمَآءِ'' کے علم سے مراد ہر چھوٹی بڑی چیز کا علم لکھا ہے۔ احادیث میں اس سے مراد ہر شئے کا علم لیا گیا ہے۔

''عَلَّمَ'' کا معنی آہستہ آہستہ علم دینا ہے۔ آدم کو ایمانیات کا علم ان کی پیدائش سے پہلے ہی دیا گیا تھا۔ جیسے کہ مرغی کا بچہ انڈے سے باہر نکلتے ہی ٹھونگیں مارنا شروع کر دیتا ہے یا انسان کا بچہ پیدا ہوتے ہی دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی جب چھینک آئی تو آپ نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہا جس میں خدا کی ذات اور صفات کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ساقِ عرش پر ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھ لیا اور اس کا مطلب بھی سمجھ لیا۔

امام راغب اصفہانیؒ نے لکھا ہے کہ اشیاء کا صرف نام بتانا ہی کوئی کمال نہیں بلکہ آدم علیہ السلام کو ان کی صفات، خواص وافعال کی معرفت بھی عطا کی گئی تھی کیونکہ دنیا میں آ کر انہوں نے خلیفہ کے فرائض انجام دینا تھے اور محض ناموں کا جاننا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ تفسیر البیضاوی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفسِ انسانی کو مختلف اجزاء اور متفرق قویٰ سے پیدا کیا۔ اس میں یہ صلاحیت اور استعداد رکھی گئی کہ وہ طرح طرح کے مدرکات کو خواہ وہ عقل سے جانے جا سکتے ہوں یا حواس سے یا تخیل یا قوت واہمہ سے، اپنے علم میں لا سکے۔

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ انسان کے علم میں یہ ملکہ تھا کہ جس سے وہ طرح طرح کی چیزیں تیار کر سکے جیسے ریڈیو، ٹی وی، جہاز، راکٹ وغیرہ۔

علماء نے ''عَلَّمَ'' پر بہت طویل گفتگو کی ہے اور لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے علم کی حد مقرر نہیں کی جا سکتی اور اس میں بے بہا علوم شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ انسانوں کیلئے

Marfat.com

چھوڑ دیا کہ اس پر غور کریں۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم تھا اور ایک ہزار پیشوں میں خوب ماہر تھے۔ شہروں، گاؤں، جانور، پرند، چرند وغیرہ کا علم بھی شامل ہے مگر یہ سب حضور ﷺ کے علم ما کان وما یکون کے مقابلہ میں ایک قطرہ بھی نہ تھا۔

فساد کے ساتھ علم وآ گہی

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ خیر وکمال کے ساتھ نقص بھی چاہیے۔ حسن و جمال کے لئے نقص کا آئینہ درکار ہے اور آئینہ شے کے مقابل ہوتا ہے لہٰذا خیر کے لئے شر اور کمال کیلئے نقص کا آئینہ ضروری ہے۔ ہر وہ شے جس میں نقص اور شرارت زیادہ ہوگی وہ خیر اور کمال کی نمائندگی بھی زیادہ کرے گی۔ اس طرح ذم نے مدح کے معنے پیدا کر دیئے اور یہ شر، خیر وکمال کا محل بن گیا۔ اسی لئے مقامِ عبدیت تمام مقامات سے بلند ہے کیونکہ یہ معنی عبدیت میں اتم اور اکمل ہیں۔ یہ مقام محبوبوں کیلئے خاص ہے۔

اگر انسان کو فساد اور خونریزی کے ساتھ علم اور آگہی نہ دی جاتی تو وہ فساد اور ظلم کا منبع قرار دیا جاتا لیکن منشاء الٰہی تھا کہ یہ جنگ وجدال کے باوجود شر کی طاقتوں کے خلاف نبرد آزما ہوگا اور ظلم واستیصال کے خاتمہ کے لئے انقلابی جدوجہد کرے گا اور اعلائے کلمۂ حق کی خاطر جان کی بازی بھی لگا دے گا۔ جو کفر میں تیز ہوتا ہے وہی اسلام میں بھی تیز ہوتا ہے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی مخالفت پر سختی سے پیش آتے مگر ایمان لانے کے بعد کفار میں سے نازیبا حرکت کرنیوالوں کے خلاف تلوار سونت لیتے تھے۔ غازی علم دین شہید نے ایک لحظہ میں راج پال کی گردن اڑا دی۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر یہ ظاہر فرمایا کہ اے فرشتو! تم کامل عابد ہو اور انسان کامل عالم ہے۔ عابد کیلئے محراب ہے اور عالم کیلئے خلافت کا تخت وتاج ہے۔ تمہارا تعلق عالم ارواح سے ہے اور آدم کا تعلق عالم اجسام اور ارواح سے ہے۔ تمہاری عبادت جبری ہے مگر آدم کی

Marfat.com

عبادت اختیاری ہے۔ تمہاری خوراک ہی عبادت ہے اور تمہاری عبادت میں کوئی چیز حائل نہیں، مگر ان کی عبادت میں ہزاروں مشاکل، مراحل اور مشاغل حائل ہوں گے اور یہ لوگ ان سب پرلات مار کر میری اطاعت کی طرف آئیں گے۔ اس لئے ان کا ایک سجدہ تمہارے ہزاروں سجدوں سے افضل ہوگا۔ تم میں کوئی گنہگار نہ ہوگا چنانچہ انسانوں کیلئے میری شان ستاری اور غفاری ظاہر ہوگی۔ ان (انسانوں) میں بیشک شہوت اور غصہ ہوگا مگر جب یہ میرے لئے ہوگا تو بڑے بڑے نتیجے اخذ ہوں گے۔ ان کے دل میں میرا عشق ہوگا اور ابراہیم علیہ السلام جیسے عاشق، ایوب علیہ السلام جیسے صابر اور معروف کرخی، بایزید بسطامی، جنید بغدادی، ابوالحسن خرقانیؒ جیسے عارفِ کامل ہوں گے۔ یہ وہ عبادت کریں گے جو تم نہیں کرسکو گے۔ یہ بھوکے رہ کر روزہ رکھیں گے، مسافر بن کر حج کریں گے، غازی اور شہید بنیں گے، میرے قرآن کے مطابق فیصلے کریں گے، انکے ایک ایک سانس میں میرا ذکر ہوگا، میرے حبیب کے صحابی بن کر اس کے جاں نثار بنیں گے، ان کے طفیل تمہیں ہزار عبادتیں نصیب ہوں گی۔ تم میں سے کوئی وحی لے کر جائے گا اور کوئی جہاد میں شریک ہوگا اور کوئی اعمال نامے لکھے گا اور کوئی ان کی حفاظت کرے گا اور کوئی حج میں ان کے ساتھ شریک ہوگا۔

آدمؑ کا علم دیکھ کر فرشتوں کا وجد میں آنا

ابتداء میں عالمِ اجسام، عالمِ ارواح سے الگ تھا۔ عالمِ امر اور خلق میں رابطہ بھی نہ تھا۔ فرشتے اور جن ان عوالم سے بے نیاز تھے۔ حق تعالیٰ کی بہت سی صفات ابھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء تھا کہ ایسا خلیفہ بنایا جائے جو ملک کو ملکوت سے، خلق کو امر سے، ظلمت کو نور سے، غم کو سرور سے، پست کو بالا سے، رحمتِ بالا کو سکان زمین سے، ظاہر کو باطن سے ملا دے۔ اس میں ارض وارضیات، دین ودنیا، جمادات ونباتات اور حیوانات، ملکوت اور ملکوتیات سب جمع ہوں۔ یہ خلیفہ ایسا ہو کہ اپنے وجود سے رب کے وجود (پایا جانا)، اپنی

Marfat.com

وحدانیت سے رب کی وحدانیت، اپنی زندگی سے خدا کا اثبات، قدرت اور اس کا ارادہ سمع، بصر، کلام اور علم کو ظاہر کرے۔ فرشتوں کو کیا علم تھا کہ اس مٹی کے چراغ میں اللہ تعالیٰ کی نورانیت کا روغن ہوگا۔ وہ چراغ قلب کے فانوس میں ہوگا اور وہ فانوس اس کے جسم کے طاق میں ہوگا جس میں اسرارِ الٰہی کی بتی روشن ہوگی۔ اس کو عقل کا نور دیکر ''نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ'' کر دیا جائے گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی تمام صفاتِ عدل، احسان، محبت، عزت، رحمت، غلبہ، غضب اور انتقام وغیرہ ظاہر ہوں گے۔ علامہؒ فرماتے ہیں۔

تو نے یہ کیا غضب کیا، مجھ کو بھی فاش کر دیا　　　میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں

فرشتوں نے جب دریافت کیا کہ الٰہی آدم علیہ السلام میں وہ کیا ہوگا جو ہم میں نہیں۔ اس وقت تو انہیں یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ ''اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ'' (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ البقرہ: ۳۰) پھر خلیفہ میں روح ڈال کر اپنی تجلی ذاتی ڈالی اور تین قسم کے علوم دیئے۔

(۱) روحانیت اور ملکوتیات (جس کی کسی قدر فرشتوں کو بھی خبر تھی)۔

(۲) جسمانیات (جس سے فرشتے ناواقف تھے) تاکہ یہ خلیفہ دنیا میں جائے تو قدرت والا بھی ہو اور پورا عالم اس کے سامنے جھک جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار خلیفہ کی طاقت سے تھا۔

(۳) الٰہیات (جو فرشتوں کے وہم سے بھی بالا تھا) کا علم عطا کیا۔ جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے علم کی ایک جھلک دیکھی تو ان پر حالتِ وجد طاری ہوگئی کیونکہ آدم علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے فوراً بعد ہی علم الاشیاء کا مظاہرہ کیا تو ان پر ایک عجیب وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ ☆

علامہ اقبالؒ نے خاکی اور نوری مخلوق میں جو فرق بیان کیا ہے وہ ہماری تصنیف ''اسلام اور روحانیت'' میں مقام آدم کے باب میں مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

جبرئیلؑ، آدم پر رشک کرتے ہیں

انسانوں کو جو دکھ درد ملا ہے اس کا احترام انسانوں کے دلوں میں نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پاس ایک آدمی غربت کی شکایت لے کر آیا اور کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ میری غربت ختم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تیرے پاس کچھ نہ ہو اور تیرے بیوی بچے تجھ سے کھانا مانگیں اور تو کسی سے قرض بھی نہ لے سکے تو اس وقت جو تمہاری کیفیت ہوگی اس میں تم میرے لئے دعا کرنا۔ تمہاری دعا قبول ہوگی۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ مضطرب یا بے قرار رہنے والے دلوں کی دعا بہت جلد قبول فرماتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے انسان کے دکھ درد، سوز و غم اور مصائب میں رہنے والے انسانوں کی آہ و فغاں کی لذت کو محسوس کر کے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ الٰہی مجھ کو جو فرشتوں والی طاقت دی گئی ہے اور عرش میں موجود تجلیات کو دیکھنے کی طاقت اپنے اندر رکھنے کی کوئی خواہش نہیں۔ مجھے تو انسانوں جیسی لذت آہ و فغاں عطا کر۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

بنالد از مقام و منزلِ خویش ‌ ‌ ‌ بہ یزداں گوید از حالِ دلِ خویش

(جبرئیلؑ اپنے مقام و منزلت پر روتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کا حال کہتے ہیں۔)

تجلی را چناں عریاں نہ خواہم ‌ ‌ ‌ بہ نہ خواہم جز غمِ پنہاں نہ خواہم

(الٰہی میں تجلیات کو اسطرح عریاں نہیں دیکھنا چاہتا، میں تو انسان جیسے غم پنہاں کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا۔)

مرا راز و نیاز آدمی دہ ‌ ‌ ‌ بہ جانِ من گدازِ آدمی دہ

(مجھے تو آدمی جیسا راز و نیاز عطا فرما، میری روح کو انسان جیسا گداز عطا فرما)

درونِ سینۂ آدم چہ نور است ‌ ‌ ‌ چہ نور است ایں کہ غیبِ اُو حضور است

(انسان کے سینے میں یہ کیا نور ہے، یہ نور کیسا ہے کہ ان کے لیے غیبی چیزیں بھی حضور کی طرح ہیں۔)

Marfat.com

گہے نارش زبرہان و دلیل است　　گہے نورش زجانِ جبرئیل است

(کبھی اس کے دل میں برہان ودلیل کی آگ ہوتی ہے، کبھی اس کے نور میں جبرئیل کی سی روح ہوتی ہے۔)

چہ نورے جاں فروزے سینہ تابے　　نیرزد با شعاعش آفتابے

(یہ نور کیا ہے جوروح افزااور سینہ گرما دیتا ہے۔اس کی ایک شعاع کے سامنے سورج ہیچ ہے۔)

ماہنوز اندر ظلامِ کائنات　　او شریکِ اہتمامِ کائنات

(ہم تو ابھی کائنات کے اندھیروں میں ہیں، لیکن بندہ مومن کائنات کا اہتمام کرتا ہے۔)

اُو کلیم و اُو مسیح و اُو خلیل　　اُو محمدؐ، اُو کتاب، اُو جبرئیل

(انسان کلیمؑ، مسیحؑ اور خلیلؑ بھی بنتا ہے۔وہ محمد ﷺ اور قرآن وجبرئیلؑ بھی بنتا ہے۔)

آفتاب کائناتِ اہل دل　　از شعاعِ او حیاتِ اہلِ دل

(یہ اہل دل کی کائنات کے آفتاب ہیں، جس کی شعاع سے اہل دل کی زندگی وابستہ ہے۔)

مسجودِ ملائک آج رسوا کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنی آدم سے خطاب کیا اور اسے کہا" وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ" (اور ہم نے بنی آدم کی عزت افزائی کی اور اکرام سے نوازا) (بقول علامہ اقبالؒ)۔

ترا جوہر ہے نوری، پاک ہے تو　　فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو

ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حور　　کہ شاہینِ شہِ لولاک ہے تو

مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عزت افزائیاں جو انسان کو دی گئی تھیں ان سے وہ محروم ہوگیا ہے۔غالب کہتے ہیں ۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند　　گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

ان سوالوں کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین اٹل ہیں اس لئے اس کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ابلیس نے اپنی سرکشی کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو

Marfat.com

راندۂ درگاہ ہوا۔ آج اگر انسان ابلیس کی دکھائی ہوئی راہوں پر چلنے لگا اور احکامِ خداوندی سے اعراض کرنے لگا تو اس کے سر سے "سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کا تاج چھین لیا گیا۔ علامہؒ نے فرمایا۔

آتی ہے دمِ صبح صدا عرش بریں سے — کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ ادراک؟
کس طرح ہوا کند ترا نشترِ تحقیق؟ — ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک؟
مہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں؟ — کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک؟
روشن تو وہ ہوتی ہے، جہاں بیں نہیں ہوتی — جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک
باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری — اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری

جب مسلمان نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دامن چھوڑ دیا اور اس کی یاد سے غافل ہو گیا تو اس نے وہ حاصل کردہ مقام کھو دیا جس کا بیان پچھلی سطور میں کیا گیا ہے۔

ابلیس (قصہ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو؟)

لغت کے مطابق ابلیس "بَلَسَ" سے بنا ہے جس کے معنی ناامید یا مکار کے ہیں چونکہ یہ رحمتِ الٰہی سے ناامید ہو گیا تھا اس لئے اس نے مکروفریب کو اپنا پیشہ اپنایا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شیطان "شَطَنَ" سے بنا ہے جس کے معنی دور ہو جانے کے ہیں چونکہ یہ اللہ کی رحمت سے دور ہوا اس لئے شیطان کہلایا۔ "شَیَطَ" کے معنی باطل یا جھوٹا ہونے کے بھی ہیں۔

قرآن میں شیطان کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ جنوں میں سے تھا اور یہ فرشتوں اور انسانوں سے چھپا ہوا تھا اس لئے بھی جن کہلایا۔ یہ آگ سے پیدا کیا گیا "وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ" (یعنی جنوں کو ہم نے ان (انسانوں) سے پہلے ایسی آگ سے پیدا فرمایا جس میں دھواں نہیں تھا۔ سورۃ الحجر: ۲۷)۔ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے

Marfat.com

اور ان کی اولاد نہیں البتہ شیطان کی اولاد ہے۔

زمین پر عزازیل کا کارنامہ

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جنت میں اور جنوں اور شیاطین کو زمین پر سات ہزار سال تک آباد رکھا۔ پھر شیاطین اور جنات نے زمین پر فساد کھڑا کیا تو اللہ تعالیٰ نے عزازیل کو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ روانہ کیا اور اس نے جنات کو زمین سے مار مار کر پہاڑوں اور جزیروں میں نکال باہر کیا۔ اس کام کے صلے میں عزازیل کو زمین اور پہلے آسمان کی حکومت عطا کر دی گئی اور جنت میں فرشتوں کا معلم بنا دیا۔ اتنے اعزاز حاصل کرنے کے بعد اس میں فخر کا جذبہ پیدا ہوا اور خود کو فرشتوں سے افضل سمجھنے لگا حالانکہ ایسا نہ تھا۔ چنانچہ جب انسان کو خلیفہ بنانے کا اعلان کیا گیا تو اس سے مراد یہ تھی کہ سب کو اپنے مقام کا علم ہو جائے اور فرشتوں کے ردعمل کی وضاحت ہو جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے عزازیل کا فرقرار دیا گیا۔ اس نے زمین اور جنت میں سخت عبادات میں وقت گزارا لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی عبادت قبول نہ ہوئی۔

فرشتوں کی عبادت کا نہ تو ان کو کوئی صلہ ملتا ہے نہ ہی ان کے درجات بلند ہوتے ہیں لیکن ایک سجدہ جو آدم علیہ السلام کو کیا گیا وہ لاکھوں سجدوں کا خلاصہ تھا کیونکہ اس نے حق اور باطل کو الگ کر دیا۔ شیطان نے اپنی شان کو بلند کرنا چاہا اور ایک سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے نیچے گرا دیا گیا اور اس کے لاکھوں سجدے مردود کر دیئے گئے۔ (نعیمی)

علتِ ابلیس اَنَا خیرٌ بداست ایں مرض در نفسِ ہر مخلوق ہست

(ابلیس کا یہ مرض کہ میں سب سے بہتر ہوں برا ہے، لیکن یہ مرض ہر مخلوق کے دل میں موجود ہے۔)

Marfat.com

اس دنیا کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات

اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو بنایا تو اسے کہا کہ اے جنت کلام کر۔ جنت نے کہا کہ قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ یعنی بے شک دونوں جہانوں میں بامراد ہوگئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ (المومنون:۱۔۲)

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پیدا کرنے کے بعد اس کو فرمایا کہ اے دنیا! جو میری تابعداری کریں تو تو ان کی تابعدار ہو جانا اور جو لوگ ایسا نہ کریں اور تیرے پیچھے بھاگیں تو تو ان کو تھکا دینا۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ حقیقتاً ایسا ہی ہوتا ہے۔ دنیا ہمیشہ اللہ والوں کی تابعدار رہی ہے۔

دنیا کس کو کہتے ہیں؟

دنیا کے لفظ کی تشریح جو مولانا رومؒ نے کی ہے وہ عین قرآن اور حدیث کے مطابق ہے۔ ان کے شعر کی بجائے اختصار کی خاطر شعر کا ترجمہ دیا جا رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''دنیا کیا ہے؟ خدا سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے۔ معاش کمانا اور بچوں کو پالنا دنیا نہیں ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے دل کو دنیا سے خالی رکھ مگر میرے ہاتھوں کو دنیا سے خالی نہ رکھ۔ ایک حدیث میں آیا ہے (جس کو مولانا رومیؒ نے

Marfat.com

بھی بیان کیا ہے وہ یہ کہ فقر (یعنی غریبی) کبھی گھیر کر کفر میں ڈال دیتی ہے)۔ اگر دل میں دنیا ہوتو وہ شخص مغرور اور بغاوت کے سے انداز کی طرف مائل رہے گا۔ ایک حدیث نبوی ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ انسان سے یہ پوچھا جائے گا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ (نسائی ابن ماجہ)

دنیا کی مذمت

دنیا کو اس کے مقام سے زیادہ اہمیت دینے کو خدا اور رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ کچھ آیات قرآنی اس کے سلسلے میں درج کی جا چکی ہیں۔ چند احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں:

اَلدُّنْیَا ضَرَّةُ الْاٰخِرَةِ اَیْ اِنْ رَضِیَتْ اِحْدَاھُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰی	دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں۔ اگر ایک کو راضی کرو تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔

(کشف الخفاء رقم الحدیث: ۱۳۰)

لَایَمْلَاءُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ	انسان کا منہ اس کی قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

(شرح صحیح مسلم از علامہ سعیدی ج ۲ ص ۹۷۰)

مختلف احادیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی اچھا ہو تو مال بھی اچھی چیز ہے۔ مال کے بالکل نہ ہونے یا بہت کم ہونے پر انسان اللہ تعالیٰ سے شکوے کرتا اور بعض حالات میں گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے اور کفر کی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ مفلسی سے بوئے کفر آتی ہے سوائے ان کے جن کا ایمان مستحکم ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا درہم اور دنیا کا غلام نگوں سار ہوتا ہے اور جو شخص جس کی بند غلامی میں ہو وہی چیز گویا اس کی خدا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰهُ'' (یعنی بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا لیا۔ الجاثیۃ: ۲۳) فرمایا جس کو صبح سویرے آنکھ کھلتے ہی دنیا کی دھن سوار ہو جائے اس کا شمار مردان خدا میں نہیں ہوتا۔ اہل مال و دولت (عیاش) آپؐ کے بدترین امتی

Marfat.com

ہیں۔ انکا پیٹ تھوڑے سے نہیں بھرتا اور بہت پر بھی قانع رہنا محال ہوگا۔ فرمایا ''اِنَّ الْاَمَارَۃَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ نَدَامَۃٌ'' (بیشک امارت سے روز قیامت بجز ندامت کے اور کچھ حاصل نہیں یعنی جس نے مال غلط جگہ خرچ کیا)۔ فرمایا دنیا کی محبت اور اللہ کی محبت اور دینی حلاوت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔ عبادت کا نچوڑ یہ ہے کہ ذکر الٰہی قلب انسان پر غالب ہوجائے اور ماسویٰ اللہ سے بے نیاز ہوجائے اور یہ مالدار کے لئے ناممکن ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ فقراء امراء سے پانچ سو (۵۰۰) سال پہلے جنت کے ایسے مقامات پر پہنچیں گے جو صرف پیغمبر، درویش، مومن درویش اور شہید درویش کو ملتا ہے (سنن ترمذی رقم ۲۳۵۶) اور فقیر کا ایک بار تسبیح پڑھنا امیر کی ایسی ہی تسبیح کے ساتھ دس ہزار دینار صدقہ دینے سے بھی زیادہ ثواب اور درجہ رکھتا ہے (نسخہ کیمیا از امام غزالی)۔ ☆

حقیقتِ دنیا مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں

حضرت مجددؒ الف ثانیؒ نے مکتوبات میں لکھا ہے: ''دنیا آرائش اور ابتلا (آزمائش) کا مقام ہے۔ اس کے ظاہر کو مختلف ملمع سازیوں اور زینتوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس کی صورت کو موہوم خال وخط اور زلف ورخسار سے خوبصورت کیا گیا ہے۔ اسے دیکھنے میں شیرینی، طراوت اور تازگی کا خیال آتا ہے لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا مردار، مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا نجس خانہ اور زہر سے لبریز شکر ہے۔ اسکا باطن سراسر خراب اور ابتر ہے۔ اس کے معاملے کی گندگی کو جتنا تم خیال کرسکتے ہو، وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ وہ اس دنیا پر فریفتہ، دیوانہ اور مسحور ہے۔ اس کا گرفتار مجنوں اور فریب خوردہ ہے۔ جو اس کے ظاہر پر فریفتہ ہوگیا وہ نقصان ابدی کے ساتھ داغدار ہوگیا۔ جس نے اس کی حلاوت کے اوپر نظر کی، دائمی ندامت اور شرمندگی اس کے حصے میں آئی''۔

☆ ہماری تصنیف ''تہذیب نفس'' میں دنیا کی دوستی کے خلاف کافی تفصیل شامل کردی گئی ہے۔

Marfat.com

حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دنیا وہ ہے جو تجھے خدا سے دور کر دیتی ہے۔ بیوی بچے، مال و سرداری اور لہو و لعب میں خدا کی یاد کو ترک کر کے مشغول ہونا سب دنیا میں داخل ہے۔ اگر خدا سے غفلت نہ ہو تو بیوی بچے اور کسبِ معاش عین عبادت ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بندے کے اعراض کرنے کی علامت یہ ہے کہ بندہ لایعنی کاموں میں مشغول ہو جائے، دنیا کی چیزوں کو صرف ضروریات کی حد تک اہمیت دینا چاہیے۔ انسان اللہ کے احکام کی بجا آوری کا پابند ہے۔ اسے شترِ بے مہار کی طرح کھلا نہیں چھوڑا گیا ہے کہ جو دل میں آئے کرے۔ غور و فکر سے کام لینا چاہیے ورنہ کل قیامت کو سوائے خسارے کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ کام کرنے کا وقت جوانی ہے اور جوانمردی یہی ہے کہ اپنی جوانی کا وقت ضائع نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

اَقْلِلْ مِنَ الدُّنْیَا وَتَعِشْ حُرًّا

دنیا کے مال و متاع سے تھوڑی چیز حاصل کر اور ایک آزاد مرد کی طرح زندگی بسر کر۔

مشکوٰۃ (رقم الحدیث: ۲۱۱) میں ہے کہ:

اَلدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا یَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ

دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور یہ اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور اس کو وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔

اپنی بساط سے زیادہ کی اُمنگ پیدا نہ کریں

مسلمانوں کی اسلام سے دوری کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر چھوٹا بڑا اور امیر و غریب اپنا معیارِ زندگی اپنی بساط سے بلند سطح پر لے جانا چاہتا ہے۔ لباس، رہائش اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرنا عام انسانوں کی اُمنگ ہے۔ جب کوئی برائی عام ہو جائے تو وہ کسی ملک کے معاشرے میں شامل ہو جاتی ہے اور طوعاً و کرہاً ہر گروہ کے لوگوں کے لئے ضروریاتِ زندگی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ایسی بندشوں کو توڑنا قومی انقلاب

Marfat.com

لانے کا درجہ رکھتا ہے مثلاً جہیز ایک ایسی لعنت ہے جس کو ختم کرنا ایک بہت بڑے مجدّد یا عظیم مُصلح کے علاوہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ غیر ضروری اخراجات، بلغیر ضرورت کی چیزیں رکھنے سے مثلاً کار، کوٹھی، ٹھاٹھ باٹھ کو پورا کرنے کے لئے جائز و ناجائز طریقے سے مال کمانے کی ہوس جنم لیتی ہے، لہٰذا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند سکوں کی خاطر نماز بھی چھوٹ جاتی ہے اور برائیاں بھی جنم لیتی ہیں۔

خواہشات اور آرزوؤں کو قابو میں رکھیں

انسان کا نفس سرکش گھوڑا ہے او جس کو مہذ ب کرنا نہایت ضروری ہے۔ نفسانی خواہشات جب دل پر قابو پالیں تو دل پر نفس کا تسلط قائم ہو جاتا ہے۔ اگر انسان نفس پر قابو پانے کی کوشش نہ کرے تو نفس دل پر حاوی ہو جاتا ہے اور انسان نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر قلب کی کیفیت درست ہو تو نفس کی مجال نہیں کہ دل کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے اور دل پر حکم چلانے کی جرأت کرے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کی ساری ہمت دنیا کی طلب کے لئے ہو اس کی خدا کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ آپ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ محض اس لئے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے کہ جب وہ دنیا کو دیکھتے تو اس میں کود پڑتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو اس طرح چٹ کر جائے گی جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (الترغیب والترھیب و در منثور)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں، یہ اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں، اس کو وہ جمع کرتا ہے جس کو کوئی عقل نہیں، اس کے لئے وہ ظلم کرتا ہے جس کو علم نہیں، اس پر وہ حسد کرتا ہے جس کو کوئی سمجھ نہیں اور اس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے جس

Marfat.com

کو یقین نہیں۔ (مرقاۃ، مستدرک للحاکم)

حضرت بشر حافیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو زندگی میں مال جمع کرتا رہا اس کو اس کے نیک اعمال فائدہ نہ دیں گے۔ اگر مال جمع کرنا اچھا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ دنیا کو کیوں قبول نہ کر لیتے اور پیٹ پر پتھر کیوں باندھتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے انبیاء اور اولیاء کو زینت دنیا اور نعمتوں سے اس طرح بچاتا ہوں جس طرح گڈریا اپنی بکریوں کو بھیڑیوں سے بچاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حلال میں حساب ہے اور حرام میں عذاب ہے۔ (مستدرک للحاکم)

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کے ناپسندیدہ ہونے کی علامت یہی کافی ہے کہ وہ نااہل لوگوں کے پاس ہوتی ہے۔ حضرت ابوالدرداؓ نے فرمایا کہ دنیا کے ذلیل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آدمی اس کی محبت سے گنہگار ہوتا ہے۔ حضرت ابوحازمؒ فرماتے ہیں کہ تھوڑی سی دنیا آخرت کے بہت سے کاموں سے باز رکھتی ہے۔ حضرت دہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ جس کا دل دنیا کی چیزوں سے خوش ہوتا ہے وہ عقلمندی سے دور ہے اور جس نے اپنی شہوتوں کو پاؤں تلے روندا تو شیطان اس کے سامنے آنے سے بھی ڈرتا ہے۔ (الزواجر لابن حجر مکی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی کے سامنے محتاجی ظاہر کرنا اس کی غلامی قبول کرنے کے برابر ہے۔ ایک دفعہ حضرت محمد بن واسعؒ سوکھی روٹی کھاتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے: ''جو اس پر قناعت کرتا ہے وہ لوگوں سے بے نیاز رہتا ہے''۔
حضرت ابو سفیانؒ فرمایا کرتے تھے کہ پرہیزگاری اختیار کرو کیونکہ آج تک کسی پرہیزگار کو بھوکا مرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداؓ کھجوروں کی گٹھلیاں چن رہے تھے (جب اس شخص نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: ''معیشت پر نگاہ رکھنے والا یقیناً مرد فقیہ ہوتا ہے''۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مال و جان کی بدولت دل میں منافقت

Marfat.com

اس طرح پیدا ہوتی ہے جیسے پانی سے سبزہ اُگ آتا ہے۔ مولانا رومیؒ نے مثنوی میں فرمایا کہ کثرتِ نعمت دل سے سوز و گداز کو نکال لیتی ہے اور نیاز کی بجائے ناز پیدا ہو جاتا ہے۔

صوفیہ کا قول ہے کہ عبادت کا نچوڑ یہ ہے کہ قلب انسانی پر ذکر غالب ہو جائے اور ماسویٰ اللہ سے بے نیاز ہو جائے اور یہ بات مالدار کے لئے ناممکن ہے۔ صوفیہ کا قول ہے کہ مال کی کفایت تریاق ہے، زیادتی زہر ہے، حاجت سے زیادہ پر ہاتھ پاؤں مارنے میں ہلاکت ہے۔ آثار میں ہے کہ جب سب سے پہلے درہم اور دینار بنا تو ابلیس نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا، آنکھوں سے ملا، بوسہ دیا اور کہا کہ جو کوئی تجھے دوست رکھے گا میرا غلام رہے گا۔ حضرت یحیٰ بن معاذؒ نے فرمایا کہ درہم اور دینار تو بچھو ہیں اور جب تک اسکے کاٹے کا منتر نہ معلوم ہو اس وقت تک اسے ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ فرمایا کہ اس کا منتر یہ ہے کہ مال کو حلال طریقے سے کمانا اور شریعت کے مطابق خرچ کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چاندی کے ایک سکے کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر کہا کہ تو وہ چیز ہے کہ جب تک میرے ہاتھ سے باہر نہ ہو جائے مجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کو شریعت کے مطابق کمائے اور خرچ بھی شریعت کے مطابق کرے۔ اس کی خاطر دین کے کاموں کو التوا میں نہ ڈالے چہ جائیکہ کوئی دو روپے کے گاہک کی خاطر نماز کو ترک کر دے۔ یہ بہت کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ کے بندے ہی اللہ سے محبت کرتے ہیں اور دنیا کی محبت سے ان کا وجود آزاد ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ۔

وجود انہیں کا طوافِ بتاں سے ہے آزاد
یہ ترے مومن و کافر تمام زناری

اکثر مسلمانوں کے اعمال کی گٹھڑی خالی ہوتی ہے

راقم الحروف کے پاس ایسے بہت سے لوگ آتے ہیں جن کے منہ اور سر کے بال

Marfat.com

بالکل سفید ہو چکے ہوتے ہیں اور سخت پریشانیوں میں مبتلا ہونے کے باعث اپنی داستانِ غم سنا کر کہتے ہیں کہ پیر صاحب دعاء کریں تا کہ ہماری پریشانیاں دور ہو جائیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ نماز پڑھتے ہو تو جواب نفی میں ہوتا ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ ۷۰ یا ۸۰ سال کی عمر تک نہ تو انہوں نے خود نماز شروع کی اور نہ ان کے دل میں خیال آیا کہ کسی پیر سے بیعت کر لیں تا کہ شاید اس کی نصیحتوں سے وہ نمازی بن جائیں۔ ایسے لوگوں کے اعمال کی گٹھڑی بالکل خالی ہوتی ہے اور اکثر لوگ تو اسی حالت میں مر جاتے ہیں۔ بیماریوں اور پریشانیوں میں بری طرح ملوث لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ نماز و روزہ کا اہتمام کریں گے تو اللہ تعالیٰ تمام پریشانیاں دور کر دے گا۔ ایسے لوگ نہ تو کسی عالم کا وعظ سنتے ہیں اور نہ ہی کسی نیک آدمی کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ پوری عمر مصیبتوں میں گزارنے کے بعد ذلت کی موت مر جاتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت جب مسلمانوں کی روح قبض کرتا ہے تو وہ خدا کو جا کر کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے مسلمانوں کی روح قبض کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کیونکہ ان کے پلے کوئی عمل نہیں ہوتا۔ اس سے زیادہ ملک الموت کو اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ خود مسلمان کو اس بات پر شرم محسوس نہیں ہوتی کہ وہ ساری عمر کوئی عمل پیش نہیں کر سکا تو اب موت کے بعد اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائے گا۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

شنیدم مرگ با یزداں چنیں گفت　　که چه بے نم چشمِ آں کز گل بزاید

(میں نے سنا ہے کہ (ملک موت) اللہ سے اس طرح کہتا ہے کہ اس مٹی کے پتلے کی آنکھیں کتنی بے نم (بے حیا) ہیں۔)

چوں جانِ او بگیرم شرمسارم　　ولے او را ز مردن عار ناید

(کہ جب اس کی روح قبض کرتا ہوں تو شرمندہ ہو جاتا ہوں لیکن اس کو مرتے دم بھی شرم نہیں آتی۔)

Marfat.com

راقم الحروف کے پاس جب ایسے لوگ آتے ہیں تو ان کو توبہ کروائی جاتی ہے اور نماز کا سبق ایسے طریقے سے دیا جاتا ہے کہ ان کو احساس ہو جائے کہ ان کے لیے نماز پڑھنا ضروری ہے؛ کیونکہ ایسا کرنے سے ان کے مصائب دور ہو جائیں گے۔ بہت سے بندے تو اشد بیماری کی حالت میں بھی نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ کوئی تعویذ دے دیں یا دعا کر دیں کہ ہماری بیماریاں اور پریشانیاں دور ہو جائیں حالانکہ ان مصائب کا حل جو قرآن نے بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ:۱۵۳)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔

یہ بات مشاہدے میں آ چکی ہے (جس پر اکثر لوگوں کو یقین نہیں آتا) کہ اگر نماز شروع کر دی جائے تو بندے کے حالات سنور جاتے ہیں۔ پیروں کے پاس یہی تو ایک علاج ہے کہ ایسے بندوں کو توبہ کروا دیں اور کچھ اوراد پڑھنے کو دے دیں تو اس کے سب مصائب دور ہو جاتے ہیں۔

گرفت گناہوں کے باعث ہوتی ہے

حضرت امام ابو محمد سہیلؒ سے کسی نے پوچھا کہ بندہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے لیکن پھر بھی گناہوں کی لذت اس کے دل میں کیوں بدستور رہتی ہے۔ فرمایا کہ اس طرح خیال آنا تو بشری تقاضا ہے لیکن کوشش سے خیالات کو اس طرف سے ہٹا دے اور نماز اور ذکر کی طرف توجہ بڑھا دے۔ توبہ کا مقصد یہ ہے کہ گناہوں کو بھلا دیا جائے اور اگر یاد رکھے تو توبہ صحیح نہیں۔

جب تک کسی کام کی شہوت دل میں باقی ہو تو اس وقت تک توبہ درست نہیں ہوتی۔ اگر اس قسم کی شہوت قائم رہے تو گناہ اور بڑھنے لگتے ہیں۔ گناہ پر اصرار، توبہ توڑتے رہنا، گناہ کے مزے لیتے رہنا، گناہ نہ کر سکنے کا افسوس ہونا اور گناہ کر کے مسرت حاصل کرنا شہوت کا دل میں باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے۔

Marfat.com

امام موصوف فرماتے ہیں کہ گناہ کو معمولی سمجھنا گناہ سے بھی بدتر ہے اور خدا کو ستار العیوب سمجھ کر گناہ پر دلیری کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ برملا گناہ کرنا اور ظلم وستم کرنا یہ چاروں باتیں سرکشی میں شامل ہیں۔ گناہ کو جائز قرار دینا کفر ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے قرآن کے محارم (حرام اشیاء) کو حلال قرار دیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔

اطاعت کرنیوالے کیلئے ہر چیز مسخر کردی جاتی ہے اور نافرمانی پر اصرار کرنے والے کو یہ نحوست ملتی ہے کہ اس کا ہر حال اس کے لئے سزا کا سا حال ہو جاتا ہے یعنی امیری ہو تو سزا کے طور پر اور تنگی آئے تو بھی اس کے لیے سزا کی صورت میں ہو۔ یہ سزا بھی بہت خوفناک ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ بے شک بندہ ایک گناہ کرنے کی وجہ سے روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے اور فرمایا کہ حرام روزی بھی اعمال صالحہ نہ کرنے کے باعث پلے پڑتی ہے (ابن ماجہ ودارمی)۔ روزی سے محرومی کا مطلب یہ ہے کہ حلال روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ نافرمانی کرنے کی وجہ سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی اور وہ نیک لوگوں کی مجلس سے محروم ہو جاتا ہے۔ (ایسے کتنے لوگ ہیں جو نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا پسند ہی نہیں کرتے)۔ ایک قول میں ہے کہ نیک اور صالحین اس سے منہ پھیرتے ہیں اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جہالت پر جم جانے کے باعث مفید علم سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے نکل کر پریشانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

''قوت القلوب'' میں ایک حدیث قدسی نقل کی گئی ہے کہ جب بندہ میری اطاعت پر اپنی شہوت کو ترجیح دیتا ہے تو میں اس کے ساتھ ادنیٰ برتاؤ یہ کرتا ہوں کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ امام غزالیؒ نے ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی دوست سے یہ کہا کہ میں کوئی نیکی نہیں کرتا بلکہ اللہ کی نافرمانی پر کمربستہ ہوں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی قسم کی سزا میں مبتلا نہیں کیا۔ روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کو یہ وحی کی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ ہم نے تمہارے دل کو سخت کر دیا ہے اور دل

Marfat.com

سے آہ وزاری اور رقت کو چھین لیا ہے مگر تم کو یہ معلوم نہیں کہ اس سے بڑی اور سزا کیا ہو سکتی ہے۔ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جس پر کوئی تکلیف نہیں آتی تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ضرور رہتی ہے۔

اصلاحِ قلب کا مجددی طریقہ

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ دلوں کی غفلت دور کرنے کیلئے ذکرِ الٰہی کے علاوہ تلاوت کلام پاک اور نوافل کی ادائیگی نہایت مؤثر اور کارگر ہتھیار ثابت ہوتے ہیں۔ آپؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مبتدی کی غفلت دور کرنے کے لئے اسمِ ذات اور نفی اثبات کا ذکر متعین کرنا لازمی امر ہے اور متوسط کے لئے ذکر کو متعین کئے بغیر تلاوت کلام پاک سے بھی غفلت کو دور کیا جا سکتا ہے جبکہ منتہی کے لیے ذکر متعین کرنا ضروری نہیں بلکہ نوافل کی ادائیگی سے غفلت دور ہو جاتی ہے اور درجات میں بلندی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

جب انسان پر خواہشات کا غلبہ ہو تو نفس کو عجیب عجیب شرارتیں سوجھتی ہیں اور انسان اپنے گناہوں کا جواز پیدا کرنے لگتا ہے۔ عقل کے ذریعے گناہ کو ثواب اور ناجائز کو جائز قرار دینے لگتا ہے اور اسی طرح تمام اخلاقی بیماریاں مثلاً کینہ، بغض، حسد، تکبّر وغیرہ پیدا ہونے لگتی ہیں۔ ان بیماریوں کا علاج توبہ اور استغفار سے کیا جاتا ہے۔ معمولی خطا کو بھی معمولی تصوّر نہیں کرنا چاہیے۔ صبح وشام استغفار کی کثرت سے گناہوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

اولیائے کرام کا یہ شعار رہا ہے کہ وہ دنوں کو اطاعت الٰہی میں بسر کرتے ہیں اور راتوں کو اپنی کوتاہیوں پر ندامت کے آنسو بہاتے ہیں۔ نیم شبی میں گریہ کناں ہونا تمام گناہوں کے ازالے کا سبب بن جاتا ہے، بلکہ ایسا کرنے سے دلوں کو دھو لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نماز: قرآن اور حدیث کی روشنی میں

اب آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں نماز کا مقام معلوم کریں۔ صرف چند آیات اور احادیث پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

قرآن میں نماز کے فضائل وتاکید

یوں تو قرآن میں سات سو سے زائد مرتبہ نماز کا ذکر آیا ہے مگر چند وہ آیات جن میں نماز کی بے بہا خوبیوں کا ذکر ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:

۱. یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (البقرہ:۱۵۳) — اے ایمان والو (مصیبتوں میں) صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مشکل آئے تو نمازوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو جاؤ۔ (اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ فرض نمازوں کے علاوہ بہت سے نوافل ادا کیے جائیں۔)

۲. وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (علق ۱۹) — یعنی سجدہ کرو اور (ہم سے) قریب ہو جاؤ۔ (سجدۂ تلاوت)

اس آیت کو پڑھیں تو سجدہ تلاوت کر لیں۔

صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ سجدے سے زیادہ قربِ الٰہی کسی اور عبادت میں نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ترین اس وقت

Marfat.com

ہوتا ہے جب وہ سجدہ کرے۔اس لئے اس وقت خوب دعا کیا کرو۔(ترجمہ ضیاء القران)

۳۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط (العنکبوت:۴۵)

بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہوں سے۔

۴۔ وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا ط (طٰہٰ:۱۳۲)

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ۔

۵۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء:۱۰۳)

بیشک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقررہ وقت پر۔

۶۔ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (ابراھیم:۳۱)

میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں (اس کے بعد فرمایا قیامت میں اور کچھ کام نہ آئے گا)۔

۷۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:۱۴)

یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کیا کرو اور مجھے یاد کرنے کیلئے نماز قائم رکھو۔

۸۔ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (البقرہ:۲۳۸)

پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی کرتے ہوئے۔

نوٹ: ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' میں صفحہ نمبر ۳۲۱ پر صلوۃ العصر کا مضمون مطالعہ کریں۔

احادیث میں نماز کا مقام

نماز کی اہمیت، ترکِ نماز پر خدائی عذاب کا واقع ہونا اور نماز کی دائیگی کی جزا اور عدم ادائیگی پر وعید کے متعلق بے شمار احادیث مطالعہ میں آتی ہیں۔اختصار کے پیش نظر چند احادیث کا خلاصہ اور کچھ کا ترجمہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

۱. اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْنِ — یعنی نماز دین کا ستون ہے۔

(شعب الایمان ج ۳ رقم الحدیث ۲۸۰۷ ص ۳۹)

۲. مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ جِهَارًا — یعنی جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔

(مجمع الزوائد رقم ۱۶۳۴)

۳. لَادِیْنَ لِمَنْ لَّاصَلَاۃَ لَهٗ — جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔

(المعجم الصغیر رقم الحدیث ۱۶۲)

۴. بَیْنَ الْعَبْدِوَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلَاۃِ — بندہ مومن اور کفر میں فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔

(مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف رقم الحدیث ۵۲۳)

۵. مَنْ حَافَظَ عَلَی الصَّلٰوۃِ کَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ — یعنی جس نے نماز کی حفاظت کی تو نماز اس کی قیامت کے دن نور، برھان اور نجات ہوگی (نماز ہمارے چہروں کی رونق ہے)۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۹ طبرانی کبیر ج ۴ رقم الحدیث ۳۴۹۴، ۳۴۹۵)

۶. جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۸) — نماز میں میری (رسول ﷺ کی) آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے۔

۷. وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ (سنن دارمی رقم الحدیث ۶۵۵) — جان لو کہ تمہارے اعمال میں بہترین چیز نماز ہے۔

۸. مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃ — نماز جنت کی کنجی ہے۔

(الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۱۴۹)

Marfat.com

۹۔ لَاسَهْمَ فِى الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ (کشف الاستار، رقم الحدیث ۳۳۴)

جو نماز ادا نہیں کرتا اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔

۱۰ اَلصَّلَاۃُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ (مسند ابی یعلیٰ ج ۳ ص ۲۸۵)

نماز مومن کا نور ہے۔

۱۱۔ اَلصَّلَاۃُ مِیْزَانٌ مَنْ اَوْفٰی اِسْتَوْفٰی (شعب الایمان ج ۳ ص ۱۴۷)

نماز میزان (ترازو) ہے جس شخص نے اسے پورا کیا وہ پورا (اجر) حاصل کرے گا۔

۱۲۔ مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلَاتُهٗ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَاصَلَاۃَ لَهٗ وَلَمْ یَزِدْهُ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا (درمنثور ج ۶ ص ۴۶۵)

جس کو اس کی نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی وہ نماز اسے خدا سے دور کر دیتی ہے اور اس کو نماز میں کچھ نہیں ملتا مگر خدا کی ناراضگی۔

۱۳۔ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوۃٌ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ

یعنی جس شخص کی ایک بھی نماز فوت ہوگئی تو گویا وہ ایسا ہے کہ اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت چھین لئے گئے ہوں۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۱۴۶۲، الزواجر ج ۱ ص ۲۵۸)

۱۴۔ لَا تَتْرُكِ الصَّلَاۃَ مُتَعَمِّدًا فَاِنَّهٗ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۳۰۴)

نماز کو عمداً ترک نہ کرو بلاشبہ جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ اس سے بری ہے۔

۱۵۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو کی برکت سے چمکتے ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۹ نیز بخاری و مسلم)

Marfat.com

۱۶۔ ہر شے کی ایک علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے۔

۱۷۔ نماز فرشتوں کی تمام عبادتوں کی جامع ہے۔

۱۸۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں تمہارا گمان بھی نہ ہوگا۔ (احیاء علوم الدین)

۱۹۔ بخاری اور مسلم کی حدیث کے مطابق پانچوں نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح بیان کی گئی ہے جو کسی کے گھر کے سامنے ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ بار غسل کرے، تو ایسا کرنے سے اس کے بدن پر میل نہ رہے گی۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۸۳، ۶۶۷)

۲۰۔ نمازی کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کے اور پروردگار کے درمیان حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ (طبرانی، الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۲۰۸، ۲۰۹)

۲۱۔ جو صبح کی نماز پڑھتا ہے شام تک اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ (صحیح مسلم فی الایمان رقم ۲۳۷)

۲۲۔ جس نے چالیس دن نماز فجر اور عشاء با جماعت پڑھی اس کو اللہ تعالیٰ آگ اور نفاق سے برأت عطا فرمائے گا۔ (خطیب)

۲۳۔ نماز مسلمانوں کا ہتھیار اور ان کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

نماز میں شیطان کی رکاوٹوں کا علاج

صوفیاء کا قول ہے کہ اگر شیاطین نماز میں دخل نہ دیتے تو ابن آدم ملکوت کی سیر کرتا۔ ابلیس کی انسان سے دشمنی اس لئے ہے کہ انسان کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کو جنت سے نکالا گیا تھا اور جب ابلیس کسی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ اپنے سر میں مٹی ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا اور یہ سجدہ

Marfat.com

کر کے خدا کو راضی کر رہا ہے۔

جو لوگ بے دینی کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں تو شیطان ان کے دل میں چونچ رکھ دیتا ہے اور نمازوں سے محروم کر دیتا ہے۔ جو بے نمازی ہوں ان میں اکثر یہ کہہ کر نماز چھوڑ دیتے ہیں کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے نماز کچھ عرصے بعد شروع کریں گے۔ شیطان نماز کی راہوں میں رکاوٹ التوا ڈالتا ہے تا کہ اس کی وجہ سے بندوں کو روک سکے۔ وہ یہ کبھی نہیں کہتا کہ نماز نہ پڑھو بلکہ یہ کہے گا کہ کچھ دیر بعد پڑھ لیں گے، ابھی بہت عمر باقی ہے یا ابھی فلاں کام ہو جائے گا تو نماز شروع کر دیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے۔ (فردوس الاخبار ج ۲ ص ۵۶۴) یہ بھی بیان ہوا ہے کہ نماز کی ابتدا کرنے کے وقت اگر دنیاوی کاموں کی طرف خیال نہ ہو تو ایسے نمازی کی نماز کو درست تصور کیا جاتا ہے اور اگر بعد میں شیطان نمازی کے دل میں کوئی خیال ڈال دے تو نمازی معذور تصور کیا جائے گا۔

(الترغیب والترھیب)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ وہ کون سی شے ہے جو تیری پشت شکن ہو، تو اس نے کہا کہ وہ چیز گھر میں نماز پڑھنا ہے، فرض نماز کے سوا (یعنی نوافل اور سنن گھر پر ادا کیے جائیں اور فرائض مسجد میں۔) ایسے طریقوں میں چند طریقوں کا ذکر نیچے دے دیا گیا ہے۔

شیاطین سے بچنے کے کچھ اور راستے

یہ عام فہم اور مشہور اقوال ہیں کہ توجہ الی اللہ، باہمی محبت اور نیک عمل میں باہم ہونا شیطان کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت شیطان کے اثر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھتی ہے اور نفس کی اصلاح کا سب سے بڑا علاج اولیائے کرام کی صحبت ہے۔ نماز میں سب سے

Marfat.com

بڑا ہتھیار تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا ہے۔ اس سے شیطان نمازی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

مندرجہ ذیل پانچ چیزیں دل کی بیماریوں کی دوا ہیں:

۱۔ تلاوت قرآن اور اس کے معنی پر غور۔

۲۔ پیٹ کو زائد از ضرورت غذا سے خالی رکھنا۔

۳۔ رات کی نماز یعنی تہجد پڑھنا ☆

۴۔ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری کرنا اور دعا کرنا۔

۵۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

☆ (حسنِ نماز میں شب خیزی کا مضمون قابلِ مطالعہ ہے)

Marfat.com

وہ امتیازات جو صرف عبادت گزاروں کو ہی ملتے ہیں

اللہ تعالیٰ چونکہ خالقِ کائنات ہے اس لئے اس نے اپنے اصولوں کے مطابق اپنی عنایات کو پوری مخلوق کے لیے یکساں قائم کر رکھا ہے۔ سرسری عقل کا تقاضا تھا کہ خدا کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں کچھ امتیاز رکھا جاتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اس امتیاز کا واضح طور پر اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کردار اور اسباب میں پوری کوشش کرنے والوں کے لئے تو بلا امتیازِ مذہب ان کی کوششوں کا پورا صلہ دیا ہے مگر نیک کام کرنے والوں کو ان کی نیکیوں کے سبب کچھ امتیازات ضرور دیئے ہیں جو کافروں کو نہیں دیئے۔ جہاں تک اسباب کا تعلق ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ ہر کوشش کرنے والوں کو وہ کچھ دے دیتا ہے جس کی انہوں نے کوشش کی اور اگر کوئی مسلمان کافر کے مقابلے میں اسباب میں کوشش نہ کرے گا تو وہ کافر سے مات کھا جائے گا۔ اپنے ماننے والے وفا شعاروں کو اللہ تعالیٰ نے اس قانون کے علاوہ ایسی قدرتیں اور قوتیں عطا فرمائی ہیں جو کسی دوسرے مذہب والے کے خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیائے کرام کو وہ کرامات دی گئیں ہیں جن سے ہر کوئی بخوبی واقف ہے۔ اس کے برعکس دوسرے مذہب والوں کو صرف استدراج کا معمولی سا حصہ

دیا گیا ہے جو معجزات اور کرامات کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ معجزات اور کرامات تو غیر مسلم لوگوں کو سرے سے ہی نہیں دیئے گئے۔ یہاں صرف ان باتوں کا ذکر کیا جائے گا کہ اللہ کے ماننے والے وفا شعار لوگوں کو دوسرے لوگوں کی زندگیوں پر کس طرح برتری عطا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وفا شعاروں اور عبادت گزاروں کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی امتیازات اور عنایات دی گئی ہیں ان میں سے کچھ عنایات کا ذکر نیچے دیا جا رہا ہے۔ ☆

۱۔ __سیدھے راستے کی ہدایات کا عطا ہونا__ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۹ میں ہے کہ ''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے، یقیناً ان کا رب ان کو (منزل مقصود تک) ہدایت دے گا، ان کے ایمان کے باعث''۔ اسی طرح سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۹ ''لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا'' میں فرمایا گیا ہے کہ ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر اپنی کائنات کو مسخر کرنے کے راستے کھول دیتے ہیں۔ ان کو دنیا میں کوئی مشکل درپیش ہو تو اس کا حل بھی القا کر دیا جاتا ہے اور اس طرح انہیں نجات کی طرف رہنمائی کر دی جاتی ہے تاکہ ان کی پریشانیاں دور ہو جائیں۔ گویا نیک عمل ایمان والوں کے لئے بند راہوں کو کھول دیتا ہے۔

۲۔ __قبولیتِ دعا کے دروازوں کا کھلنا__ سورۂ الشوریٰ آیت نمبر ۲۶ میں ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ اجر دیتا ہے۔ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور اپنے مقبول بندوں کی دعاؤں کو زیادہ قبول کرتا ہے۔ ☆☆

☆ تفصیل کے لئے ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' دیکھیں۔

☆☆ (راقم الحروف کی تصنیف ''حسن نماز'' میں تقریباً ۱۲۰ صفحات پر مشتمل بابِ دعا ملاحظہ کریں)

Marfat.com

۳۔ رزق میں برکت ہونا سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۳۱ میں فرمان الٰہی ہے کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی نماز کی پابندی کرتے رہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ خوب روزی عطا فرماتا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات:۲۲) ۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور ہر وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رزق آسمانوں سے دیا جاتا ہے اور جو لوگ آسمان والے سے تعلق قائم کر لیتے ہیں ان کو آسمان سے ہر شے ملتی ہے۔ مشہور صوفی بزرگ حضرت شقیق بلخیؒ کا قول پہلے گزر چکا ہے جس میں انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ہے۔ احادیث مبارکہ سے یہ بات بھی سامنے آجاتی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی روزی میں برکت دے دی جاتی ہے (کیونکہ ان کا مال بیماریوں اور دیگر نقصانات میں ضائع نہیں ہوا کرتا۔)

۴۔ عبادت میں دکھوں سے نجات کا ملنا یہ بات ہر خاص و عام کے مشاہدہ میں آتی ہے کہ جو لوگ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد عبادت کی پابندی کرتے ہیں تو وہاں کوئی پریشانی نہیں رہتی ہے کیونکہ ان لوگوں کو "لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" (یعنی اولیاء کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ ملال۔ یونس:۶۲) کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ سورۃ الزمر آیت نمبر ۳۹ میں بھی اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو ہر الجھن سے کامیاب بنا کر نکالتا ہے۔ انہیں نہ تو کوئی دکھ ہوتا ہے اور نہ کوئی پریشانی۔ طبرانی نے لکھا ہے کہ ان لوگوں کو آخرت میں بھی کوئی خوف نہ ہوگا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ آخرت میں نیک عمل ایک انسان کی شکل میں نمودار ہو کر عمل کرنیوالے کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے جنت میں لے جائے گا۔

۵۔ عبادت کی وجہ سے بات میں وزن ہونا علماء اور ماہرین ہر مذہب میں ہیں مگر علمائے اسلام کا ہم پلّہ کوئی نہ ہو سکا۔ امام غزالیؒ کے پایہ کا عالم اور کوئی نہ ہو سکا۔ اسی طرح

Marfat.com

حضرت جنیدؒ، بایزید بسطامیؒ وغیرہؒ اپنی مثال آپ تھے۔ علامہؒ نے فرمایا کہ رومیؒ کا ہم سفر اور ہم پلّہ کوئی نہ ہو سکا۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومیؔ عجم کے لالہ زاروں سے وہی آب وگلِ ایراں، وہی تبریز ہے ساقی

غیر مسلموں میں مسلمانوں کی شان کے شاعر، فلاسفر، سائنس دان نہیں ہوئے ہیں۔ قاآنی بھی شاعر تھا مگر شیخ سعدیؒ کی شاعری تک نہ پہنچ سکا۔ ابن طولون مصریؒ نے ساڑھے سات سو کتابیں تصنیف کیں اور رومیؒ کی تصانیف اس سے زیادہ نہ تھیں مگر ان کی شہرت میں کس قدر فرق ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام غزالیؒ، حریری اور بدیع الزمان سے بہتر عربی نہ لکھ سکتے تھے۔ مگر امام احمد بن حنبلؒ اور امام غزالیؒ والی بات ان میں نہ پیدا ہو سکی۔ جن کا رابطہ اللہ سے تھا وہ چیزے دیگرست بن گئے۔ خالد بن ولیدؓ نے کفر کی حالت میں جنگ احد میں شکست کھائی مگر جونہی وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو کسی ایک جنگ میں بھی وہ سرنگوں نہ ہو سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے اپنے گھر کے دس اونٹوں کو بھی جنگل میں سنبھال نہ سکتے تھے مگر غلامی مصطفےٰ ﷺ میں آنے کے بعد ان میں وہ استعداد پیدا ہوئی کہ تمام شہنشاہانِ وقت آپ کے رعب سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ یورپ کے مورخین نے لکھا ہے کہ اگر مسلمانوں میں کوئی ایک اور عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہو جاتے تو پوری دنیا ہی مملکت اسلامیہ میں شامل ہو جاتی۔

۶۔ عبادت سے نور کا عطا ہونا وفا شعار بندوں کو اطاعتِ الٰہی کی وجہ سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے جو ان کے چہروں پر واضح طور پر نمودار ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں بھی ایک نور عطا کیا جائے گا۔ یوں تو عام لوگوں کو بھی بچپن اور جوانی میں کچھ رنگ روپ ملتا ہے اور غذا و صحت کی وجہ سے بھی کچھ چمک چہروں پر نظر آتی ہے مگر یہ چمک کچھ عرصہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور پھر بڑھاپے میں ان پر ایک وقت آتا ہے کہ ان لوگوں کے چہروں کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں۔ معصیت کی نحوست اور کراہت ان کی شکلوں

Marfat.com

سے ٹپکتی ہے۔ اہل بصیرت ان کی شکلوں پر بدحواسی، ظلمت اور راندۂ درگاہ ہونے کے آثار دیکھتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ والوں کے چہروں کے نور میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے اور بڑھاپے میں بھی یہ نور ختم نہیں ہوتا۔ وہ مخلوقات کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی قبروں سے بھی نور برستا ہوا ہر خاص و عام کو نظر آتا ہے۔ جو لوگ شب کو بیداری اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں، مرتے وقت ان کے چہرے جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وضو کرنے کے بعد ہم جو کیفیت محسوس کرتے ہیں وہ وضو سے پہلے محسوس نہیں کرتے۔ ان باتوں سے پوری طرح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے شب و روز کے مجاہدات ان کے چہروں کو کس قدر دلکش اور نورانی بنا دیتے ہوں گے۔

<u>۷۔ عبادت سے دانش کا عطا ہونا</u> قرآن مجید میں ہے کہ اہل اللہ کو نورِ عقل عطا کیا جاتا ہے۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرہ: ۲۵۷) ۔ اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے نکال لے جاتا ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف۔

ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے کہ:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور: ۳۵) اللہ تعالیٰ نور ہے زمین اور آسمانوں کا۔

نورِ الٰہی ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور عقل بھی ایک نور ہے، لہٰذا کوئی جتنا اللہ تعالیٰ سے قریب ہوگا اتنا ہی اس کے نور یعنی عقل میں اضافہ ہوگا۔ مغربی ممالک کے دانشور صرف مادیت میں مہارت رکھتے ہیں۔ وہ عقل مند نہیں! اگر عقل مند ہوتے تو اسلام قبول کر لیتے۔ علامہؒ فرماتے ہیں۔

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہے محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

<u>سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۳۹ میں فرمایا گیا ہے کہ ''اے ایمان والو! تم ہی بلند و بالا ہو بشرطیکہ تم مومن بن جاؤ''۔ مومن کو نورِ فراست کا عطا ہونا بھی اسی نوعیت سے ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ وہ لوگ جو مادی امور میں کمالات حاصل</u>

Marfat.com

کر لیتے ہیں اور اپنے معبودِ حقیقی کی پہچان نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں سے انسانیت کی خلعتِ فاخرہ واپس لے لی جاتی ہے اور ان کے سروں سے اشرف المخلوقات کا تاج اتار لیا جاتا ہے۔ وہ خدا کی نیابت کا منصب نہیں سنبھال سکتے اور ان کو معاشرے کی نگاہوں میں گرا دیا جاتا ہے۔ ان کی عزت اور حکومت کچھ عرصے کے لئے ہوتی ہے۔ وہ باہر سے چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مگر ان کا باطن مکروہ اور بدبودار ہوتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کہ فیضانِ سماوی سے محروم ہوتے ہیں۔ اگر ان کی حکومت ہو تو وہ کچھ دیر کے لیے ہی ہوتی ہے مگر اللہ کے وفا شعاروں کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے۔

احادیث میں آیا ہے کہ دیوانے اور مجنوں لوگ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں بیٹھتے تو عقل کی باتیں کرنے لگتے۔ حضرت وکیعؒ نے اپنی ایک رباعی میں لکھا ہے کہ خدائی علم خدا کی طرف سے ایک نور ہے اور خدا کا نور یعنی علم گناہ گاروں کو عطا نہیں کیا جاتا۔

(وَنُوْرُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصٍ)

۸۔ عبادت سے مومن کی حفاظت: قرآن کی آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مومنوں کی حفاظت کے لئے محافظ فرشتے تعینات کئے جاتے ہیں۔ قرآن کی درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جاندار کی چوٹی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

مَامِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّاھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا — کوئی جاندار نہیں جس کی چوٹی اللہ کے ہاتھ میں نہ ہو۔

(ھود: ۵۶)

ہم یہ کبھی سوچ نہیں سکتے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں شیر، سانپ اور موذی جانور کی چوٹی تو ہو اور وہ اسے اپنے کسی نیک بندے پر پھینک دے۔ یہ زہریلے تیر وہیں پڑ سکیں گے جہاں وہ پھینکنا چاہے گا۔ اس کے اصول متعین ہیں۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بندے اس کے احکامات کی طرف دھیان نہیں دیتے تو وہاں چنگیز خان اور ہلاکو خان جیسے لوگوں کو ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

کرتی ہے ملوکیت آثارِ جنوں پیدا اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ جب اللہ کے بہت سے تیر، مرض، مرگ اور حادثہ وغم کی صورت میں ہر طرف سے چل رہے ہوں تو ہم کہاں پناہ لیں۔ فرمایا: ''تیرانداز کے پہلو میں آ جاؤ۔'' چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں چلے آتے ہیں وہ امن اور عافیت میں رہتے ہیں۔ ایمان کو اسی لئے ایمان کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کو امن میں لے آتا ہے۔

۹۔ عبادت گزاروں کی جہاد میں مدد: قرآن کی بہت سی آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جہادِ سیف اور جہاد زندگی میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ مصارفِ زندگی میں مومنوں کی زندگی کے لئے فرشتوں کی مدد کا ذکر قرآن میں بارہا آیا ہے۔

۱۰۔ اہل عبادت کیلئے فرشتوں کی دعا: سورۃ المومن آیت نمبر ۷ میں اس بات کا ذکر ہے کہ فرشتے مومنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ان کی بخشش اور رحمت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بعض اوقات تو فرشتے حادثات اور دیگر امور میں بھی عبادت گزاروں کی مدد کرتے ہیں۔

۱۱۔ عابدوں کا اللہ کے قہر سے محفوظ رہنا: سورۃ العنکبوت میں آیت نمبر ۴ میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''کیا یہ خیال کر رکھا ہے انہوں نے جو برے کرتوت کر رہے ہیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔ یہ ان کا بہت ہی خام خیال ہے۔'' ایک جگہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ یہ نافرمان لوگ آلام اور مصائب میں پھنستے ہی رہیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم نہ کریں گے پٹتے، لٹتے اور مرتے ہی رہیں گے۔

Marfat.com

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُاللّٰهِ (الرعد:۳۱)	کفار اس حالت میں رہیں گے کہ پہنچتا رہے گا ان کو (آئے دن) اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی صدمہ (کھڑکھڑاہٹ پیدا کرنے والے حادثے) یا اترتی رہے گی کوئی نہ کوئی مصیبت ان کے گھروں کے گردونواح میں، حتیٰ کہ اللہ کا وعدہ (عذاب کے ظہور کا دن) آ جائے۔

زلزلہ پیدا کرنے والے حادثات یا تو کافروں (یا بدکاروں) کو ہمیشہ براہ راست نشانہ بنائیں گے یا خوف پیدا کرنے کے لئے ان کے گھروں کے قریب مصائب ان پر نازل ہوتے رہیں گے۔

۱۲۔عبادت گزاروں کیلئے کائنات کی تسخیر: غیر مسلم قوموں کو ان کی محنت، ہنر اور فن میں مہارت ہونے کے سبب کسی حد تک کائنات میں تصرف کرنے کا حق دیا گیا ہے لیکن مومن کے لئے فرمایا گیا ہے کہ:

وَسَخَّرَلَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًامِّنْهُ (الجاثیہ:۱۳)	اور اس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنے حکم سے۔

شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ اگر مومن اپنی گردن کو خدا کے حکم سے نہ پھیرے تو مخلوقات میں سے کوئی شے اس سے روگردانی نہیں کرے گی۔

نمازی کے لئے امتیازی اعزاز

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے نمازی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین خصوصی عزتوں کا عطا ہونا بیان کیا ہے (جن کا احادیث میں بھی ذکر آیا ہے)۔ایک یہ کہ جب نمازی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو سر سے لے کر آسمان تک اس پر رحمتِ الٰہی کی گھٹا چھا جاتی ہے اور نیکیاں بارش کی طرح برستی ہیں۔ دوسرے یہ کہ فرشتے نمازی کے چاروں طرف جمع

Marfat.com

ہو جاتے ہیں اوراس کی زیارت کرتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب نمازی نماز کی نیت باندھتا ہے تو ''رَبُّ الْعَالَمِیْنَ'' کی تجلیات اس کے سامنے آجاتی ہیں اور ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے نمازی اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے اور تو کس سے بات کررہا ہے تو خدا کی قسم تو قیامت تک نماز سے سلام نہ پھیرے اور نماز کی حالت ہی میں مرجائے۔

نماز کے تعارفی حروف میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ مسلمانوں پر نماز کی فرضیت عائد کرنے کے لئے حضور ﷺ کو معراج کے لئے بلایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس بلا کر ادائے نماز کا حکم صادر فرمایا جب کہ دوسرے فرائض کی فرضیت عائد کرنے کے لئے صرف وحی پر اکتفا کیا گیا۔

احادیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن نمازیوں اور ذکر کرنے والوں کے چہرے چاند سورج اور ستاروں سے زیادہ چمکدار ہوں گے اور یہ چمک ان کے اہتمام وضو اور ذکر کے باعث ہوگی۔ جنت کے فرشتے ان کے چمکتے ہوئے چہروں کے متعلق سوال کریں گے اور وہ نمازی جواب دیں گے کہ وہ کس انداز سے نماز کا اہتمام کرتے ہیں۔ (الترغیب والترھیب)

نماز کی ۲۱ خصوصیات

''نزہۃ المجالس'' اور ''زواجر مکی'' میں چند احادیث پر مبنی اقوال درج کئے گئے ہیں جن کو حضرت جعفر بن محمدؒ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱۔ نماز حق تعالیٰ کی رضا مندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ نماز کی پابندی اختیار کرے)۔

۲۔ نماز فرشتوں کی محبت کا وسیلہ ہے۔ (نمازی سے فرشتے محبت رکھتے ہیں۔)

۳۔ نماز طریقہ ہے انبیائے سابقین کا۔ (یعنی ہر نبی اپنے وقت کی نماز کا پابند تھا۔)

Marfat.com

۴۔ نماز معرفتِ الٰہی کی مشعل ہے۔ (نماز سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔)

۵۔ نماز اسلام کی جڑ اور بنیاد ہے۔ (احادیث میں نماز کو دین کا ستون کہا گیا ہے۔)

۶۔ نماز دعا کے قبول ہونے کا سبب ہے۔ (بے نمازی کی دعا کی قبولیت مشکل سے ہوتی ہے۔)

۷۔ نماز کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔ (فرائض کے ترک کے بعد دوسرے اعمال قبول نہیں ہوتے۔)

۸۔ نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ (یہ بات بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔)

۹۔ نماز نفس اور شیطان کے مقابلہ کے لئے سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

۱۰۔ نماز موت کے وقت موت کے فرشتے سے نمازی کے لئے سفارش کرے گی۔

۱۱۔ نماز مومن کے دل کا نور ہے اور قبر میں روشنی کا ذریعہ ہے۔

۱۲۔ نماز قبر میں مردے کی طرف سے منکر نکیر کے سوالات کا جواب دے گی۔

۱۳۔ نماز قیامت تک مردے کی غم خوار اور ساتھی رہے گی۔

۱۴۔ نماز قیامت کے روز نمازی پر سایہ کرے گی جس روز خدا کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۱۵۔ نماز، نمازی کے سر کا تاج اور بدن کا لباس ہوگی۔

۱۶۔ نماز قیامت کے اندھیرے میں نور بن کر نمازی کے سامنے دوڑے گی۔

۱۷۔ نماز حساب کتاب کے وقت نمازی اور جہنم کے درمیان آڑ بن جائے گی۔

۱۸۔ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے نمازی کو بخشوانے کیلئے حجت کرے گی اور سند بن کر پیش ہوگی۔ (قرآن اور رمضان مبارک کے روزے بھی اسی طرح قیامت کے روز شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔)

۱۹۔ نماز کا وزن سب گناہوں پر حاوی ہو جائے گا۔

۲۰۔ نماز پل صراط کے لئے پروانۂ راہداری بن جائے گی۔

۲۱۔ نماز جنت کی کنجی ہے جو جنت کے بند دروازے کھول کر نمازی کو اس میں داخل کروا دے گی۔ (نزہۃ المجالس ج ا ص ۲۱۱)

Marfat.com

نماز کے فضائل

نماز کے درجِ بالا تمام خصائص احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جو شخص بہترین وضو کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے (الترغیب والترھیب ج ا ص ۹۲۔ عربی)۔ مؤطا امام مالک، صحیح مسلم اور سنن ترمذی کی حدیث میں وضو سے نمازی کے کان، آنکھ، ہاتھ پیر کے گناہ دھل جانے کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نماز دو نمازوں کے درمیان کئے گئے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن نہانا اگلے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے: (الترغیب والترھیب ج ا ص ۲۸۶)۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرمایا کہ خواہ رات کے کھانے کے پیسے پانی خریدنے پر صرف کردے مگر جمعہ کے دن ضرور نہانا چاہیے۔

ایک حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ اگر کوئی نمازی اپنی شامتِ اعمال سے جہنم میں چلا بھی جائے تو اس کے اعضائے سجود کو جہنم کی آگ نہ کھائے گی (ابو داؤد)۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے سات وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے وہ ملتِ اسلامیہ سے نکل جاتا ہے (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۱۶)۔

جو شخص نمازوں کو مقررہ وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کرے گا، ورنہ اس بندے سے اپنی ذمہ داری ہٹالے گا۔ نماز سے میں رزق میں برکت، بیماریوں سے شفاء، مصائب کا رفع ہونا، دل کا سکون ہونا، پریشانیوں اور ناگہانی بلاؤں سے حفاظت ہونا احادیث میں وارد ہے۔ نماز کی افادیت کا اس بات سے بھی علم ہوتا ہے کہ صرف مسواک کرنے سے نمازی کو پیٹ کی ستر ۷۰ بیماریوں سے حفاظت ملتی ہے۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبلؒ نے روایت لکھی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلا سوال جو بندے سے پوچھا جائے گا وہ نماز کے متعلق ہوگا۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

اگر قبول ہوئی تو اس کے سبب سارے اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر نماز قبول نہ کی گئی تو سارے اعمال رد کر دیئے جائیں گے (مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۳)۔ ''کتاب الصلوٰۃ'' میں ہے کہ ہر نبی نے اپنی امت کو آخری وصیت نماز کے لئے کی اور اس کے لئے انہوں نے اپنی امت سے عہد و پیمان بھی لیا۔ حضور ﷺ نے بھی یہی وصیت فرمائی کہ نماز قائم رکھنا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آخری صفت جو قیامت کے قریب اسلام سے اٹھالی جائے گی وہ نماز ہے۔

نماز میں دونوں جہان کی نجات ہے

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ حاجتیں نماز کے ذریعے طلب کی جاتی ہیں۔ پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تو وہ جلد نماز ہی کی طرف متوجہ ہو جاتے (یعنی کوئی مصیبت یا بیماری آئے تو زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کئے جائیں اور پھر اپنی مراد کیلئے دعا مانگے۔ رات کے نوافل مراد کے پوری ہونے کے لئے خاص اثر رکھتے ہیں۔ یہ بات مصائب کے حل کرنے کا بہترین اور موثر علاج ہے)۔ (نزہۃ المجالس ج ۱)

حضرت ابوذر غفاریؓ نے ایک حدیث بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میرا امتی اس غرض سے نماز پڑھتا ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس (خزاں رسیدہ) درخت کے پتے جھڑ گئے۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۲۱۸۸۹ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

تفسیر روح البیان میں حضرت دانیالؑ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ قوم نوحؑ اور قوم ہودؑ کے لوگ اگر اُمت محمد ﷺ کی نماز جیسی ظاہری شکل ہی بنا لیتے تو طوفان اور آندھی جیسے عذاب

Marfat.com

میں گرفتار نہ ہوتے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ عبد یالیل کی سرداری میں مدینہ منورہ آئے اور اس شرط پر اسلام قبول کرنے کو کہا کہ انہیں نماز نہ پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ آپؐ نے انہیں نماز چھوڑنے کی اجازت نہ دی اور فرمایا" لَا خَیْرَ فِی دِیْنٍ لَیْسَ فِیْهِ رُکُوْعٌ" (یعنی جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی خوبی نہیں)۔ (سنن ابی داؤد جلد۲ ص ۴۸۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب خنجر مارا گیا تو آپ تین دن شدید زخموں کی حالت میں بیہوش رہے آپ جب ہوش میں آتے تو نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ فرمان سنا ہے کہ اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو نماز چھوڑ دے۔ (الزواجر لابن حجر مکی ج۱ ص ۲۶۳)

روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا جو مسلمان ہو کر نماز چھوڑ دے (الترغیب والترھیب ج۱ ص ۱۵۹)، یعنی سو فیصد مسلمان نمازی تھے۔ مگر آج تقریباً پچانوے 9.5 فیصد سے زیادہ لوگ بے نمازی ہیں۔ حضرت عباسؓ کی روایت میں ہے کہ جو شخص ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے تو وہ حق تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے ناراض ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندے پر اللہ کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ اسے دو رکعت پڑھنے کی توفیق دی گئی ہو۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے سے بندے کو فرشتوں کے دو پروں جتنی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو دو نفل ادا کرتا ہے تو دن کو اس کا چہرہ چمکتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ملخصاً رقم الحدیث ۱۳۲۹)

حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ جنت اور دو رکعت میں سے ایک چیز اختیار کر لو تو میں دو رکعت اختیار کرونگا کیونکہ دو رکعت میں اللہ کی رضا ہے اور جنت میں میری رضا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد۱)

Marfat.com

ابلیس کا پیدا کردہ تکبر وسرکشی

سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۱۶ میں ابلیس کے قول ''قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ'' میں ''قَالَ'' کے چار معنی بیان کئے جاتے ہیں، فرمانا، عرض کرنا، کہنا اور بکواس کرنا۔ اس آیت میں ''قَالَ'' کے یہی آخری معنی لئے جاتے ہیں۔ اس نے یہ بکواس کی کہ الٰہی تو نے مجھے کس وجہ سے گمراہ کر دیا میں نے تو کوئی گمراہی کی بات نہیں کی اور میں تیرا عبادت گزار رہا ہوں۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس نے یہ بکواس کی کہ جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ضرور اولاد آدم کو بہکاؤں گا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ تو نے مجھ سے گمراہی پیدا فرمادی ہے۔ اس کے ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ تو نے مجھے نقصان میں ڈال دیا اور ایک سجدہ نہ کرنے سے میرے سارے سجدے برباد کر دیئے۔ (روح المعانی) اور آیۂ کریمہ ''لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ'' کے معنی یہ ہیں کہ میں ان کی تاک میں چوروں ڈاکوؤں کی طرح تیرے سیدھے راستہ پر چلنے والوں کی راہ میں بیٹھوں گا (الاعراف:۱۶)۔ اس نے کہا کہ میں آگے پیچھے دائیں بائیں سے ان پر حملہ کروں گا۔ (اس نے خدا کے مخلص بندوں کے سوا کسی کو معاف نہیں کیا یعنی نبی اور ولی کے سوا) مخلص بندے وہ ہیں جو اللہ کے حکم کو ادا کرنے میں اپنی جان پر بھی کھیل جاتے ہیں۔

اس نے یہ بھی کہا کہ میں بندوں پر آگے پیچھے دائیں بائیں یعنی چاروں طرف سے ان پر حملہ کر دوں گا۔ ان چاروں طرف سے چونکہ دوست آتے ہیں اس لئے دوستوں

Marfat.com

کے راستے سے آؤں گا ، اوپر اور نیچے کا نام نہیں لیا کیونکہ اوپر سے رحمت اور نیچے سے عاجزی آتی ہے۔ (تفسیر کبیر)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آگے کا مطلب آخرت سے غافل کرتا ہے، پیچھے سے مراد دنیا ہے جس میں الجھا دیتا ہے، دائیں طرف سے مراد ایمان اور عبادت ہے چنانچہ اس سے ہٹاتا ہے اور بائیں سے مراد گناہ میں پھنساتا ہے۔ حضرت شقیقؒ فرماتے ہیں کہ آگے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان یہ کہتا ہے کہ اللہ سے نہ ڈر اللہ غفور الرحیم ہے۔ حالانکہ وہ غفار اس کے لئے ہے جو توبہ کرے ایمان لائے اور عمل صالح کرے "وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا" (اور میں بلا شبہ بہت بخشنے والا ہوں اسے جو توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے۔ طٰہٰ :۸۲) پیچھے سے یہ کہہ کر ڈراتا ہے کہ اگر صدقہ خیرات کر دیا تو بچے بھوکے مر جائیں گے۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا" (اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اس کا رزق۔ ھود:٦) دائیں طرف سے مراد یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ تو بڑا صوفی اور عاقل ہے۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ" (اور آخرت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ القصص:۸۳) یعنی اگر تو متقی نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ بائیں طرف سے شہوت میں پھنساتا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ "وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ" (یعنی رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی ان کے درمیان اور جس کی وہ خواہش کرتے رہے۔ سورۃ سبا:۵۴)۔

ابلیس کے اختیارات

ابلیس نے بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے جو اختیارات حاصل کئے ہیں اس کا ذکر علامہ اقبالؒ نے ابلیس کی مجلسِ شوریٰ بعنوان "ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام" اور دیگر نظموں میں کیا ہے۔ قرآن وحدیث اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس حسبِ ذیل ہتھیاروں سے انسانوں پر حملہ کرتا ہے:

Marfat.com

(۱) تکبر کی وجہ سے وہ حق کو ناپسند کرتا ہے اور دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔ تکبر، بدخلقی کا دوسرا نام ہے۔ وہ بندوں میں تکبر پیدا کرتا ہے اور ایک دوسرے سے لڑا دیتا ہے۔

(۲) اس کی عمر نفخۂ اول تک طویل ہے۔ (جب صور پھونکا جائے گا)

(۳) یہ دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ کرتا ہے۔

(۴) آواز، گانا، گالی گلوچ، لغویات، مال و دولت اور اولاد کے ذریعے اپنے لشکر سے حملہ کراتا ہے۔

(۵) اکیلا سب کے پاس پہنچتا ہے اور یہ بیک وقت کروڑوں جگہوں پر بہکا سکتا ہے۔

(۶) ابلیس اور اس کی اولاد ہم سب کو دیکھتی ہے جبکہ ہم انہیں نہیں دیکھتے۔ کسی پر تصرف کرنے کیلئے تین باتیں ضروری ہیں۔ (۱) جس پر تصرف کرے وہ سامنے ہو (۲) اس کے پاس ہو یا اس کے اوپر ہو (۳) اور اس پر تصرف کر سکے۔ شیطان کو یہ تینوں باتیں حاصل ہیں مگر انبیاء اور اولیائے کرام کو اپنی طاقت سے متاثر نہیں کر سکتا۔

(۷) یہ جہاں پر بھی ہو (زمین پر ہو تو آسمانوں میں اور آسمانوں سے زمین پر) وسوسہ ڈال سکتا ہے اور ہر شخص کے سینے میں بلکہ ایک ایک رگ میں گھوم سکتا ہے۔

روایات میں ہے کہ شیطان نے ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ مقبول بارگاہِ الٰہی ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے مجھے معافی دلوا دیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر اللہ تعالیٰ نے سفارش کو قبول کیا لیکن اس شرط پر کہ وہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر دے اس بات کو سن کر اس نے کہا کہ جب آدم زندہ تھے اس وقت میں نے سجدہ نہیں کیا تو اب مردہ حالت میں ان کو کیسے سجدہ کروں۔ اس ہمدردی اور احسان کے بدلے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ میں تین وقتوں میں آدمی کو بہت خراب کرتا ہوں۔ ایک غصہ کی حالت میں جو چاہوں انسان سے کروا لیتا ہوں۔ دوسرے جہاد میں مجاہد کو گھر بار یاد دلاتا ہوں اور جہاد سے روکتا ہوں اور تیسرے یہ کہ غیر عورت کے ساتھ خلوت کے موقع پر اس سے زنا کروا لیتا ہوں۔ روایات میں ہے کہ ایک لاکھ سال جہنم میں رہنے کے بعد ابلیس کو کہا جائے گا

Marfat.com

کہ اب بھی توبہ کرلے اور آدم کو سجدہ کردے، لیکن وہ پھر بھی نہ مانے گا۔ چنانچہ دوبارہ جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ اس کا یہ انکار اس لئے ہے کہ اس کی فطرت میں ''اَبٰی وَاستَکبَرَ'' ہے۔ اَبٰی، اِبَاءَ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ''دانستہ طور پر بلاوجہ انکار کردینا''۔ علامہ اقبالؒ نے ابلیس کے حربوں کے متعلق بہت سی نظمیں تحریر کی ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ابلیس جبرئیل علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

ہے مری جرأت سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو — میرے فتنے جامۂ عقل و خرد کا تار و پو
دیکھتا ہے تو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر — کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے؟ میں کہ تو؟
خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا — میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو
گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے — قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو؟

ابلیس اپنی مجلسِ شوریٰ میں مشیروں سے کہتا ہے:

ہے میرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ و بو — کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تُو بہ تُو
دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق — میں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو
کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ — سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ھُو
کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشترا کی کوچہ گرد — یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ ہو
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمت سے ہے — جس کی خاکستر میں ہے ابتک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں ابتک نظر آتے ہیں وہ — کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

اہل ذوق حضرات کلیاتِ اقبال (فارسی اور اردو میں) اشاریہ کی مدد سے ابلیس پر لکھے گئے تمام اشعار کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہاں زیادہ اشعار کا نقل نہ کرنا تنگیٔ قرطاس کے سبب سے ہے۔ علامہ اقبالؒ جاوید نامہ میں شاہِ ہمداں سے پوچھتے ہیں کہ شیطان کو کیوں انسان پر مسلط کیا گیا۔

از تو خواہم سِرِّ یزداں را کلید — طاعت از ما جست و شیطان آفرید

Marfat.com

(ہم آپ سے خدا کے اس بھید کی کلید چاہتے ہیں کہ خدا ہم سے تو اطاعت چاہتا ہے اور ساتھ ہی شیطان کو پیدا کر دیا ہے۔)

شاہِ ہمداں نے بتایا کہ خدا ضرر (نقصان) سے نفع پیدا کرتا ہے اور شر سے خیر کو نکالتا ہے۔ اگر انسان اپنی خودی کو قائم رکھے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

بندۂ کز خویشتن دارد خبر آفریند منفعت را از ضرر

(وہ بندہ جو اپنی خودی سے آگاہ ہے، شر آمیز چیزوں سے منفعت حاصل کر سکتا ہے۔)

بزم با دیو است آدم را زوال رزم با دیو است آدم را جمال

(شیطان سے دوستی میں انسان کا زوال ہے اور اس سے جنگ کرنے میں اسے جمال حاصل ہوتا ہے۔)

شیطان کس پر حملہ کرتا ہے

شیطان کا قابو ان لوگوں پر ہے جن کے قلوب ایمان کی چاشنی سے خالی ہوں۔ ایمان اس سے بچنے کا قلعہ ہے، تقویٰ اس کے خلاف ہتھیار ہے۔ متقی مومن کا شیطان سخت دشمن ہے۔ ان سے ڈرتا ہے اور جلتا بھنتا بھی ہے۔ مجاہدؒ نے لکھا ہے کہ شیطان کہتا ہے کہ ہم سب کو دیکھتے ہیں لیکن ہم کو کوئی نہیں دیکھتا۔ ہم کسی کے قابو نہیں آتے، چپکے سے نکل جاتے ہیں۔ ہم بوڑھے ہو کر پھر جوان ہو جاتے ہیں۔ (کبیر، صاوی، خازن)

شیطان بدکاروں (کفار، ظالم حاکم، غنی متکبر، سود خور تاجر اور خائن وغیرہ) کا دوست ہے اور نیکوں (عادل حاکم، سچے تاجر، نیک عالم، توبہ کرنیوالوں، اچھے اخلاق والوں، حاملِ قرآن اور تہجد گزاروں وغیرہ) کا دشمن ہے۔ شیطان کہتا ہے کہ استغفار کرنے والے تو میری کمر توڑ دیتے ہیں یعنی جب وہ ان کو گمراہ کرتا ہے اور وہ استغفار کرتے ہیں تو شیطان کے چنگل سے نکل جاتے ہیں اور بار بار استغفار سے اس کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی بے دین دشمن نہیں ہوتا وہ خود بے دین ہوتا ہے۔ بری نظر، حرام کلام، حرام طعام اور لوگوں کے ساتھ زیادہ

Marfat.com

اختلاط سے شیطان انسان پر غلبہ پالیتا ہے۔ عشقِ مصطفےٰ ﷺ، گریہ وزاری اور محبتِ خدا سے ابلیس شکست کھا جاتا ہے۔ جب محبت دل (کے ایک سیاہ دانہ جسے حبۂ سوداء کہتے ہیں) میں آجائے اور اس کے اندرونی حصے فواد میں قرار پا جائے تو پھر کسی بات سے نہیں نکلتی۔ اس سے باہر اگرچہ دنیا کی محبت ہوسکتی ہے مگر فواد میں نہیں جا سکتی۔ کفار کے فواد میں شیاطین بستے ہیں اس لئے لامکانی وسعت کھو بیٹھے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی بسم اللہ پڑھ کر بیت الخلاء میں جائے تو شیطان اس کی شرمگاہ نہیں دیکھتا۔ جس عضو پر تجلی ایمان کم ہو وہیں سے حملہ کرتا ہے اور انسان کے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے۔ قصدِ اولاد کیلئے مباشرت سے پہلے دعا پڑھی جائے تو اولاد نیک ہوتی ہے۔

بندوں کی شیاطین پر گرفت

ابلیس سب شیاطین کا سردار ہے اور قرین وہ شیطان ہے جو ہر بندے کے ساتھ ہر وقت رہتا ہے۔ شیاطین نظر نہیں آتے مگر اللہ کے خاص بندے ان کو دیکھ لیتے ہیں اور جب انسانی شکل میں ہوں تو نظر آجاتے ہیں۔ تفسیر صاوی میں ہے کہ فرشتے اور جِنّات دونوں مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ فرشتے اچھی شکل اختیار کرتے ہیں مگر جِنّات اور شیاطین کتے، بلّے، سانپ وغیرہ کی شکل میں بھی آسکتے ہیں۔

احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان پیدا کیا جاتا ہے۔ اعتدال سے زیادہ یا حرام اشیاء کے کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ شیطان جسم کی رگ رگ میں داخل ہو جاتا ہے اور غافل لوگوں کے دلوں پر اپنی چونچ رکھ کر مسلط ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے۔ شیطان کا کام ہے کہ وہ اچھی باتوں کو بھلا دیتا ہے، بندوں کو اکساتا ہے اور جب کوئی کسی کو نیکی کی طرف تلقین کرے تو اپنے سر پر خاک ڈالتا ہے۔ اسی لیے شیطان پر ایک فقیہ سو عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے (مبلغین کا ابلیس سخت دشمن

Marfat.com

ہے) کوئی عورت بازار سے گزر جائے تو لوگوں کو اس کی طرف فتنہ بن کر مائل کرتا ہے۔ نماز پڑھنے والوں کے دلوں میں سستی اور غفلت پیدا کرتا ہے۔ بعض اوقات تو دین کے مسلوں سے گمراہ کر دیتا ہے۔ کسی کو کہتا ہے کہ تو دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے، ایسی نماز سے کیا فائدہ؟ کسی کو کہے گا کہ جب دل میں وسوسے آتے ہوں تو نماز نہ پڑھنا بہتر ہے، کسی پر غلط معنوں میں توحید پیش کر کے گمراہ کر دیتا ہے، کہیں قرآن کی تفسیر میں غلط تاویل پیش کرتا ہے، مگر راسخ العقیدہ صالح بندوں اور اولیائے کرام سے دور بھاگتا ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ہم نے شیطان کو پکڑ لیا تھا۔ اگر اسے باندھ دیتے تو مدینے کے بچے اس سے کھیلتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار اس کو ستون سے باندھ دیا لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اپنا کام کرے اور ہم اپنا کام کریں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جن کام کرتے تھے کیونکہ آپ کی حکومت جنوں پر بھی تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور امیر معاویہؓ نے بھی شیطان کو پکڑ لیا تھا تو خوشامد کر کے چھوٹا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا "اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرؓ" (کنز العمال رقم الحدیث ۳۲۷۶۴) شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سائے سے بھاگتا ہے گویا جہاں انہیں آتا ہوا دیکھتا تو راستہ چھوڑ جاتا تھا۔

ابلیس کے ہتھکنڈے

ابلیس نے انسان پر اپنا تسلط جمانے کے لئے عجیب عجیب ہتھکنڈوں کا استعمال رائج کیا ہے، اگر ان ہتھکنڈوں کی پوری تفصیل بیان کی جائے تو یہ ایک طویل داستان پر مشتمل ہوگی چنانچہ اختصار کے پیش نظر چند ایسے واقعات کا صرف خلاصہ ہی بیان کیا جائے گا جن سے شیطان بندوں پر قابو پاتا ہے تا کہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور لوگوں کو اس سے بچنے کا طریقہ بھی معلوم ہو سکے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شیطان کا بنیادی کام ہی دھوکہ دینا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اس کے سب ہتھکنڈے محض دھوکے ہی پر استوار ہوتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ کریں۔

۱۔ عورتوں کی بلا میں گرفتار کرنا اور غلط مسائل میں الجھا دینا: ابلیس نے دینداروں اور بے دینوں کو عورتوں کے چکر میں گرفتار کیا۔ جن میں سے برسیسا کا واقعہ مشہور ہے۔ بلعم بن باعورا کو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اکسایا۔ اپنی طرف سے جھوٹی وحی نازل کر کے بہت سے لوگوں کے ہاتھوں نبوت کے دعوے کروائے حتیٰ کہ کچھ لوگوں نے خدائی کے دعوے بھی کیئے۔ کسی نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا، کسی کے لئے نماز و روزے کی عبادت معاف کروادی اور یوں کہا کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ عابد سے عبادت اٹھ جاتی ہے۔ کسی کو یہ دھوکا دیا کہ احادیث غلط ہیں ان کو نہ مانو۔ کسی کو کہتا ہے جہاد معاف کر دیا گیا ہے۔ کسی کو یہ کہا نماز تو دل سے ادا ہوتی ہے اعضاء سے نہیں۔ چنانچہ جس کا دل نماز میں لگا رہے اسے نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں کسی کو اولیائے کرام اور تصوف کے خلاف اکسا دیا تا کہ دین اسلام کی یہ تر و تازہ شاخ کٹ کر رہ جائے۔ غرضیکہ شیطان کا جال اس قدر وسیع ہے کہ اس کا احاطہ بیان میں آنا مشکل ہے۔

۲۔ لوگوں کو لڑا دینا کسی بزرگ نے ابلیس سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کس طرح آپس میں لڑا دیتے ہو۔ اس نے کہا کہ ذرا ٹھہرو اور اس کا خود ہی مشاہدہ کرلو۔ اس نے حلوائی کی دکان میں چینی کے شیرے میں انگلی ڈبوئی اور دیوار پر شیرہ چپکا دیا۔ اس پر مکھیاں آئیں مکھیوں پر چھپکلی لپکی۔ چھپکلی پر ایک بلی آئی۔ اس بلی پر راہ گیر کا کتا لپکا۔ اس کشمکش میں دکان کا کچھ سامان خراب ہو گیا۔ نتیجتاً کتے کے مالک اور حلوائی میں لڑائی ہوگئی جو بعد میں خاندانی جنگ کی صورت اختیار کر گئی۔ (ابلیس کا کام صرف برائی کی ابتدا کرنا ہے جس کی وجہ سے نوبت بڑی برائیوں تک پہنچ جاتی ہے۔)

۳۔ ایام جہالت کی بات: عرب میں جہالت کے زمانے کی بات میں ایک میلے کے موقعے پر کسی قبیلے کے ایک آدمی نے راستے پر اپنی ٹانگ دراز کر دی اور کہنے لگا کہ اگر کسی کی

Marfat.com

طاقت ہے تو اس ٹانگ کو راستے سے ہٹا دے۔ ایک اور سرپھرا آیا۔ اس نے تلوار نکال کر اس کی ٹانگ الگ کر دی اور گزر گیا۔ اس کی وجہ سے دونوں قبیلوں میں جنگ ہوئی اور سینکڑوں آدمی مارے گئے۔ یہ سب شیطان کے پھیلائے ہوئے ڈھونگ ہیں اور وہ لوگوں میں اس طرح برائی کو عام کرتا ہے۔

۴۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ: آپ کی ابتدائی دنوں کی ریاضتوں کا قصہ بہت مشہور ہے کہ جب ایک دن جنگل میں وہ ٹھنڈے پانی کی طلب دل میں محسوس کر رہے تھے کہ اتنے میں ابلیس نے فوراً ایک کوزہ پانی کا سامنے لاکر رکھ دیا اور ساتھ ہی بادل نمودار ہوگئے۔ ان بادلوں میں آپ نے ایک نورانی چہرہ دیکھا کہہ رہا تھا ''اے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ! ہم تمہاری عبادات سے بہت خوش ہوئے ہیں اور آج کے بعد ہم نے اپنی تمام عبادات کا بار تمہارے اوپر سے اٹھا دیا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً یہ سمجھ لیا کہ جب نبی مکرم ﷺ کو عبادت معاف نہ ہوئی تو یہ آواز سوائے شیطان کے اور کسی کی نہیں ہوسکتی، چنانچہ جب آپ نے لاحول پڑھا تو وہ بادل، ٹھنڈی ہوا اور پانی کا کوزہ سب کچھ غائب ہوگیا۔ ابلیس نے پھر آواز دی ''اے شیخ! میں نے اس مقام پر بہت سے اولیائے کرام کو گمراہ کیا ہے مگر تم اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے ہو''۔ آپ نے فرمایا کہ تو مجھے علم کا فریب دینا چاہتا ہے۔ اے لعنتی دور ہوجا! مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ محض میرے خدا کے فضل نے ہی بچایا ہے (علم کا گھمنڈ دے کر ابلیس تکبر پیدا کرنا چاہتا تھا مگر آپ بچ گئے۔)

۵۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر: جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے صبر کی تعریف کی تو فرشتوں نے کہا کہ یاالٰہی ایوب علیہ السلام اس لئے شکرگزار ہیں کہ ان کو تو نے مال و دولت اور اولاد سے نوازا ہے۔ چنانچہ ایک ایسا طوفان آیا کہ ایوب علیہ السلام کا سوائے ایک بیوی کے سب کچھ تباہ ہوگیا اور اولاد بھی نہ رہی۔ فرشتوں نے کہا کہ الٰہی سب کچھ چھین لینے پر بھی یہ شکر اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کو تندرستی تو میسر ہے اور یہ تندرستی ہزار نعمت کے برابر ہوتی

Marfat.com

ہے۔ چنانچہ آپ سے صحت بھی چھین لی گئی اور آپ پھر بھی عبادت گزاری اور شکر گزاری پر قائم رہے۔ کچھ لوگ مال و دولت کے چھن جانے پر ناشکری کا اظہار کرنے لگتے ہیں اور جب کوئی نعمت چھن جائے تو ابلیس ایسے لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیتا ہے سوائے اللہ کے خاص بندوں کے۔ اس کے علاوہ ابلیس کی یہ عادت ہے کہ بدفعلی کرنے والوں کی مدد کرتا ہے، نیکی کرنے والوں کی راہ پر بیٹھ جاتا ہے اور مبلغوں کی زندگی دوبھر کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کی اصلاح نہ کر سکیں اور لوگوں کو ان کی مخالفت پر کھڑا کر دیتا ہے۔

۶۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بڑھتی ہوئی اشاعت اسلام کو روکنے کے لئے ابلیس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور شیخ نجد کی شکل میں آ کر لوگوں کو اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ اور تدارک کے طریقے بتایا کرتا تھا۔ عرب کے بارہ قبیلوں کے ۲۴ افراد کے ہاتھوں حضور ﷺ کے (نعوذ باللہ) قتل کرنے کی تدبیر بھی اسی لعین نے پیش کی تھی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ گویا انسانی شکل میں آ کر یہ کافروں، منافقوں، فاسقوں کو برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود کے بت خانہ کے بتوں کو توڑ دیا تو ابلیس نے ہی آپ کو آگ میں ڈالنے کی تدبیر پیش کی تھی تاکہ آئندہ کوئی شخص بتوں کی بے حرمتی نہ کر سکے۔ جب آگ جلائی گئی تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالنا ایک مشکل امر تھا کیونکہ لکڑیوں کی آگ کی بلندی انسانی پہنچ سے باہر تھی۔ چنانچہ ابلیس نے انسانوں کو منجنیق کا پہلی بار تخیل دیا اور کہا کہ ان کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکا جائے۔ مگر جب منجنیق کی رسیوں کو ہلانا انسانی طاقت سے باہر ہو گیا تو ابلیس کو پھر بلایا گیا۔ اس نے کہا کہ ان رسیوں کو فرشتوں نے پکڑ رکھا ہے اور اگر تم یہاں کوئی بے غیرتی کا عمل کرو گے تو فرشتے بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ رسیاں ہلنے لگیں۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام اپنی مدد کی پیشکش لے کر آئے اور کہا اگر کوئی حاجت ہو تو بتلائیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو جواب دیا کہ ''اَمَّا اِلَیکَ فَلَا'' (یعنی اے جبرئیل علیہ السلام مجھے تیری اعانت کی

Marfat.com

ضرورت نہیں)۔ اس پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اے خلیل اللہ! اپنے رب سے اپنے بچاؤ کی دعا تو مانگیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ''عِلْمُہٗ بِحَالِیْ یَکْفِیْنِیْ عَنْ سَوَالِیْ جب وہ میرے حال کو جانتا ہے تو مجھے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔'' جب منجنیق سے ابراہیم علیہ السلام کو پھینک دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ آپ کیلئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جائے۔ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ حکم ملا کہ ابراہیم علیہ السلام کو بچاؤ تو میں نے جنت سے صندل کی ایک چوکی لا کر اس پر ابراہیم علیہ السلام کو بٹھا دیا۔ چونکہ جنت پر آگ حرام ہے اس لئے وہ آپ کے لئے سرد ہو گئی۔ شیطان ہمیشہ اپنی فریب کاری کا بندوبست مکمل کرتا ہے لیکن بندوں کا حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہو تو اس کا داؤ نہیں چلتا۔

۸۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا واقعہ: مشہور ہے کہ وہ اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو بہکاتا رہا اور آج بھی اُس بہکانے کی وجہ سے حج کے ایام میں شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اس قصے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بہت مشہور و معروف ہے۔

۹۔ طوفانِ نوحؑ اور ابلیس: روایات میں ہے کہ جب طوفانِ نوح آیا تو ابلیس گدھے کی شکل میں آ کر حضرت نوح علیہ السلام سے اجازت طلب کرنے کے بعد کشتی میں آ گیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت آپ نے اپنی قوم کے لیے یہ دعا کیوں کی جس کی وجہ سے طوفان رونما ہوا اور سب لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس تباہی کے باعث آپ کا تبلیغی کام بھی بند ہو گیا اور میرا شیطانی کام بھی چوپٹ ہو گیا۔ روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ابلیس کی اس بات پر بہت افسوس ہوا اور اپنی دعائے ضرر پر پشیمان ہو کر بہت روئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ابلیس کو توبہ کی پیشکش کی تو ابلیس توبہ پر آمادہ ہو گیا۔ اس پر حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم آدم علیہ السلام کی قبر پر جا کر سجدہ کر دو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرما دیں گے، لیکن وہ اس شرط پر رضامند نہ ہوا اور کہنے لگا کہ جب آدم علیہ السلام

Marfat.com

زندہ تھے تو میں نے سجدہ نہیں کیا اور اب ان کے مردہ جسم کو کس طرح سجدہ کر سکتا ہوں؟ (یہ گفتگو موسیٰ علیہ السلام سے بھی منسوب کی گئی ہے۔)

۱۰۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے ابلیس کی ملاقات: کہتے ہیں کہ ایک عرصے سے میرے دل میں خواہش تھی کہ میں ابلیس لعین سے ملاقات کروں۔ چنانچہ ایک دن وہ سامنے آیا تو میں نے کہا کہ اے لعین! تو نے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اے جنیدؒ! کیا تو سمجھتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کر دیتا۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کے اس جواب سے بے بس ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں القا کیا کہ اس لعین کو کہو کہ جب تو اس کو خدا مانتا تھا تو تجھے اس کی نافرمانی کی جرأت کیسے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس القا کا اس لعین کو بھی علم ہو گیا تو وہ چلاتا ہوا بھاگ گیا۔

۱۱۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے ابلیس کو دیکھا کہ موٹی موٹی رسیاں بنا رہا ہے۔ پوچھا کہ یہ کس لئے بنا رہے ہو تو جواب دیا کہ یہ اولیائے کرام کے لئے پھندے تیار کر رہا ہوں۔ حضرت بایزیدؒ بہت حیران ہوئے اور پوچھا کہ میرے لئے کون سی رسّی تیار کی ہے؟ اس نے بہت زور سے قہقہہ لگایا اور کہا کہ تم بھی اپنے آپ کو بہت بڑا ولی سمجھتے ہو؟ تم تو ہمارے کسی شمار میں نہیں ہو۔ یہ رسیاں تو بہت اعلیٰ پائے کے ولیوں کو پھانسنے کے لئے تیار کر رہا ہوں۔ (چھوٹے موٹے بندے اس کی نگاہ میں نہیں ہوتے) آپ نے پوچھا کہ ہمیں یہی بتا دو کہ یہ رسی کون سے ولی اللہ کے لئے تیار ہو رہی ہے۔ کہنے لگا کہ فلاں ملک میں فلاں پہاڑ پر فلاں نامی بزرگ کے لئے یہ پھندہ تیار ہو رہا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ تلاش کے بعد جب میں اس جگہ کے قریب پہنچا تو پہاڑ کی چوٹی پر وہ بزرگ نمودار ہوئے اور دور سے میرا نام پکار کر کہنے لگے ''اے بایزیدؒ! واپس چلے جاؤ۔ تمہیں ہم سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ہم تو خود چور کی نظر میں ہیں اور جو چور کی نظر میں ہو اس کی صحبت مفید نہیں ہوتی''۔ حضرت بایزید بسطامیؒ یہ گفتگو سن کر حیران ہوئے اور روحانی معاملات پر ایک بہت بڑا سبق

Marfat.com

لے کر واپس آئے۔

۱۲۔ شیطان نے ایک عورت کو نبی بنانا چاہا: خواجہ عبدالحکیم انصاری مرحوم نے بنوں میں راقم الحروف سے یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ انہوں نے بنوں میں ہی ایک ایم اے پاس عورت (غالباً اس کا نام عطیہ تھا) کو مرید کیا۔ جب وہ مجاہدات میں مصروف ہوئی تو چند روز میں ہی اس عورت کو ایک روشنی نظر آنے لگی جو آخر کار اس سے ہم کلام ہونے لگی اور ہر روز کچھ نصیحت آمیز کلمات اس کو تحریر کرواتی رہی (مثلاً جھوٹ نہ بولو، کسی کا دل نہ دکھاؤ وغیرہ۔) جب یہ نصیحتیں ایک رجسٹر کی شکل اختیار کر گئیں تو انصاری صاحب کو وہ رجسٹر دکھایا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج شام کو جب نصیحت کا لکھوانے کا سلسلہ شروع ہو تو مجھے بھی بلا لینا تاکہ میں اس سے بات کرسکوں۔ چنانچہ جب نصیحت لکھوانے کا سلسلہ شروع ہوا تو انصاری صاحب نے املا کرانے والے سے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ کیا لکھوا رہے ہو؟ تو اس روشنی نے جواب دیا کہ ہم اس لڑکی کے ربّ ہیں اور یہ سب کچھ اس کی ہدایت کے لئے لکھوا رہے ہیں۔ انصاری صاحب نے کہا ''کیا ہدایت کے لئے قرآن کافی نہیں؟'' آواز آئی کہ قرآن اور بات ہے، مگر یہ تو خاص اس عورت کی نصیحت کے لئے ہے۔ اس پر انصاری نے اسے برا بھلا کہا اور ڈانٹتے ہوئے کہا کہ دفع ہو جا اور آئندہ کبھی اس عورت کی طرف رخ نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ نصیحتوں کا نزول بند ہو گیا اور عورت جھوٹی نبی بنتے بنتے رہ گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اسی طرح ابلیس نے کئی لوگوں سے نبوت کے دعوے کروائے۔ کاش ایسے جھوٹے دعویداروں کا کوئی پیر ہوتا تو وہ نہ بہکتے۔

۱۳۔ ابلیس کسی بدی پر مجبور نہیں کرسکتا: اولیائے کرام کہتے ہیں کہ ابلیس کو اتنی طاقت نہیں کہ وہ کسی کو بدی پر مجبور کرے۔ وہ تو فقط پھسلاتا ہے اور اپنا کام قدم بہ قدم کرتا ہے۔ پہلے مرد و عورت میں ایک دوسرے کو دیکھنے کی خواہش پیدا کرتا ہے، پھر بات کرنے اور پھر پاس جانے پر اکساتا ہے اور بالآخر دونوں کو رسوا کر دیتا ہے۔ ہر بری خواہش پر شیطان بندے

Marfat.com

کو کہتا ہے کہ اس میں کیا حرج ہے۔ یہ بات کوئی خاص گناہ تو نہیں اور پھر ایسی حالت میں لا پھینکتا ہے کہ خواہ مخواہ گناہ ہو جائے۔ قیامت کے دن بھی یہی کہے گا کہ میں نے تمہیں مجبور تو نہیں کیا تھا۔ میں نے تو تمہیں صرف بدی کی دعوت ہی دی تھی جو تم نے مان لی۔ میرا اس میں کوئی زور تو نہیں تھا لہٰذا اب تم اپنے آپ پر ہی ملامت کرو۔

۱۴۔ حضرت امام غزالیؒ: نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک عابد کو جب یہ معلوم ہوا کہ ایک مقام پر لوگوں نے ایک درخت کی پوجا شروع کر دی ہے تو وہ کلہاڑی لے کر روانہ ہوا تا کہ وہ اس درخت کو کاٹ ڈالے اور پوجا کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔ راستے میں اس کو انسان کی شکل میں شیطان ملا اور اسے منع کیا کہ درخت نہ کاٹے۔ ان دونوں میں جھگڑا ہوا اور دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ اس شخص نے شیطان کو تین بار چت کر دیا۔ شیطان نے اس عابد کو سمجھایا کہ تم کو درخت میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر روزانہ تکیہ کے نیچے تمہیں تین دینار مل جایا کریں تو تم اس میں سے ایک دینار اپنے لئے، ایک دینار فقراء کے لئے اور ایک دینار کسی نیک کام میں صرف کر دیا کرو اور خود رات دن عبادت میں صرف کرو۔ کیا یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں۔ جاؤ اور اپنے لیے نیکی کا سامان مہیا کرو۔ وہ عابد مان گیا اور واپس چلا گیا۔ تین چار روز تک وہ دینار تکیے کے نیچے سے نکلتے رہے اور پھر اچانک بند ہو گئے۔ اس عابد کو غصہ آیا اور پھر کلہاڑی لے کر درخت کو کاٹنے کے لئے نکلا مگر راستے میں شیطان سے جب مڈھ بھیڑ ہوئی تو شیطان نے تینوں بار عابد کو چت کر دیا۔ جب اس عابد نے شیطان سے اپنے ہارنے کی وجہ دریافت کی تو شیطان نے کہا کہ پہلی بار جب تم آئے اور لڑے تو یہ لڑائی اللہ کیلئے تھی، اس لئے تم غالب رہے۔ مگر دوسری بار تم اللہ کیلئے نہیں بلکہ دیناروں کی خاطر مجھ سے الجھ رہے تھے اس لئے کامیاب نہ ہو سکے۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ص ۵) (اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ شیطان بندوں کو اس طرح فریب دے کر قابو کرتا ہے۔)

۱۵۔ احادیث میں شیطانی وسوسوں کا ذکر: احادیث میں ہے کہ جب کوئی نماز کے لئے

Marfat.com

کھڑا ہوتا ہے تو شیطان وسوسے پیدا کرتا ہے اور اس کی سب سے زیادہ زود اثر بات یہ ہوتی ہے کہ وہ نمازی کو کہتا ہے جلدی کر، جلدی کر، تیرا فلاں کام ادھورا ہے۔ فلاں کام ابھی کرنا ہے۔ اس جلدی میں وہ نمازی کی نماز میں خشوع و خضوع کو ختم کر دیتا ہے۔

۱۶۔ جب کوئی شخص کسی کو نصیحت کرتا ہے: اگر کوئی شخص کسی کو نماز قائم کرنے کی نصیحت کرے اور اس پر اس وعظ کا اثر ہو جائے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ ہاں یہ وعظ والی باتیں تو درست ہیں، لیکن تمہارا فلاں کام ٹھیک ہو جائے تو پھر نماز شروع کرنا اور کبھی کہتا ہے کہ کل سے شروع کرنا کیونکہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اس وعظ کا اثر بھی ختم ہوتا جائے گا۔ پھر چند دنوں کے بعد نماز پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ شیطان اس طرح راہِ عمل میں تاخیر پیدا کرنے کا حربہ استعمال کر کے بالآخر لوگوں کو نیک کاموں سے روک دیتا ہے۔

۱۷۔ رشوت خوروں، چوروں اور کالا دھن کمانے والوں کے لیے شیطان کیا حربہ استعمال کرتا ہے؟ ایسے لوگوں کو شیطان کہتا ہے کہ اگر یہ بے ایمانی کا کام نہ کرو گے تو بچوں کا پیٹ کیسے پالو گے اور ان کے لئے اعلیٰ تربیت کا انتظام اور اعلیٰ مکان وغیرہ کا بندوبست کیسے کر سکو گے۔ اپنا پیٹ بھی تو بھرنا ہے اور اس کے بعد لوگوں کا استحصال بھی کرنا ہے۔ ان کا مال کھانا تو کوئی جرم نہیں۔ یہ ایسے نکات ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ لوگوں کو برائی پر اکساتا ہے۔ آجکل مہنگائی کی وجہ سے یہ لوگوں کو کہتا ہے کہ آج کے زمانے میں رشوت جائز ہے۔ ابلیس کے گمراہ کن ہتھیاروں کی فہرست بہت طویل ہے۔ طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

ابلیس اللہ کے سامنے شکایت کناں ہے کہ مسلمان اس کی ذرہ برابر بھی مدافعت نہیں کر سکتے

علامہ اقبالؒ نے ''جاوید نامہ'' میں نالۂ ابلیس کے نام سے ایک نظم لکھی ہے اور جس کا خلاصہ نیچے درج کیا جا رہا ہے۔ ابلیس نے ایک روز اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عرض گذاشت

Marfat.com

کی کہ الٰہی اس پانی اور مٹی کی گڑیا (انسان) کو مجھ سے واپس لے لے۔ میں اس بڑھاپے میں اس کے ساتھ بچوں کا سا کھیل نہیں کھیل سکتا۔ ابلیس نے کہا "الٰہی میں تیرے اس ابن آدم کا شکار کیا کروں۔ میں ذرا اشارہ ہی کرتا ہوں تو وہ اپنے آپ ہی ہتھیار پھینک دیتا ہے اور چت ہو جاتا ہے۔ اس کا شکار کرنے میں مجھے قطعاً کوئی مزہ نہیں آتا۔ میں تو ایسے مردانِ خدا چاہتا ہوں جو میرا مقابلہ کریں اور مجھے ٹھکرا دیں تاکہ اس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں کچھ مزہ تو آئے۔ یہ کمزور انسان تو میرے حکم کا مطیع بن چکا ہے اور فوراً میرے پھندے میں پھنس جاتا ہے، اس میں مقابلہ کرنے کی بالکل سکت ہی نہیں رہی۔

واضح رہے کہ مضبوط بندے قرونِ اولیٰ کے مسلمان تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر شیطان بھاگ جاتا تھا اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر جب وہ حملہ کرتا تو آپ کے رعب کی وجہ سے اس پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آپ اس کو فرماتے "اِدْفَعْ یَا لَعِیْن" (اے لعین دور ہو جا) تو وہ بھاگ جاتا۔ اب آپ علامہؒ کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔

اے خدا وندے صواب و ناصواب — من شدم از صحبت آدم خراب

(اے نیکی اور بدی کے مالک خدا! مجھے آدم کی صحبت نے خراب کر دیا ہے۔)

ہیچ گہ از حکمِ من سر بر نتافت — چشم از خود بست، خود را در نیافت

(یہ کسی وقت بھی میرے حکم سے منہ نہیں موڑتا، اس نے اپنے آپ سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی (یعنی انسان کی) عظمت کو نہیں پہچانتا۔)

خاکش از ذوق "ابا" بیگانۂ — از شرارِ کبریا بیگانۂ

(اس کی خاک انکار کے لطف سے ناآشنا ہے۔ یہ کبریائی (خدا کی بڑائی) سے ناواقف ہے۔)

صید خود صیاد را گوید بگیر — الاماں از بندۂ فرماں پذیر

(یہ ایسا شکار ہے جو شکاری کو کہتا ہے مجھے پکڑ لے۔ ایسے بے ہدایت بندے سے خدا کی پناہ۔)

از چنیں صیدے مرا آزاد کن — طاعتِ دیرینۂ من یاد کن

Marfat.com

(اے خدا ایسے شکار سے تو مجھے نجات دے دے۔ میری پرانی عبادتوں کا اتنا صلہ تو مجھے دے۔)

فطرتِ او خام و عزمِ او ضعیف   تابِ یک ضربم نہ دارد ایں حریف

(اس کی فطرت نہایت خام اور عزم کمزور ہے۔ یہ میرا حریف تو میری ایک ضرب کی تاب نہیں لا سکتا۔)

بندۂ صاحب نظر باید مرا   یک حریفِ پختہ تر باید مرا

(مجھے تو کوئی صاحب نظر بندہ چاہیے۔ میرے مقابلے کے لئے تو ایک پختہ تر مرد چاہیے۔)

ابن آدم چیست، یک مشتِ خس است   مشتِ خس را یک شرار از من بس است

(آدم کی اولاد کیا ہے، تنکوں کی ایک مٹھی ہے، اس مٹھی بھر خس کیلئے تو میری ایک چنگاری کافی ہے۔)

اندر ایں عالم اگر جز خس نہ بود   ایں قدر آتش مرا دادن چہ سود

(اس دنیا میں اگر ایسے خس وخاشاک کے سوا کچھ نہ تھا۔ تو مجھے اس قدر آگ دینے کا کیا فائدہ تھا۔)

بندۂ باید کہ پیچد گردنم   لرزہ اندازد نگاہش در تنم

(مجھے تو ایسا مرد درکار ہے جو میری گردن مروڑ دے اور جس کی نگاہوں سے میرے جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے۔)

اے خدا یک زندہ مرد حق پرست   لذتِ شاید کہ یابم در شکست

(اے خدا ایسا زندہ اور حق پرست مرد دے کہ جس سے شکست کھانے سے مجھے لذت محسوس ہو۔)

یاد رہے کہ جو بندہ خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہو اور حتیٰ الامکان شریعت کا پابند ہو تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر کوئی نماز و روزہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اسے رفتہ رفتہ باقی احکامات کی بھی پابندی حاصل ہو جاتی ہے۔

جنت سے نکلوانے کا واقعہ

شیطان کو جب جنت سے نکالا گیا تو اس کے دل میں آدم علیہ السلام کی طرف سے

Marfat.com

سخت حسد پیدا ہو گیا تھا۔ روایات میں ہے کہ جنت سے نکالے جانے کے باوجود اس کا آنا جانا بند نہیں ہوا تھا۔ کبھی وہ جنت سے باہر کھڑا ہو کر وہاں کی خبریں لاتا اور کاہنوں کو بتاتا۔ اس کا یہ جانا آنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بند کر دیا گیا۔ منقول ہے کہ اس نے جنت کے دروازے پر مور کو کہا کہ آدم کو دروازے پر لے آؤ اور سانپ کو کہا کہ مجھے اٹھا کر دیوار تک پہنچا دو۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ جب آمنا سامنا ہوا تو ابلیس نے آدم سے کہا کہ مجھ سے آپ کی بڑی بے ادبی ہوئی کہ میں نے آپ کو سجدہ نہیں کیا جس کے سبب یہ ناچیز ملعون ہو گیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس کا کفارہ ادا کر دوں اور آپ کو ایسے مقام پر پہنچا دوں کہ آپ کا غصہ مجھ پر سے جاتا رہے۔

دورانِ گفتگو ابلیس نے کہا کہ آپ کو جو موجودہ عزت ملی ہے اس پر فریفتہ نہ ہو جائیں کیونکہ آخر کار آپ کو موت آنے والی ہے جس سے تمام عیش و آرام ختم ہو جائیں گے۔ آپ نے پوچھا موت کس طرح آئے گی تو ابلیس مردہ جانوروں کی طرح زمین پر گر گیا اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ یہ دیکھ کر وہ ڈر گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا اس سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے؟ (آدم علیہ السلام کو علم تو تھا مگر اس وقت بھول گئے جیسے فرمایا ''وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہ'' ''یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کو بھلا دیا اور اس کے حکم کو ماننے میں لغزش ہوئی۔ گویا آپ کو علم تھا مگر حضور نہ تھا۔) آپ کو علم تھا اور یہ بھی علم تھا کہ ایسا ہونا ہے جیسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو علم تھا اور فرماتے تھے کہ کوفے جا نہیں رہا بلکہ بھیجا جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ابلیس نے کہا کہ شجر خلد کھا لو جس سے ہمیشہ جنت میں رہو گے۔ آپ نے فرمایا یہ تو سلطنت جانے کا شجر ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اس درخت سے اس لئے منع نہیں فرمایا کہ تمہیں اس سے کوئی نقصان ہوگا بلکہ اس لئے منع فرمایا کہ کہیں آپ فرشتے نہ بن جائیں اور ہمیشہ جنت میں نہ رہنے لگیں۔ اس نے کہا کہ اللہ نے آپ کو کھانے سے منع نہیں کیا بلکہ قریب جانے سے منع کیا اور کہا کہ ''لَا تَقْرَبْ'' سے مراد ہے کہ آپ قریب نہ

Marfat.com

جائیں۔ میں آپ کو وہ درخت لا دیتا ہوں اور قسمیں کھائیں کہ میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سوچا کہ خدا کی جھوٹی قسمیں کون کھا سکتا ہے۔ ان کو یہ خیال نہ رہا کہ اللہ سے پوچھ لیں اور یہی بھول ہوگئی اور کبھی ایسی بھول طاری ہو جاتی ہے جیسے یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو شکار پر بھیجنے کے وقت اللہ کے سپرد کرنا بھول گئے تھے تو چالیس ۴۰ سال جدا رہے۔ لیکن ان بزرگوں کی بھول میں بھی رحمت ہوتی ہے جس سے ان کو مصر کی سلطنت ملی۔ اسی طرح گو حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر بھیجے گئے مگر آپ کے درجات بلند کئے گئے اور آپ کو خلعت عطاء ہوئی۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابلیس نے بی بی حوا کو رضا مند کیا اور انہوں نے وہ دانہ کھالیا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی رضا مند کر لیا اور دانہ کھلایا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام، سانپ اور مور کو بھی جنت سے نکال دیا گیا اور کہا کہ ایک خاص مدت تک تمہیں دنیا میں رہنا ہوگا جہاں ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی ہوگی اور پھر جنت میں بلا لیا جائے گا۔

دانہ کھانا خطائے اجتہادی تھی

مفسرین کا قول ہے کہ دانہ کھانا گناہ نہ تھا بلکہ یہ خطائے اجتہادی تھی۔ خطائے اجتہادی وہ ہوتی ہے جس میں ارادہ نہ ہو یا کوئی کام کرنے میں بھول ہو جائے۔ آپ نے سوچا یہ معمولی سی ممانعت ہے۔ (" حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ "، ابرار کی نیکیاں مقربین کے لیے گناہ ہیں) لیکن ایسی بھول بھی پیغمبروں کے شایانِ شان نہیں ہوتی۔

مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام نور قدیم (اللہ تعالیٰ) کی آنکھ تھے اور آنکھ میں ایک بال کا آ جانا بھی ایسا ہی ہے جیسے آنکھ میں پہاڑ آ گیا ہو۔ نیچے دیئے گئے شعر کا ترجمہ بھی یہی ہے۔

Marfat.com

بود آدم دیدۂ نورِ قدیم موئے در دیدہ بود کوہِ عظیم

اولادِ آدمؑ کو نصیحت

سورۃ اعراف آیت ۱۱ تا ۲۷ تک کا یہ قصہ بنی نوع انسان کو سنایا جا رہا ہے کہ ہم نے آدم کو رشک مہر و ماہ بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ نوری مخلوق کو ان کی تعظیم کے لئے سربسجود کرایا، ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور ابلیس کی پیش کردہ وجہ بھی بیان فرمائی۔ ان آیات میں شیطان کے ساتھ مکمل گفتگو کا خلاصہ بھی بیان فرمایا۔ شیطان پر اپنے عتاب کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ابلیس نے مہلت مانگی اور اسے مہلت بھی دے دی گئی اور گمراہ کرنے کی طاقت بھی دے دی گئی۔ آدم علیہ السلام کے حسد نے اس کو اتنا حواس باختہ کر دیا کہ وہ اپنے خالق سے ایسی گفتگو کرنے لگا جو ایک معمولی شخص سے بھی روا نہیں اور کہا کہ سجدہ نہ کرنے کے جرم میں تو نے مجھے دھتکارا ہے لہذا انسانوں کو میں اپنے مکر و فریب کے شکنجے میں یوں کسوں گا کہ وہ تیرے نافرمان اور میرے فرماں بردار بن جائیں گے۔ وہ اس بات پر پیچ پا ہو رہا تھا کہ اس کو ایسا حکم ہی کیوں دیا گیا جس کی تعمیل نہ ہونے کی وجہ سے وہ گمراہ قرار دیا گیا۔ اس میں اولاد آدم کو نصیحت ہے کہ تم اس ابلیس کے دھوکے میں نہ آنا۔ یہ تمہارا دشمن ہے۔ خدا کی اطاعت میں انسان کے لیے ذرہ برابر دریغ روا نہیں۔

آدم علیہ السلام کی معافی

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۷ میں ارشاد ہے کہ:

فتلقّیٰ اٰدم من رّبّہ کلمٰتٍ	پس سیکھ لئے اللہ تعالیٰ سے آدم علیہ السلام نے
فتاب علیہ ط	کچھ کلمات تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔

(البقرہ: ۳۷)

دانہ کھانے کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ کلمات سکھائے تا کہ وہ مغفرت طلب کریں۔ آپ زمین پر آکر استغفار پڑھتے رہے اور کثرت سے آہ و زاری کرتے رہے۔

Marfat.com

اگرچہ حضرت داؤد علیہ السلام کثیر البکاء (بہت رونے والے) تھے اور آپ کے آنسو تمام روئے زمین والوں کے آنسوؤں سے زیادہ ہیں، مگر حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو حضرت داؤد علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے آنسوؤں سے بھی بڑھ گئے۔ (خازن) آپ نے زمین پر آنے کے بعد تین سو سال تک شرم سے آسمان کی طرف منہ نہ اٹھایا۔ یہ سب گریہ وزاری، ندامت اور اللہ سے شرم وحیا کی وجہ سے تھی۔ مثنوی مولانا رومؒ میں روایت ہے کہ مجنوں نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ الٰہی مجھے عشقِ لیلیٰ دے کر اس قدر مصیبت میں کیوں ڈال دیا کہ تمام دنیا میں رسوا ہو گیا ہوں اور یہاں کی لذتیں سب بھول گیا ہوں۔ جواب ملا۔

عشقِ لیلیٰ نیست ایں کارِ من است　　　حسنِ لیلیٰ عکس رخسارِ من است

(یہ لیلیٰ کا عشق نہیں بلکہ یہ تو میرا کام ہے، لیلیٰ کا حسن میرے چہرے کا عکس ہے۔)

خوش بہ آید نالۂ شب ہائے تو　　　ذوق ہا دارم بہ یارب ہائے تو

(تیری راتوں کی آہ وزاری مجھے بہت پسند ہے، اور مجھے تیرے یارب کے الفاظ بہت پیارے لگتے ہیں۔)

یعنی لیلیٰ کا رخسار آئینۂ جمالِ یار ہے۔ ''روح البیان'' میں ہے کہ بظاہر حضرت یعقوبؑ علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی محبت میں رو رہے تھے مگر دراصل انہیں خالقِ یوسف کی محبت رلا رہی تھی۔ وہ کنعان میں یوسف علیہ السلام کے ہر حال کو دیکھ رہے تھے۔

حاکم، طبرانی، ابونعیم، بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے کہ جب آدم علیہ السلام پر عتاب نازل ہوا تو دنیا میں آکر آپ فکر توبہ میں حیران تھے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا ہوا تھا۔ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ بارگاہِ الٰہی میں یہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد ﷺ کو حاصل ہے کہ ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب

Marfat.com

فرمایا۔ لہٰذا انہوں نے اپنی دعا میں ''رَبَّنَا ظَلَمْنَا'' کے ساتھ یہ عرض کیا۔

اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ میں سوال کرتا ہوں محمد مصطفےٰ ﷺ کے توسل سے کہ مجھے

اَنْ تَغْفِرَلِیْ معافی عطا فرما۔

ابنِ منذر کی روایت ہے کہ آپ نے یہ دعا فرمائی تو فوراً توبہ قبول ہوگئی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَاہِ ۔ یارب میں تجھ سے تیرے خاص بندے محمد ﷺ کی جاہ

مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَکَرَامَتِہٖ ومرتبت کے طفیل اور اس کرامت کے صدقے میں جو

عَلَیْکَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے، مغفرت چاہتا ہوں۔

اعترافِ آدمؑ اور ابلیس کی سرکشی

خلافتِ آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں نے پہلے تو یہ ظاہر کیا کہ وہ آدم علیہ السلام سے بہتر ہیں، لیکن جب ان پر آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوگئی تو وہ سجدے کے لئے رضا مند ہوگئے اور یہ نہیں کہا کہ اے اللہ جب تو نے ہمیں اسماء کا علم ہی نہیں دیا تو ہمارا اس میں کیا قصور ہے؟ چنانچہ انہوں نے آدم علیہ السلام کے خلاف بات کر کے پھر رجوع کر لیا اور یہی اصل توبہ ہے۔

دوسری نوبت ابلیس کے ساتھ پیش آئی کہ وہ اس بات پر اڑ گیا کہ وہ آدم علیہ السلام سے افضل ہے اس لئے سجدہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس نے کھلم کھلا انکار کر دیا اور اس انکار کا الزام بھی اللہ پر رکھا اور کہا کہ الٰہی تو یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں سجدہ کروں یعنی اُس کی گمراہی (نعوذ باللہ) خدا کی وجہ سے تھی۔ اس انکار، تکبر اور ضد کی وجہ سے وہ مردود قرار دیا گیا۔

تیسری نوبت آدم علیہ السلام کے ساتھ پیش آئی کہ ان کو اس درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا گیا مگر ابلیس نے انہیں چالبازی سے بہکا کر انہیں اس درخت کا دانہ کھانے پر راضی کر لیا۔ جب آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کے بعد جنت کا لباس اتر گیا تو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا'' کیا میں نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ابلیس تمہارا دشمن ہے اور اُس کی بات نہ ماننا؟'' اس وقت ان کی آنکھیں شرم سے جھک گئیں اور لغزش کا اعتراف کرلیا اور کہا کہ الٰہی ہم نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے۔ آپ کے اس اعتراف پر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور دنیا میں عمر گزارنے کے بعد آدم علیہ السلام کو دوبارہ جنت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر نیت درست ہو تو ہر کوئی اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سرکشی اور قصداً گناہ پر گرفت فرماتا ہے۔

آدم علیہ السلام کا نزولِ دنیا

فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان سب کو جنت سے زمین پر اتارو۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں سراندیپ کے اس پہاڑ پر اتارا گیا جس کو کوہِ نور کہتے ہیں اور حضرت حوّا کو ساحلِ عرب میں جدّہ کے مقام پر اتارا۔ مور کو مرج الہند میں اور شیطان کو نیسان کے جنگل میں اتارا گیا جو کہ بصرے سے کچھ فاصلے پر ہے۔ سانپ کو سجستان یا اصفہان میں اتارا، وہاں ابھی تک سانپ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو کھیتی باڑی کی مشقت ملی۔ حضرت حوّا کو حیض و حمل اور کم عقلی میراث میں ملی۔ سانپ کے پاؤں غائب کر دیئے گئے، مور کے پاؤں بدشکل ہو گئے۔ ابلیس کی شکل مسخ کر دی گئی۔ ہندوستان کی زمین اس لئے ہری بھری ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے ساتھ جنت کے کچھ پتے آ گئے تھے اور یہ پتے جس درخت پر پہنچے وہ ہمیشہ کیلئے خوشبودار بن گیا۔ آدم علیہ السلام مختلف قسم کے بیج، تین قسم کے پھل، حجرِ اسود اور وہ عصا جس کی لمبائی دس ہاتھ تھی، جو بعد میں موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آیا، ساتھ لائے۔ کچھ سونا چاندی اور کھیتی باڑی کے اوزار بھی ساتھ لائے۔ جب آپ زمین پر آئے تو سخت گھبرا گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بلند آواز سے اذان کہی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ کا نام گرامی اذان میں سنا تو طبیعت سنبھل گئی۔ حضرت

Marfat.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں سب واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔ اگر کسی کو تفصیل درکار ہوتو وہ تفسیر عزیزی کا مطالعہ کرے۔

جنت سے نکلنے سے پہلے آدمؑ اور ابلیس کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو

حضرت عبید بن عمیرؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابلیس لعین نے جنت سے نکالے جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہی تو نے آدم علیہ السلام کی وجہ سے مجھے جنت سے نکالا لیکن میں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکوں گا مگر تیری طاقت کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تجھے ہماری طرف سے طاقت دی گئی''۔ اس نے پھر کہا ''الٰہی اور طاقت دے''، فرمایا ''جس قدر آدم علیہ السلام کے بچے پیدا ہوں گے تیرے بھی اتنے ہی بچے پیدا ہوں گے۔'' اس نے کہا ''الٰہی اور طاقت دے'' فرمایا ''میں ان کے سینوں کو تیرا گھر بنادوں گا اور تجھے اتنی طاقت دی جاتی ہے کہ ان کی رگ رگ میں تو گھوم سکے گا''۔ کہنے لگا ''الٰہی اور طاقت دیجئے'' فرمایا ''ان پر حملہ کر اپنے سواروں اور پیادوں سے اور ان کے کاموں میں شرکت کر اور جیسے چاہے ان سے وعدے کر اور شیطان کا ہر وعدہ دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔''

اس کے بعد آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہی تو نے شیطان کو مجھ پر مسلط کردیا ہے اور میں تیری امداد کے بغیر اس سے بچ نہ سکوں گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ''تیرے ہاں جو بھی بچہ پیدا ہوگا اس کی حفاظت کے لئے میں اپنے محافظ (فرشتے) مقرر کردوں گا۔'' آدم علیہ السلام نے عرض کیا ''الٰہی اور قوت عطا فرما۔'' فرمایا ''ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی بلکہ اس سے بھی زیادہ (حتیٰ کہ ایک نیکی کا لاکھ گنا ثواب بھی ملے گا) اور بدی صرف ایک ہی لکھی جائے گی یا اس کو بھی مٹادوں گا۔'' عرض کیا ''الٰہی اور قوت عطا فرما۔'' فرمایا ''جب تک جسم میں جان رہے گی، توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔'' انہوں نے

Marfat.com

پھر عرض کیا ''الٰہی اور قوت عطا فرما۔'' فرمایا ''میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بیشک اللہ سب کے سب گناہ معاف کر دے گا، بیشک وہ سب گناہوں کو معاف کرنے والا اور سب سے زیادہ مہربان ہے۔''

یہ بحث بہت دلچسپ ہے کہ اللہ کی مدد سے کون زیادہ فائدہ حاصل کر رہا ہے، انسان یا ابلیس۔ اس بحث کو ہم قارئین پر چھوڑ رہے ہیں، مگر اتنا ضرور کہہ دیتے ہیں کہ شیطان کا رنگ لوگوں کو زیادہ پسند آتا ہے اور اس نے اپنی بے حیائی کا بازار خوب گرم کر رکھا ہے۔ نیک انسانوں کو یہ حکم ہے کہ تمہارے دور کے لوگ جو تیزی سے دوزخ کی طرف جا رہے ہیں ان کو کمر سے پکڑ پکڑ کر جنت کی طرف لاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں کو جہنم کی راہ سے بچائے گا گویا وہ میری مدد کر رہا ہے اور جو میری مدد کرے گا میں اس کی مدد ضرور کروں گا جیسا کہ سورۂ محمد کی آیت نمبر ے میں ہے ''یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ'' (اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا)۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ کی مدد فوراً ملتی ہے۔

بنی آدم اور ابلیس لعین کی طاقتوں کا موازنہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو دنیاوی طاقتیں دی ہیں اور بنی آدم کو دنیاوی اور اخروی دونوں طاقتیں عطا فرمائی ہیں، لہٰذا انسان کی طاقتیں ابلیس کی طاقتوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مگر اس بات کا کیا علاج ہے کہ اگر آج کا مسلمان مٹی کا ڈھیر بن جائے تو ابلیس اس پر شیر کی طرح آسانی سے حملہ کر دیتا ہے۔ اگر انسان میں قوت مدافعت قطعاً ماند پڑ جائے تو پھر ابلیس انسان سے جو چاہے کرواتا ہے اور انسان ہمیشہ کے لئے اس کے فولادی پنجے کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ تجربہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر انسان نماز روزہ کا سختی سے پابند رہے تو ابلیس اسے تکلیف تو ضرور پہنچاتا رہے گا لیکن اس کو سرنگوں کرنے میں اس

Marfat.com

کا بس نہیں چل سکے گا۔

ابلیس کی طاقتیں اس دنیا کی نفسانی خواہشات مثلاً عورت، ناجائز پیسہ رشوت اور چور بازاری وغیرہ کی طرف سے حملہ آور ہوتی ہیں اور یہ تمام محکمے اس قدر دلفریب ہیں کہ بہت کم انسان ان سے بچ سکتے ہیں۔غرض اس طرح شیطان نے مسلمانوں کی بڑی تعداد کو آزمائش اور ابتلا میں گرفتار کر رکھا ہے۔ ابلیس نیک لوگوں کو کہتا ہے کہ تمہاری نماز و روزہ کا کیا فائدہ ہے۔

ابلیس کی حکومت (زور) اس دنیا میں زیادہ بااثر اس لئے نظر آرہی ہے کہ چند لوگوں کے سوا جس کو بھی دیکھو وہ شیطان کے کاموں کا دلدادہ ہو چکا ہے اور ہر کسی کو اپنی جھوٹی عارضی شان اور جھوٹی عارضی عزت کی خاطر ابلیس کی طاقت کے آگے سر خم کرنا پڑتا ہے حالانکہ اگر وہ ذراسی ہمت کریں تو ابلیس کا قابو ایسے لوگوں پہ نہیں رہتا جو خدا کو خدا مان کر اسکی عبادت پر قائم رہتے ہیں۔

ایک خوبصورت سوال کا خوبصورت جواب

ایک شخص نے راقم الحروف کی بیعت کی اور ایک دن کہنے لگا کہ میرے دل میں ستر ہزار سوال پیدا ہوتے ہیں۔راقم الحروف نے کہا کہ ستر ہزار جواب دینا تو مشکل ہے پہلے ایک سوال کو حل کروالو تو سب حل ہو جائیں گے۔ کہنے لگا کہ اس دنیا پر شیطان پرست لوگوں کا قبضہ ہے اور اگر آدمی نیکی سے کام کرنا چاہے تو وہ کچھ بھی نہ کر سکے گا۔اس کو معاشرہ ایک قدم ترقی کی جانب چلنے نہ دے گا۔اس نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ دیندار اور نمازیوں کو نہ تو کوئی اچھی نوکریاں ملتی ہیں اور نہ ہی ان کے بچے اچھی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔تقریباً سب دیندار لوگوں کو مفلس اور اپاہج ہی دیکھا گیا ہے۔

مذکورہ سوال کے جواب میں اسے اسلام کی تمام خوبیوں کی طرف توجہ دلائی گئی اور بتلایا گیا کہ جو شخص نمازی پرہیزگار ہے وہ مفلس و اپاہج ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ فلاں فلاں قرآن

Marfat.com

کی آیت اور فلاں فلاں احادیث اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ دیندار بھوکا نہیں مر سکتا۔ آخر وہ شخص رضامند نہ ہوا تو اس کو یہ کہا گیا کہ تم ادھر ادھر کی بات کیوں کرتے ہو، سیدھی بات کی طرف آؤ اور راقم الحروف کی طرف دیکھو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت سے نوازا ہے۔ ہم نے رشوت اور برائی کا کبھی آسرا نہیں لیا لیکن عزت، دولت، احترام، صحت و تندرستی، کوٹھی، کار اور کونسی چیز ہے جو ہمیں نہیں ملی۔ اس چیلنج پر وہ مطمئن ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر مسلمان اللہ کی باتوں کو مان لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی مسلمانوں کی بات کو مانتا ہے۔

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک — اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

چنانچہ خلاصہ یہ ہوا کہ اگر ابلیس کی باتوں کو نہ مانو اور اللہ تعالیٰ کے ہدایات کی طرف توجہ دو تو اللہ تعالیٰ کسی کو محروم نہیں رکھتا۔ افسوس کہ لوگ استقامت سے اسلام کے پابندی نہیں کرتے ورنہ خدا کا قانون تو یہ ہے کہ ع

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں

Marfat.com

تارکینِ نماز کی سزائیں

قرآن اور احادیث میں تارکینِ نماز کے لئے بہت سی سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے جس کا کچھ بیان نیچے شامل کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جو اللہ کے ذکر (یعنی نماز) سے منہ موڑ لیتا ہے تو اس کو قیامت کے دن اندھا اُٹھایا جائے گا (سورۃ طٰہٰ: ۱۲۴)۔ زیادہ تفصیل کے لئے ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' کا (ص ۳۸۴ تا ۴۳۶) مطالعہ فرمائیں۔

بے نمازیوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب

مسلمانوں کے چاروں اماموں نے تارکین نماز کو متفقہ طور پر اول درجے کا فاسق اور فاجر قرار دیا ہے بلکہ کچھ فقہاء نے انہیں اسلام سے بھی خارج تصور کیا ہے۔ ایسے فقہاء کسی شخص کی بے نمازی کی حالت میں موت کے آنے کے باعث یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اسلام پر نہیں مرا اور ایسے شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دفن کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ میں امام محمدؒ کے حوالے سے ایک حدیث منقول ہے کہ جس نے نماز کو ترک کر دیا اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں اور جس نے نماز کو ادا نہ کیا تو وہ نماز کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے نماز کو ترک کرتا ہے۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک جو شخص فرضیت نماز کا انکار کرے یا اس کو ہلکا یا سبک جانے اور اس کے ترک کو حلال جانے تو وہ کافر ہے کیونکہ ایسا شخص قرآن کی نص کا انکار کرتا ہے، لہٰذا بعض اماموں نے تارک نماز کو کافر قرار دیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بلا عذر نماز ترک کرنے والا کافر تو نہیں البتہ آپ اس کا یہ فعل کافروں جیسا تصور کرتے ہیں اور اس کا یہ کام ناشکری اور کفران نعمت میں شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا اسے

Marfat.com

شرعاً سخت سزاؤں کا مستحق جانتے ہیں۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ا ص ۲۶۶)

چاروں اماموں نے بے نمازی کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس میں قدرے تخفیف کی ہے کہ بے نمازی کو ہمیشہ قید میں رکھا جائے تاوقتیکہ وہ توبہ کر لے یا قید میں ہی مرجائے۔ بعض حنفیہ کا حکم ہے کہ اسے اتنا مارا جائے کہ خون بہہ جائے اور پھر اسے قید میں ڈالا جائے اور اگر قید میں بھی توبہ نہ کرے تو اس کے قتل کا حکم جاری کیا جائے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں امام احمدؒ کے مطابق یہ حکم لکھا ہے کہ اگر کوئی نماز کو فرض بھی جانتا ہو مگر سستی، غفلت یا بے پروائی کی وجہ سے نہیں پڑھتا اور اس نماز کے بعد والی نماز کا وقت بھی تنگ ہو گیا ہو تو اس وقت یہ شخص بھی کافر ہو جائے گا اور اس پر مرتد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ ایسے شخص کو تین دن کے بعد توبہ کرائی جائے گی اور اگر ایسا نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ (الغنیہ لطالبی طریق الحق عزوجل۔ عربی ج ۲ ص ۱۸۷، ۱۸۸)

بے نمازی کو پندرہ سزائیں دی جائیں گی

''غنیۃ الطالبین'' اور کتب احادیث میں ہے کہ بے نمازی کو پندرہ سزائیں دی جائیں گی۔ ان میں سے چھ سزائیں دنیا میں، تین مرتے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلنے کے بعد حشر میں دی جائیں گی۔ ان سزاؤں کا ملنا اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔

الف۔ بے نمازی کے لئے دنیا کی چھ سزائیں

۱۔ بے نمازی کی زندگی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

۲۔ اس کے رزق سے برکت دور کر دی جاتی ہے۔ (اگر رزق زیادہ بھی ہو تو اس میں بھی بے برکتی شامل ہوتی ہے۔)

Marfat.com

۳۔ نیک لوگوں کی علامت ان کے چہروں سے ہٹا دی جاتی ہے اور ان کا نام صالحین کی فہرست سے مٹا دیا جاتا ہے۔

۴۔ ایسا شخص جو بھی نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے کوئی ثواب نہیں ملتا۔

۵۔ ایسا آدمی جو بھی دعا مانگتا ہے وہ آسمان تک پہنچنے نہیں دی جاتی۔

۶۔ اگر اللہ کے نیک بندے اس کے حق میں کوئی دعا مانگیں تو (الا ماشاءاللہ) اس کے حق مین قبول نہیں ہوتی۔

(ب) موت کے وقت کی تین سزائیں

ا۔ بے نمازی کی موت ذلت سے ہوتی ہے۔ (وہ گندی اور ناپاک جگہ پر مرتا ہے۔ ایسے لوگ اکثر رسوائے زمانہ ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی انہیں برے لفظوں سے یاد کیا جاتا ہے۔)

۲۔ مرتے وقت بھوکا مرے گا۔ (اگرچہ اُس کے پاس بہت سامال ہی کیوں نہ ہو۔)

۳۔ موت کے وقت استقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھے گی اور پیاس کی حالت میں ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

(ج) قبر کی تین سزائیں

ا۔ بے نمازی کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے اور اِس طرف کی پسلیاں اُس طرف اور اُس طرف کی پسلیاں اِس طرف کر دی جاتی ہیں۔

۲۔ بے نمازی کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے تاکہ وہ اس میں جلتا رہے۔

۳۔ بے نمازی کی قبر میں ایک گنجا سانپ (شجاع الاقرع) مسلط کر دیا جاتا ہے جو اسے نماز نہ پڑھنے کے باعث ڈستا رہتا ہے۔

iv۔ قیامت کی تین سزائیں

ا۔ اس کا حساب بہت سختی سے لیا جائے گا۔

Marfat.com

۲۔ بے نمازی پر خدائی قہر کا عذاب ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ بے نمازی کے ساتھ غضبناک حالت میں پیش آئیں گے۔)

۳۔ ایسے بے نمازی کو ذلیل کر کے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ (الغنیہ لطالبی طریق الحق عزوجل۔عربی ج ۲ص ۱۸۶)

نمازیوں کے لئے خاص عنایات جن سے بے نمازی محروم رہتا ہے

قرآن اور احادیث میں نمازیوں کے لئے عطاؤں کا ذکر آیا ہے۔ ان سب کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں لیکن چند احادیث کی رو سے پانچ خصوصی انعامات کا ذکر نیچے دیا جا رہا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ نمازی کی تنگدستی دور فرما دیتے ہیں۔

۲۔ قبر کا عذاب اس سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

۳۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دلوائیں گے یعنی اسے نجات حاصل ہوگی اور وہ نہایت آرام سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

۴۔ نمازی پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

۵۔ ایسا شخص بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔ (کیونکہ صحیح نمازی کے لئے کوئی خاص رکاوٹ نہیں رہتی۔)

ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگ جب قیامت کے دن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی قبروں پر براق کی قسم کی سواریاں تیار ہوں گی اور وہ فوراً جنت میں پہنچ جائیں گے، جنت کے فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارا حساب کتاب ہوگیا تو وہ کہیں گے کہ ہم نے کوئی حساب کتاب نہیں دیکھا۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ پل صراط سے گزر کر آئے ہو تو وہ کہیں گے کہ ہم نے کوئی پل صراط بھی نہیں دیکھا۔ فرشتے حیرانی کا

Marfat.com

اظہار کریں گے اور پوچھیں گے کہ تم کون لوگ ہو اور کیا عمل کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم امتِ محمدیہ ﷺ سے ہیں اور ہم دنیا میں ہر حال پر شاکر رہتے تھے اور خلوت اور جلوت میں ایک ہی جیسے کام کرتے تھے۔ (الترغیب والترھیب)

Marfat.com

وہ مشکلات جو نماز کی راہ میں حائل ہوتی ہیں

(بے عملی کی راہ کی رکاوٹیں)

نماز جاری کرنے کا طریقہ جو راقم الحروف نے جاری کیا ہے وہ نہایت آسان اور عام فہم ہے۔ اس میں صرف ایک بات ضروری ہے کہ بے نمازی کے سامنے نماز نہ پڑھنے کی آفات اور نماز پڑھنے پر ملنے والی برکات کو زمانہ حاضر کے تقاضوں کے مطابق صحیح طریقے سے واضح کیا جائے تو اثر فوراً نمودار ہوتا ہے۔

پہلے یہ بات بھی بیان کر دی گئی ہے کہ بے نمازیوں کے نماز نہ پڑھنے میں شیطان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ ابلیس آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مردود ہوا اور جنت سے نکالا گیا اور اب چونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت تک لوگوں کو گمراہ کرنے کی اجازت حاصل کر چکا ہے، اس لئے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کر کے خدا کی رضامندی حاصل کر سکے۔ جب سے وہ دنیا میں آیا ہے اس بات پر سر دھڑ کی بازی لگا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ثابت کر دے کہ اس کا یہ موقف درست تھا کہ تیرے بندے دنیا میں خلیفہ بننے کے اہل نہیں لہٰذا جنت کے بھی حقدار نہیں۔ ابلیس نے اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے کچھ حربے استعمال کرنا شروع کر دیئے اور حقیقتاً اس کے حربے لوگوں کے لیے نہایت دلچسپی رکھتے ہیں۔ جب اسلام شروع ہوا تو ابلیس کو مسلمانوں کے جذبۂ ایمان کو دیکھ کر پریشانی ہونے لگی۔ اس نے اپنے چیلوں کو چاروں طرف بھیج دیا کہ لوگوں کے لئے ایسے طریقے جاری کریں کہ وہ نماز نہ پڑھیں اور دوسری طرف ان کو اسلام سے بغاوت پر بھی

Marfat.com

اکسایا جائے۔ مگر اس کے چیلوں نے آ کر رپورٹ دی کہ صحابۂ کرام پر ان کی تعلیم کا اثر نہیں ہوتا اور وہ ہماری بات کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ پھر ابلیس نے کہا کہ اچھا کچھ دیر ٹھہرے رہو۔ جب مسلمانوں میں دولت کا خمار آنے لگے گا اور دنیا کی طرف رغبت بڑھ جائے گی تو اس وقت تک ان کے احوال دیکھتے رہو اور فی الحال ان کو یہ کہتے رہو کہ نماز جلدی جلدی پڑھو اور نمازیں ان کے ذہنوں میں وسوسے ڈالتے رہو۔

جب مسلمانوں میں مال و دولت اور عیش و عشرت کی کیفیت آ گئی تو شیطان کی دکان داری بہت تیز ہوگئی، حتیٰ کہ اب اس کے تابع فرمان مسلمان خود بخود ہی شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے کو تیار رہتے ہیں اور اب شیطان مطمئن ہے کہ مسلمان اس کے عین مطابق کر رہے ہیں (اور شیطان کچھ عرصے بعد آ کر انسانوں کا معائنہ کرتا ہے اور اپنے فرمانبرداروں کو برائی میں پوری طرح پھنسے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ ان سے خوش ہو کر چلا جاتا ہے)۔ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے کہ انسان تو گدھے سے بھی بدتر ہے کیونکہ گدھا جب کسی دلدل میں پھنس جائے تو باہر نکلنے کے لئے اپنے ہاتھ پیر مارتا ہے مگر آج کا انسان (بالعموم) جب کسی اخلاقی دلدل (شراب، جوا، زنا، رقص و راگ) میں پھنس جاتا ہے تو بہت مطمئن ہو کر وہیں ڈیرے ڈال دیتا ہے اور باہر نکلنے کی خواہش ہی نہیں کرتا بلکہ نصیحت کرنے والوں کی صدا اور ندا پر بالکل کان نہیں دھرتا۔

یہ سب کچھ معلوم ہونے کے بعد شیطان کی پیدا کردہ بیماری کا موثر علاج یہ خیال کیا گیا ہے کہ پہلے مسلمانوں کو شیطان کے حربوں سے آگاہ کیا جائے اور یہ بتلایا جائے کہ وہ کس طرح مخلوق خدا کو گمراہ کرتا ہے اور پھر نماز قائم کرنے کے آسان طریقوں سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ ایسی کوششوں کا نتیجہ بہت حوصلہ افزا ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی یہ خواہش ہے کہ لوگ بے نمازی نہ رہیں

مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو خوبصورت انداز اختیار کیا ہے اسے ہم اپنی تصنیف☆ میں یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ہدایت کی راہ پر لانے کے لئے پوری کوشش کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو کبھی پیار محبت سے، کبھی انعامات کا لالچ دے کر، کبھی اپنے عذاب کا خوف دلا کر اور کبھی مصائب میں مبتلا کرتے ہوئے ان میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ تم میری طرف رجوع کرو تو تمہاری تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

جو کچھ اوپر کہا گیا ہے اس کے علاوہ اصلاح الناس کی ایک اور صورت بھی واضح نظر آتی ہے وہ یہ کہ آج سے نہیں بلکہ بہت پہلے سے شیطان کی سرگرمیاں اس قدر تیز ہو گئی ہیں کہ ۹۵ فیصد مسلمان نماز کو ترک کئے ہوئے ہیں اور اس بے راہ روی کی رفتار سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت جہنم کے راستے پر جا رہی ہے۔ یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم ہے اور اب اصلاح اسی طرح ہو سکتی ہے کہ لوگ نیک ہو جائیں کیونکہ قیامت کے دن اگر اس قدر کثیر تعداد جہنم میں چلی گئی تو اللہ تعالیٰ بھی یہ پسند نہ کرے گا کہ ابلیس کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ یہی وجہ تھی کہ میں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ تیرے بندوں میں سے بہت قلیل بندے نیک خصلت کی روش اختیار کریں گے۔

موجودہ حالت میں یا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو دین کی طرف راغب کر دے اور حکم دے دے کہ سب نیک بن جائیں اور اگر ایسا کرے تو ابلیس کو شکایت ہوگی کہ انسانوں کی طرفداری کی گئی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ایسا کام کرنا پسند نہیں کرے گا۔ اب صرف ایک صورت باقی رہ گئی ہے کہ وہ اپنے ولیوں سے کہے کہ تم ان لوگوں کو جہنم میں جانے سے بچا لو اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ میری مدد ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں صاف لفظوں میں کہہ

☆ ''حسنِ نماز'' کی ابتداء میں ''غایت تصنیف کا ایک خوبصورت پہلو''

Marfat.com

دیا گیا ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم میری مدد کرو گے تو میں تمہاری مدد کروں گا۔ دیکھئے سورۃ محمد میں ہے کہ:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (سورۃ محمد: ۷)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور ثابت قدم رکھے گا۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اس مدد سے مراد کوئی اور مدد ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ لہٰذا اس آیت کا واحد مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو جہنم میں جا رہے ہیں اگر انہیں جہنم میں جانے سے روک لو گے تو یہ اللہ کی مدد ہو گی۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم لوگ (جہنم کی) آگ میں گر رہے ہو اور میں تمہیں تمہاری کمر سے پکڑ پکڑ کر اس آگ سے بچا رہا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

راقم الحروف نے اس بات کو صحیح پایا ہے کہ جو لوگ تبلیغی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں ان کی مشکلات فوراً رفع ہو جاتی ہیں اور ایک حدیث کے مطابق ان کا درجہ کئی عابدوں سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کام میں ہر ایک کو شرکت کرنی چاہیے، خاص طور پر بڑے حاکموں اور رئیس و امیر بندوں کو کیونکہ ان کی بات میں بہت وزن ہوتا ہے۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ

صحبتِ پیرِ روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بہ کف

(پیر روم کی صحبت سے مجھ پر یہ راز کھلا کہ لاکھ حکیم (عالم) جن کا سر ان کی گردنوں پر ہے ان سے ایک کلیم (مبلغ) جو اپنے سر کو اپنی ہتھیلی پر لے کر نکلتا ہے، بہتر ہے۔)

نماز کی راہ میں حائل ہونے والی چار رکاوٹیں

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے میں چار رکاوٹیں شیطان کی طرف سے حائل کی جاتی ہیں تاکہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک واصل نہ ہو سکے (یعنی واصل باللہ نہ ہو سکے)۔ یہ بات یوں بھی کہی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو معلوم کرنے کے لئے کہ اس کا سچا طالب کون

Marfat.com

ہے، اپنے راستے میں چار رکاوٹوں کے لئے شیطان کو مسلط کر رکھا ہے کہ میرے وصال کے لئے کسی نااہل کو مت آنے دو۔ اس سلسلے میں شیطان نے حسب ذیل چار حربے استعمال کئے ہیں جن کو صرف چند نیک لوگ ہی عبور کر سکتے ہیں:

۱۔ علم نافع سے محروم رکھنا (علم سے مراد دینی راہ کے علوم کو حاصل کرنا ہے۔)

۲۔ ذوقِ عمل کو التواء میں ڈالنا (علم ہو تو عمل کا شوق پیدا نہ کرنے دیا جائے۔)

۳۔ تکبر کی ہلاکت میں گرفتار کرنا (باعمل علماء کو تباہ کرنے کا ہتھیار یہ ہے کہ ان کو تکبر میں مبتلا کر دیا جائے۔)

۴۔ شرکِ خفی میں الجھانا (ہر عمل اور تقدیر کو منجانب اللہ سمجھنا توحید ہے اور شرکِ خفی میں پھانسنا یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی اور پر بھروسہ کیا جائے۔)

اب ان چاروں حربوں کی کچھ تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے تاکہ معاملہ سمجھ میں آجائے:

۱۔علم نافع سے محروم رکھنا: امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ علم ایک کیفیت پیدا کرتا ہے اور عمل کیفیت سے ہی صادر ہوتے ہیں۔ جب تک دین خدا سے واقفیت نہ ہو گی اس وقت تک دین کی باتوں پر عمل کرنا بھی ناممکن ہے اور اگر عمل ہو گا بھی تو وہ ناقص رہے گا۔ جب تک یہ علم نہ ہو کہ نماز میں کیا کیا فوائد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نماز میں کون کون سی برکات اور رحمتوں کو چھپائے رکھا ہے اس وقت تک نماز اور دین کی طرف رغبت پیدا ہو ہی نہیں سکتی اور انسان نماز کی دولت سے محروم رہے گا۔ اس کے علاوہ خودی کے مراحل اور تحقیق و تخلیق کے علوم، انسانی ترقی کے لیے حاصل کرنا بھی نہایت ضروری ہیں۔ آج کے مسلمانوں کے عملی معیار کا یہ عالم ہے کہ جن ابتدائی علوم کا سیکھنا ضروری ہے وہ ان کو بڑھاپے کی عمر تک سیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ نماز، غسل اور وضو کے فرائض کیا ہیں، ان مسائل سے ۹۵ فیصد سے زائد لوگ غافل ہیں۔ چنانچہ کتابوں کا مطالعہ اور نیکوں کی صحبت اختیار کرنے سے یہ علوم

Marfat.com

حاصل ہو سکتے ہیں۔ ☆

۲۔ ذوقِ عمل پیدا نہ ہونے دینا: اگر کوئی شخص مذکورہ علم حاصل کر لے یا کوئی نیک آدمی اس علم کی افادیت اور ذوقِ عمل کو بھی کسی پر ظاہر کر دے تو اسلامی امور پر عمل بھی شروع ہو جائے گا لیکن شیطان یہاں بھی ایک رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ نیکی کی طرف آنے کے خواہشمند شخص کو شیطان یہ کہتا ہے کہ بس نیکی کا علم تو حاصل کر ہی لیا ہے اب کچھ دنوں تک عمل شروع کر دیں گے گویا نماز باقاعدگی سے شروع کر دی جائے گی۔ کہتے ہیں کہ Time is a great healer یعنی وقت زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ جو ذوق اور شوق کل تھا وہ دوسرے دن نہیں رہے گا اور چند ہی دنوں کے بعد یہ ذوق بالکل ختم ہو جائے گا حتیٰ کہ عمل کا موقع آنے کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ اس کا علاج یہ ہے کہ پختہ ارادہ کر لے کہ ہم نے نماز شروع کرنا ہے اور آج سے ہی شروع کرنا ہے۔ کل کا کیا پتہ کیا ہوگا۔ کل کی بات ہی ختم کر دیں۔ اگر ایسا ہوا تو نماز شروع ہو جائے گی ورنہ سمجھ لیں کہ اسی بے عملی کی حالت میں ہی مارے گئے۔ شیطان کا بڑا حربہ یہی ہے کہ وہ نیکی کو التوا میں ڈالے یا یہ کہے کہ بڑا گناہ نہیں کرتے تو چھوٹا گناہ کرنے میں کیا حرج ہے۔ اگر ایسا ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ ایک روز وہ بڑے گناہ بھی کرنے لگے گا۔ نماز کو اگر التوا میں ڈال لیا تو انسان بے نمازی کی حالت میں ہی رہ جاتا ہے۔

۳۔ تکبر کی ہلاکت میں گرفتار کرنا: یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو لوگ علم حاصل کریں اور علم پر عمل بھی شروع کر دیں تو ان کو زندگی میں کرامتیں نظر آنے لگیں گی۔ لوگ ان کو بزرگ کہنا شروع کر دیتے ہیں کیونکہ اس کو اللہ کی مدد اور فرشتوں کی مدد ملنے لگتی ہے (دیکھیں سورۃ السجدہ آیت نمبر ۳۰)۔ جب نمازی یہ دیکھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اب تو میں ولی اللہ ہو گیا ہوں چنانچہ تکبر پیدا ہونا لازمی بات ہے۔ اس تکبر کا علاج یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ کسی کی مہربانی سے مجھے ہدایت ہوگئی اور یہ سمجھے کہ ''ایں سعادت بزور بازو نیست'' یعنی یہ سعادت تو ہماری

☆ ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' میں یہ ضروری علوم شامل کیے گئے ہیں

Marfat.com

وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے طاقت عطا کی تو نمازی بن گئے اور علم پر عمل بھی شروع ہو گیا۔ اس تکبر کے اور بھی بہت سے علاج ہیں لیکن اس ایک ہی بات پر عمل کریں تو یہی کافی ہے۔ اگر اس سے بچ گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے وصل کے لئے تقریباً تیار ہو گیا ہے۔

۴۔ شرکِ خفی میں مبتلا کرنا: پہلے تین مرحلوں کے بعد چوتھا حربہ شرکِ خفی کا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان شرک میں مبتلا ہو کر خدا سے دور رہے۔ شرک جلی تو کفر ہے کیونکہ اس میں کسی اور چیز کو خدا کے ساتھ شریک مان لیا جاتا ہے لیکن شرک خفی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شخص کو کسی کام کا ساجھی ٹھہرایا جاتا ہے، مثلاً کوئی یہ کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میرا کام کبھی نہ ہو سکتا تھا یا یہ کہے کہ اگر فلاں ٹیکہ نہ لگتا تو میں بچ نہ سکتا تھا۔ ایسے معاملات میں یہ کہنا لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کو میری کامیابی کا ذریعہ بنا دیا یا فلاں ٹیکے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ بندے اور اپنے درمیان کسی کو مسبب نہیں جانتا۔ اس سے یہ سمجھ لینا درست نہیں کہ بزرگوں سے دعا کروانا بھی شرک ہے۔ دعا کروانا احادیث سے واضح ہے اور ائمہ اسلام کا طریقہ رہا ہے۔ ☆ اس مقام کے بعد بندے اور خدا کے درمیان ایک رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور وہ بندہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی چیز مانگو تو اللہ سے امید رکھو اگرچہ اس کا ملنا کسی ولی اللہ کی دعا سے ہی کیوں نہ ہو۔ اس حالت میں ولی اللہ کو اس عطا کا بہانہ تصور کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو ولی اللہ بھی دعا نہ کرتا بلکہ تمہارا ولی کی طرف رجوع کرنا بھی عمل میں نہ آتا۔ لوگوں سے مدد لینا، ولیوں سے دعا کروانا ہرگز شرک نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کو کسی معاملہ میں شامل کیا جائے تو ایسی بات شرک میں شامل نہیں ہو سکتی۔ ولی اللہ کو تو اللہ تعالیٰ کا ولی سمجھ کر مانا جاتا ہے خدا سمجھ کر نہیں۔ ☆☆

☆ (دیکھیں ہماری کتاب ''حسنِ نماز''، جس میں دعا پر تقریباً ۱۲۰ صفحات میں تفصیل لکھی گئی ہے)

☆☆ ہماری تصنیف ''رابطۂ شیخ'' میں ''اولیاء اللہ کی امداد خدا کی ہی امداد ہے'' کا باب مطالعہ فرمائیں جس میں اس مسئلے پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

Marfat.com

نماز جاری کرنے کے لیے اہم نکات

شیطان کے چار حربے جو پہلے بیان کئے جا چکے ہیں ان کا علاج ان کے برعکس کام کرنے میں ہے، مثلاً پہلا یہ کہ علم حاصل کرے (لوگوں سے یا کتابوں سے)، دوسرا یہ نہایت مصمم ارادہ کرے کہ آج سے ہی نماز جاری ہونا ضروری ہے ورنہ پھر کبھی نہ جاری ہو سکے گی۔ تیسرا کام یہ ہے کہ تکبر کا علاج اسی طرح کرے جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے، چوتھے نمبر پر شرکِ خفی سے احتراز کرے اور ہر کام میں خدا کو شامل رکھے۔ اگر کوئی کسی بزرگ سے ملے تو اللہ کا واسطہ درمیان میں رہتا ہے۔ نماز جاری کرنے کے لئے حسبِ ذیل چار چیزوں کا خیال رکھا جائے تو انشاء اللہ نماز جاری ہو جائے گی۔

ا۔ نماز کی اہمیت کو سمجھنا

ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' کا مطالعہ کیا جائے تو نماز کی اہمیت کا بخوبی علم ہو سکتا ہے۔ اس مطالعہ کے بعد معلوم ہوگا کہ ایک بندے کے لئے نماز سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اگر کسی کے عمل میں نماز نہیں تو اس کا نہ تو دین سلامت ہے اور نہ ہی دین میں کوئی حصہ ہے۔ بے نمازی کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ احادیث کی رو سے خدا اور اس کے رسول اللہ ﷺ اس سے سخت ناراض ہوتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر ایسی حالت میں اس کی موت آ جائے تو قبر میں جاتے ہی عذاب شروع ہو جائے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آئیں گے۔ بے نمازیوں کی زندگیوں میں بھی

Marfat.com

نیک لوگوں کی علامت ان کے چہروں سے ہٹالی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو عمر بھر بیماریاں اور مصائب گھیرے رہتے ہیں۔ ذرا غور سے دیکھیں تو بے نمازیوں اور معاشرتی گنہگاروں کے چہروں پر لعنت برستی نظر آئے گی۔ ان کی آنکھوں میں ان کے گناہوں کی ظلمتیں صاف نظر آئیں گی۔ ان کی جانوں اور مالوں کی حفاظت اللہ کی طرف سے ہروقت موجود رہنے والے اور متعین کردہ فرشتوں کے ذریعے نہیں کی جاتی۔ ان کو آخرت میں خدا کا دیدار نہیں ہوگا بلکہ سخت رسوا کر کے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ یہ تمام باتیں اور خدا کی ناراضگی صرف چند منٹوں کی نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ہر بے نمازی کو پیش آتی ہیں۔ اس رسوائی میں پھنسنے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ آج ہی اس دنیا کی زندگی میں توبہ کر لی جائے اور نماز ادا کرنے کے ساتھ خدا کو راضی کر لیا جائے۔ غور کا مقام ہے کہ آدھ گھنٹہ کی نمازوں کو ترک کر کے خدا کی خفگی کو کیوں مول لیا جاتا ہے؟

نماز پر پابندی حاصل کرنے کے لئے نماز کی خوبیوں اور فضائل کو جاننا نہایت ضروری امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حضور ﷺ کی نافرمانی کرنے پر بندۂ مسلمان کو شرم آنی چاہیے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز کبھی ترک نہ کرو، خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں (شعب الایمان، بیہقی ج ۵ رقم الحدیث ۵۵۸۹)۔ آپ کا فرمان ہے جو نماز نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اس کا کوئی دین نہیں ہے (المعجم الکبیر ج ۸ ص ۲۳۰)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو نماز نہ پڑھے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے (الزواجر ج ا ص ۲۵۶، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال رقم الحدیث ۱۹۰۹۰)۔ بعض روایات میں ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا'' (مسند احمد ج ۲ ص ۱۲۹۔) بے نمازی کے بارے میں جب متعدد احادیث ہیں تو پھر جتنا عذاب بھی بیان کیا جائے، کم ہے۔ بے نمازی کی کوئی دوسری نیکی قبول نہیں کی

Marfat.com

جائے گی (خواہ وہ کتنا ہی خوش اخلاق، خوش کردار اور غریب پرور کیوں نہ ہو۔ (الترغیب والترھیب ج ا ص ۲۱۵۔) اگر کوئی تمام رات نوافل اور دیگر وظائف پڑھتا رہے لیکن عشاء اور فجر کی نماز نہ پڑھے تو اس کی کوئی نفلی عبادت قبول نہیں ہوگی۔ صاف ظاہر ہے کہ کسی فرض کے بغیر نوافل قطعاً نامقبول ہیں۔ نماز کو باجماعت نہ پڑھے تو جماعت کا ثواب نہ ملے گا اور اس عذر سے نماز باجماعت کو ترک کردینا کہ کاروبار میں نقصان ہوگا، ایسا خیال سراسر غلط ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ نماز پڑھنے والوں کا کاروبار نماز نہ ادا کرنے والوں کی نسبت زیادہ بابرکت ہوجاتا ہے۔ اسلام کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ اس سے آخرت تو ضرور درست ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی بہتری نمودار ہوتی ہے اور برکات میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ گویا نیکی کا ثمرہ دنیا میں ہی ملنا شروع ہوجاتا ہے۔

۲۔ نماز کو التوا میں ڈالنے کے لیے شیطان کی باتوں کو نہ سنو

شیطان کی کہانی تو پہلے بیان ہوچکی ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ انسان جہنم میں جائیں اس لئے وہ نماز (جو اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے) کے پڑھنے کے خلاف طرح طرح کے عذر پیدا کرتا ہے۔ وہ نماز کے خواہاں کو کہتا ہے کہ ہاں نماز تو بہت ضروری ہے لیکن چند روز کے بعد نماز کو شروع کریں گے، ابھی تو عمر بہت پڑی ہے۔ کبھی پلید کپڑوں کا بہانہ کرتا ہے اور کبھی فرصت کم ہونے کا عذر ہوتا ہے۔ کبھی شیطان کہے گا کہ ہمیں بتائیں کہ کتنے ہی نمازی نماز بھی پڑھتے ہیں اور بے ایمانی بھی کرتے ہیں (چھوٹی چھوٹی غلطیاں کرنے والوں کو مثال بناتا ہے۔) اور دوسرا بندہ سن کے کہتا ہے کہ واقعی ایسی نماز کا کیا فائدہ۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دفتر اور رزق کے کمانے کا عمل بھی نماز سے کم نہیں۔ یہ بھی تو نماز ہے (یہ نا سمجھ نہیں سمجھتے کہ نماز کا کوئی بدل نہیں اور کوئی نیکی یا اچھا کام قبول نہیں کیا جاتا جب تک نماز نہ ہو۔) دوسرے یہ کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، موت دو گھنٹے کے بعد بھی آسکتی ہے اور کئی سال بعد بھی! کچھ لوگوں کا یہ عذر ہوتا ہے کہ لوگ دکھاوے کی نمازیں پڑھتے

Marfat.com

ہیں (خاص طور پر اگر سفر میں بس روک لی جائے تو بس میں طرح طرح کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں، مثلاً یہ لوگ دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں، سفر میں نماز کی کیا ضرورت ہے، کیا گھر پر جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے؟۔) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے نمازی تو لوگوں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم نمازی ہیں۔ بس کے کئی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے والے یہ تین آدمی بس میں بیٹھے ہوئے پچاس آدمیوں کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں شیطان کی ہیں جن کو وہ اپنے ساتھیوں کے منہ سے نکلواتا ہے۔ اس لئے ان باتوں کو مت سنیں! اور دل میں ٹھان لیں کہ نماز پڑھنا ضروری ہے اور آج سے ہی پڑھنی ہے۔ اگر یہ ارادہ کرلیں تو شیطان تو کیا ان کا بڑا ابلیس بھی آپ کو روک نہ سکے گا۔ ہر وہ آدمی جو نماز سے روکنے کے لیے باتیں بناتا ہے وہ فضول انسان ہے، لہٰذا اس کی بات نہ سنیں۔

دوسری ضروری بات جو پہلے بھی بیان کی جا چکی ہے وہ یہ ہے کہ شیطان یہ کبھی نہیں کہے گا کہ نماز نہ پڑھو۔ وہ تو لوگوں سے غلط قسم کی باتیں کہلوائے گا یا نماز کو آنے والے وقتوں پر ٹالنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن آپ کوئی بات نہ سنیں اور دل میں یہ ٹھان لیں اگر آج نماز ہوگئی تو ہوگئی ورنہ پھر موقع مشکل سے ملے گا۔ چنانچہ اسی وقت اور اسی دن سے نماز شروع کردیں تاکہ نماز کا ذوق پیدا ہو جائے۔

۳۔ نمازوں میں صرف ہونے کے اوقات میں اختصار

دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ جب طویل عرصہ کے لیے نماز ترک کر دیتے ہیں تو ان کا ضمیر ملامت کرتا ہے۔ چنانچہ ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ وہ نماز کے لئے آمادگی کا اظہار کرتے ہیں اور عموماً لمبی لمبی نمازیں اور وظائف کرنے لگ جاتے ہیں لیکن دو تین دن تک تھک جانے کے بعد پھر سب کچھ چھوڑ بیٹھتے ہیں کیونکہ اس قدر طویل وقت کا نکالنا ان کی محدود ہمت کے لئے مشکل امر نظر آتا ہے۔ اسی لیے یہ کہا جاتا ہے کہ جب تک کوئی پکا نمازی نہ بن جائے اس وقت تک نمازوں میں صرف ہونے والے وقت میں اختصار قائم کرنا بہتر

Marfat.com

ہوتا ہے یعنی فرائض، واجبات اور سنت موکدہ ہی ادا کریں۔ یہ تجویز بہت بہتر ثابت ہوتی ہے کہ عشاء کی نماز میں صرف چار فرض، دو سنت اور تین وتر ادا کریں تو انسان پر بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔ باقی نمازیں تو ویسے ہی چھوٹی ہیں۔ جب نمازوں میں پختگی حاصل ہو جائے تو پھر بے شک اپنی نمازوں کے ساتھ سو نفل روزانہ ادا کریں۔ ابتدا میں نماز کے بعد وظائف بھی مختصر رکھیں تا کہ دل کو یہ محسوس ہو جائے کہ حقیقت میں نماز تو صرف چند منٹوں کی بات ہے اور اتنی مختصر نماز کے لیے دل چرانا کم ظرفی اور بزدلی ہے۔ اس اختصار سے نمازی کو نماز کا بوجھ محسوس نہ ہوگا۔ ویسے بھی نماز تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری ہے۔ جب اس کے دربار میں آ گئے تو حاضری ہوگئی۔ البتہ جب خدا سے قرب حاصل ہوگیا تو پھر آپ کا دل ہر وقت اس کے دربار میں اٹکا رہے گا۔

کچھ شیطانی حرکتیں کرنے والے لوگ ہماری اس تخفیف کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ دیکھو جی فلاں شخص کہتا ہے کہ نفل نہ پڑھو۔ یہ تو ہمیں وہابی بنانے کے لئے آیا ہے۔ حالانکہ نماز بالکل نہ پڑھنے سے تو یہ لاکھ گنا بہتر ہے کہ نوافل اور سنتِ غیر مؤکدہ چھوڑ دی جائیں۔ ان دونوں کے پڑھنے میں ثواب ہے اور چھوڑنے پر گناہ نہیں۔ بندہ جب پکا نمازی ہو جائے تو پھر جو مرضی پڑھے۔ راقم الحروف نے اسی طرح شروع کیا تھا لیکن یہ بات بتانا نہیں چاہتا کہ اب کتنے زیادہ نوافل ادا کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص فرائض کی عبادت کے ادا کرنے کے بعد زیادہ نوافل ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ بن جاتا ہے اور اس کا ہر کام اور ہر بات خدا کی ہی بات ہوگی۔ اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوگا۔ (حدیث طویل ہے) (الجامع الصحیح للبخاری رقم الحدیث ۶۵۰۲)

۴۔ جو نماز رہ جائے اس کی قضا ضرور ادا کی جائے

کچھ انسان طبعاً بہت کمزور واقع ہوئے ہیں کہ ذرا سی مصیبت یا مصروفیت سے

Marfat.com

گھبرا کر کہہ دیتے ہیں کہ نماز کا کیا فائدہ ہوا، بلکہ نماز شروع کرنے کے بعد الٹا مصیبتوں میں ہی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بات بھی شیطان کے وسوسوں کی پیداوار ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے مصائب دور ہو جاتے ہیں، رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ بات تجربے سے بھی ثابت ہے۔ کیا آپ شیطان کے پیدا کردہ وسوسوں پر یقین کر کے خدا کی نافرمانی پر آمادہ ہونا چاہتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ دل میں اللہ پر یقین پیدا کریں اور اگر کسی وجہ سے نماز رہ جائے تو اس کی قضا ضرور ادا کر لیں۔ جو نماز رہ گئی ہو اس کی قضا ادا کرنا واجب ہے۔ قضا اسی دن کر لینا چاہیے ورنہ دوسرے یا تیسرے دن ادا کر لی جائے۔ اگر کوئی شخص قضا نماز ادا کر لیتا ہے تو ایسا کرنے سے اس کے ذمے رہ جانے والا واجب بھی ادا ہو جائے گا اور دوسرے یہ کہ کوئی شخص اگر ایک بھی ناغہ کرلے تو وہ دو، تین اور چار ناغے بھی کرنے لگے گا اور آخر ایک دن بالکل بے نمازی ہو جائے گا۔ اگر کوئی رات کو دیر سے سویا اور صبح دیر سے اٹھا تو جب بھی اٹھے پہلے نماز قضا پڑھے اور پھر ناشتہ یا کوئی اور کام کرے۔ ایسا کرنے سے انسان نمازیں ترک کرنے کا عادی نہیں ہوتا ورنہ کچھ عرصے میں ہی تمام نمازیں ترک کرنے لگے گا۔

آسمان والے سے تعلق ہو جائے تو اس سے سب کچھ ملتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک شخص ان کے پاس حاضر ہوتا اور کچھ مالی امداد طلب کرتا۔ آپ اسے کچھ نہ کچھ دے دیتے۔ ایک دن انہوں نے فرمایا اے شخص یہ بتا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا دروازہ بہتر ہے یا اللہ کا؟ اس نے کہا کہ دروازہ تو اللہ کا ہی بہتر ہے۔ فرمایا جاؤ اور قرآن پڑھو! شاید تمہیں اللہ اپنا راستہ دکھا دے۔ وہ شخص اس کے بعد حضرت کے پاس کبھی نہ آیا تو ایک دن آپ نے جا کر اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے، اب تم کیوں نہیں آتے؟ وہ شخص بولا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ قرآن پڑھو، شاید تمہیں کوئی فلاح کی راہ مل جائے، تو میں نے گھر آ کر قرآن پڑھا تو ایسا ہی ہوا۔ اب مجھے کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم نے قرآن میں کیا پڑھا تھا تو [illegible] میں

Marfat.com

نے جب قرآن کھولا تو یہ آیت نظر آئی۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور جو کچھ تمہیں ملتا ہے (وہ بھی)۔ (الذاریات: ۲۲)

وہ شخص کہنے لگا ''جب مجھے معلوم ہوا کہ میرا رزق آسمان سے آتا ہے تو میں نے یہ خیال کیا کہ میں خوامخواہ اس کو زمین پر تلاش کرتا ہوں۔ بس اس دن سے میں نے آسمان والے سے دوستی کر لی اور اب مجھے بیٹھے بٹھائے ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے''۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے۔ یہ واقعہ سب کے لئے آنکھیں کھولنے والا ہے۔ آپ خود سوچیں کہ جس کی دوستی اللہ سے ہو جائے تو کیا وہ بھوکا مرے گا؟ حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کوئی کاروبار نہیں کرتے تو کیا آپ کو آسمان سے رزق آتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر زمین سے رزق نہ ملتا تو شاید آسمان سے ہی نازل کر دیتے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو اس کو حکم دیا ''اے دنیا جو میرا تابعدار ہو تو اس کی تابعدار ہو جانا ورنہ تو اسے تھکا دینا'' (طبقات الکبریٰ شعرانی ص ۵۰)۔ اس بات کا ہر کوئی مشاہدہ کرتا ہے کہ اللہ کے تابعداروں کی دنیا والے تابعداری کرتے ہیں اور اس پر رزق کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے، لیکن لوگوں کا اس پر یقین نہیں۔ اللہ کے نافرمان ہمیشہ پریشانی میں زندگی گزارتے ہیں۔

ایسے چھوٹے موٹے بہانے شیطان دل میں پیدا کرتا ہے تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نئے نمازیوں کی ایک دو نمازیں رہ جاتی ہیں۔ فوت شدہ نماز کے لئے شریعت کا حکم ہے کہ اس کی قضا واجب ہے۔ لہٰذا اگر قضا پڑھ لی جائے (اسی روز رات کو یا دوسرے چوتھے روز ہی پڑھ لی جائے) تو یہ قضا کا بوجھ اتر جائے گا۔ نمازوں کا ناغہ کرنے کا ایک اور نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایک آدھ نماز چھوٹنے سے انسان دل میں یہ سوچتا ہے کہ ''یار کل بھی ایک نماز چھوٹ گئی تھی اور اگر آج ایک اور چھوٹ جائے تو کیا حرج ہے؟'' ایسا اگر آپ کرنے لگیں

Marfat.com

گے تو بہت سی نمازیں رہنے لگیں گی اور پھر ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ آپ پھر سے بے نمازی بن جائیں گے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ایک نماز کے چھوٹ جانے سے بندہ کئی نمازیں ترک کرنے کا عادی بن جاتا ہے، ایسی صورت حال میں نمازی کو یہ خاص خیال رکھنا چاہیے کہ جونہی ایک نماز ترک ہوتی ہے تو فوراً (یا بعد میں) اس کی قضا پڑھ لے۔ اس طرح ان شاءاللہ نماز چھوڑنے کی عادت نہیں رہے گی۔

بزرگوں کی صحبت اثر رکھتی ہے

بزرگوں کی صحبت میں رہنے سے کبھی ایک نظر سے وہ کچھ مل جاتا ہے جو سالوں کی عبادت میں بھی نہیں ملتا۔ اس سے بہت سے مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔ ان کی باتوں سے ذوق وشوق میں اضافہ ہوتا ہے۔ نئی معلومات ان کی زبان سے دل ودماغ میں بیٹھ جاتی ہیں۔ اسلامی ولولہ اور جذبہ چند مجلسوں میں اور کبھی پہلی ہی مجلس میں حاصل ہو جاتا ہے۔ ان کی مجلس میں استقامت بھی ملتی ہے بلکہ نماز اور عبادت کا شوق دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے بے نمازی بہت بڑے ولی اللہ بھی بن جاتے ہیں۔

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

(وہ جو اپنی نظروں سے خاک کو کیمیا کر دیتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے وہ ہماری طرف ایک نظر کریں۔)

زندگی میں دشمن عناصر کا حل

قرآن مجید ایک ایسا لائحہ عمل ہے کہ جس کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدے اس کی ڈھارس بندھانے کے لئے کافی ہیں۔ اس موضوع پر پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ درج ذیل آیات میں ہے:

Marfat.com

(۱) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ○ (الانبیاء:۱۰۵۔۱۰۶)

تحقیق ہم نے زبور میں یہ لکھ دیا ہے کہ میری زمین کے وارث میرے نیک اور صالح بندے ہوں گے اور اس میں عابد قوم کے لئے نصیحت ہے۔

(۲) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور:۵۵)

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ضرور انہیں زمین میں حکومت دے گا۔

(۳) لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم:۷)

اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتیں بڑھادوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب سخت ہے۔

(۴) قَيِّدُوْا نِعَمَ اللّٰهِ بِالشُّكْرِ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ شُكْرُ اللّٰهِ تَرْكُ الْمَعْصِيَةِ

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شکر (کی زنجیر) کے ساتھ قید کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر اُس کی نافرمانی سے باز آنا ہے۔

(عن عمر بن عبدالعزیز، درمنثور ج ۱ص ۳۷۱)

نماز و روزہ پر عمل کرنے والوں کے بہت سے دکھ دور ہو جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس طرح مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ جس کی وسعت کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ اس بات کو دیکھ کر اور بھی حیرانی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی نظروں کو ہٹا کر دائیں بائیں غلط قوتوں کا سہارا تلاش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر عزت، مال و دولت اور حکومت کا وعدہ کیا ہے مگر شاید مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین نہیں رہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ حسب ذیل تین چیزوں میں سے ایک چیز کو قبول کرو:

۱۔علم ۲۔دولت اور ۳۔حکومت

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ السلام نے بہت سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ انہیں علم درکار ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم دیا اور اس علم کے طفیل دولت بھی عطا کی اور پھر حکومت بھی عطا فرمائی۔ علم سے مراد وہ علم ہے جو دین کے لئے ضروری ہو اور ملک وقوم کی خدمت کا علم بھی اس علم کا حصہ ہو۔ صرف روایتی علم حاصل کرنا درد سری ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی، لذت بھی ہے ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہلِ دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ
شیخِ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں کسطرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

کشادِ دل کے لئے جو سبق اوپر دیئے گئے ہیں ان کو مدنظر رکھا جائے تو دشمن کی کوئی طاقت آپ کا راستہ نہیں روک سکتی اور آپ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ نے جو وعدے فرمائے ہیں ان پر انحصار کریں اور انہیں آزما کر دیکھیں۔ انشاء اللہ آپ اللہ تعالیٰ کی مدد کو اپنے ساتھ پائیں گے۔

اس سلسلے میں اگرچہ قرآن اور احادیث کا حوالہ پہلے بھی دیا جا چکا ہے، اب آپ ان آیات کا مطالعہ فرمائیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب نیکی کرنے والوں کے لیے خیر و برکت عطا ہونے کی نوید ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنے کی آیات بھی ساتھ ہی دے دی گئی ہیں۔

نیکی کرنے والوں کے لئے اللہ کی مدد

ا۔ مصائب کا دور ہونا احادیث نبویہ ﷺ میں ہے کہ جو اللہ کا ہو جائے تو اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ ''مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَه'' ''قرآن میں آیا ہے کہ مومنوں کو مصیبت سے نجات دینا اللہ پر بطور حق مسلّم ہے۔ فرمایا 'كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ' (یعنی ہم

Marfat.com

پر مومنوں کو نجات دینا واجب ہے۔ سورۂ یونس: ۱۰۳)۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ولیوں اور نیک بندوں کے لئے بہت سے وعدے کئے گئے ہیں جن کا ذکر اس جگہ کرنا طوالت طلب امر ہے۔ چند آیات قرآنی اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی بلاؤں کو ٹال دیتا ہے، انہیں سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے، ان کو غموں سے نجات دیتا ہے اور ان کے کاموں میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ متعلقہ آیات حسب ذیل ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط (الحج: ۳۸)	بے شک اللہ مسلمانوں کی بلائیں ٹالتا ہے۔
وَیُنَجِّی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِہِمْ لَایَمَسُّہُمُ السُّوْٓءُ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (الزمر: ۶۱)	اللہ متقیوں کو نجات دے گا ان کی نجات کی جگہ پر نہ انہیں عذاب چھوئے گا نہ انہیں غم ہو گا۔

۲۔ <u>اللہ کی طرف سے کاموں کا آسان ہو جانا</u> جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں تو پوری مخلوق ان سے ڈرتی ہے، ان کے کام آسان ہو جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ درج ذیل آیات ملاحظہ کریں:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا (الطلاق: ۴)	جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا۔
وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُہُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ط (الشوریٰ: ۲۶)	اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے۔

۳۔ <u>نیکی کرنے والوں کی فلاح ہو جاتی ہے۔</u> نیکی کرنے والوں کو نہ تو کوئی غم ہوتا ہے اور نہ ہی کسی کی طرف سے زیادتی کا خوف ہوتا ہے۔ اس قسم کے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایک خاص نور عطا کرتا ہے اور آخرت میں اجر عطا فرماتا ہے۔

Marfat.com

ان عنایاتِ الٰہی کے پیش نظر جن کا نیک لوگوں کے لئے قرآن میں وعدہ کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ نیکی کے راستے پر لگے رہو، اس میں تمہارا فائدہ ہے:

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (الحج: ۷۷)

اور بھلے کام کرو اس امید سے کہ تم فلاح پا جاؤ۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا (طٰہٰ: ۱۱۲)

اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو ایماندار تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہوگا نہ نقصان کا۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ (النور: ۴۰)

اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔

۴۔ <u>موت کے وقت فرشتے اعزاز عطا کرتے ہیں</u> ایسے لوگوں کی روح قبض کرنے کے وقت فرشتے ان کو عطا کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں نور عطا کیا جاتا ہے۔ موت کے وقت ان کو صدیقین، شہداء اور صالحین کے گروہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ:

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل: ۳۲)

وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے نہایت ستھرے پن کے ساتھ اور یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر، اپنے کئے کے بدلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (الحدید: ۱۹)

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی کامل سچے اور وہ دوسروں پر گواہ ہیں، اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔

مفسرین قرآن اور صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ نیک لوگ اپنے اپنے درجے کے

Marfat.com

مطابق، گروہ در گروہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اصحاب کہف کے لئے روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ صوفی تھے اور قرآن میں ان کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں ذکر آیا ہے:

اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی ٥ (الکہف:۱۳) • وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدایت بڑھائی۔

۵۔ نیکوکاروں کو زمین اور آسمان میں عزت کا ملنا نیکوکاروں کے لئے قرآن میں بہت سے وعدے کئے گئے ہیں۔ سورۂ مریم میں ہے کہ جولوگ ایمان لانے کے بعد نیکی کی طرف آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنا محبوب بنالے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب اللہ کسی شخص کو محبوب بناتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آسمانوں میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں شخص اللہ کا محبوب ہے، لہٰذا سب اس کو محبوب رکھیں۔ چنانچہ آسمان والے اس کو محبوب رکھنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔ اولیائے کرام کی مقبولیت اسی محبوبیت کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں بھی نیک لوگوں کے لیے محبتِ عام کا وعدہ کیا گیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۶) بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت بھر دے گا۔

نافرمانوں کے لئے اللہ کی گرفت

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جولوگ نافرمان ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے "اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ" (بیشک اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے۔ البروج:۱۲)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں عذاب دے کر کیا کروں گا "مَایَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ" (یعنی اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ النساء

Marfat.com

:۱۴۷)۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے بندوں پر ذرا سی آنچ بھی آئے۔ مفسرینِ قرآن فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ اگر پوری دنیا کی ماؤں کی محبت کو اکٹھا کر دیا جائے تو بھی ان سب کی محبتیں اللہ کی ایک بندے سے محبت کے عشرِ عشیر بھی نہ ہوگی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو مصائب میں اس لئے گرفتار کرتا ہے کہ شاید وہ رجوع کریں۔ لوگوں کو جہنم کے عذاب سے بچانے کے لئے وہ اپنے بندوں کو طرح طرح کے مصائب میں گرفتار کرنے کے بعد انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ فلاح تو صرف اللہ تعالیٰ سے امان تلاش کرنے میں ہے۔ جب ایسے لوگ اولیائے کرام کے پاس دفع مصائب کے لئے جاتے ہیں تو وہ بھی انہیں عبادت کے ذریعے خداوند تعالیٰ سے رشتہ جوڑنے کا مشورہ دیتے ہیں اور ان کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ بندگانِ الٰہی کو خالق کائنات کے سامنے جھکا کر عبد و معبود کا رشتہ قائم کر دیں۔ جب بندے کا خدا کے ساتھ ایسا رشتہ قائم ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ تمام مراحل طے ہو گئے۔ فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَخَذْنٰھُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ٥ (الانعام:۴۲)	بیشک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے پس انہیں سختی اور تکلیف کے ذریعے پکڑا تا کہ (شاید) کسی طرح ہی وہ گڑگڑائیں۔

۳۔ نہ ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ عذاب میں گرفتار کرتا ہے: جب لوگ راہِ راست پر نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سخت ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود بھی کچھ لوگ ہوش میں نہیں آتے اور بدستور معاصی میں گرفتار رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر معافی نہیں مانگتے جیسا کہ قرآن کی حسبِ ذیل آیت میں فرمانِ باری ہے۔ حقیقتاً ایسے لوگ ناقابلِ اصلاح اور ناقابلِ معافی قرار دیئے جاتے ہیں:

Marfat.com

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (المومنون:۷۶)

اور بیشک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا، تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ (الاعراف:۹۴)

اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی مگر یہ کہ اس کے لوگوں کو سختی اور تکالیف میں پکڑا تا کہ وہ کسی طرح زاری کریں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ راہ راست پر آنے کے مواقع فراہم کرتا ہے: اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ اس کی بغاوت پر آمادہ رہنے والے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ایسے لوگوں کے لئے وہ مواقع بھی بہم پہنچاتا ہے کہ شاید وہ کہیں سمجھ جائیں۔ لیکن لوگوں کی اکثریت کو دنیا کی چاہت نے مجنون بنا رکھا ہے۔ وہ کب ان مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو بھی دنیا کے مال اور عیش وعشرت کی امنگیں ان کے دلوں میں مچلتی ہیں اور ان کا ضمیر اللہ تعالیٰ کی بغاوت پر انہیں ملامت نہیں کرتا۔ ایسے بہت سے لوگ دیکھنے میں آتے ہیں کہ ان کے سروں اور چہروں کے بال بھی سفید ہو چکے ہیں اور بڑھاپے سے اس قدر نحیف ہو چکے ہیں کہ موت کے سائے ان کے سروں پر منڈلاتے ہوئے واضح طور پر نظر آتے ہیں، لیکن اس حالت میں بھی وہ خدا کی یاد سے قطعاً غافل اور اس دنیا کی طمع میں گرفتار دیکھے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اس بات کا احساس نہیں کر پاتے کہ ان کے جملہ امراض اور بدحالی کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ خدا کے نافرمان اور باغی ہیں۔ ان کی یہ غفلت اس قدر سخت ہوتی ہے کہ اسی کس مپرسی کی حالت میں ان کا دم نکل جاتا ہے:

كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (المومن:۳۴)

اللہ اسے یونہی گمراہ کرتا ہے جو حد سے بڑھ جانے والا ہو اور شک کرنے والا۔

Marfat.com

۵۔ مصیبتیں تمہارے کرتوتوں سے آتی ہیں: اللہ تعالیٰ بہت سی باتوں سے تو درگزر کر دیتا ہے مگر آخر سزا کے لئے پکڑ لیتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں تمہیں عذاب دے کر کیا کروں گا، مگر پھر بھی لوگ نافرمانی پر ڈٹے رہتے ہیں اور بالآخر اللہ کی گرفت انہیں آ لیتی ہے:

وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (الشوریٰ:۳۰)	اور تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو خدا معاف کر دیتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے ڈرانے والے آتے ہیں تاکہ کسی کا کوئی عذر نہ رہے: ہر زمانے میں اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے ڈرانے والے آتے رہتے ہیں اور اگر لوگ نافرمانی سے باز نہ آئیں تو پھر اللہ تعالیٰ پوری بستی کو ہلاک کر دیتا ہے۔ وہ اپنی خطاؤں پر روتے نہیں تو پھر ان کو طرح طرح کی سزاؤں میں گرفتار کر دیتا ہے:

وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا لَھَا مُنْذِرُوْنَ ہ (الشعراء:۲۰۸)	اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جس کے لئے ڈر سنانے والے نہ آئے ہوں۔
وَلَقَدْ اَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ ہ (المومنون:۷۶)	اور بیشک ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں۔

مذکورہ بالا قرآن کی آیات اور احادیث سے یہی سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندوں کو اس دنیا اور آخرت میں اس کی طرف سے انعامات ابدی دیئے جاتے ہیں، لہٰذا اس کی اطاعت پر حتی المقدور کمربستہ رہنے میں انسان کے اپنے ہی فائدے ہیں۔ دنیا کی زندگی پر ہی بندۂ مومن کی دونوں جہان کی زندگی کا انحصار ہے۔

Marfat.com

اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے؟

(دین بہت آسان ہے، مشکل نہیں)

احکام الٰہی انسانی وسعت سے باہر نہیں

قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی سکت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا" (یعنی اللہ تعالیٰ کسی جان کو بھی اس کی وسعت یا طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا۔ البقرہ:۲۸۶)۔ اللہ کے احکام سے فرار کی کوشش نہ کرو، یہ احکام کسی سپرہیومین مخلوق یا "مَافَوۡقُ الۡاِنۡسَانَ" کے لئے نہیں بنائے گئے بلکہ اسی انسان کے لیے ہی بنائے گئے ہیں۔ اس حقیقت کو اس کتاب میں علامہ اقبالؒ کے "جوھرِ یقین" کے باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔

مسلمان کا دین زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ ہے اور اس کے قوانین فطرتی انداز کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اسلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو انسان کی صحت کے لئے مضر ہو۔ آج سائنس اسلامی قوانین کی صداقت پر انگشت بدنداں ہے اور وہ مانتے ہیں کہ آج سے چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے لوگ ان چیزوں سے نابلد تھے۔ یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ شریعتِ محمدی ﷺ کو فطرت کے تقاضوں پر ڈھالا گیا اور کافی مدت پہلے سے ہی شریعت کو اس طرح ڈھال دیا جانا نہایت عجیب سی بات لگتی ہے۔ غور کیا جائے تو اس میں عجیب کوئی بات نہیں

Marfat.com

کیونکہ ان قوانین کی حقانیت اس لئے درست اور سچی ہے کہ اس کو خود اللہ تعالیٰ کی ذات نے واضح کیا اور مسلمانوں کے لیے نازل فرمایا ہے۔ وہ ذات جو خود مکمل ہو اس سے مہمل اور لایعنی باتوں کی امید نہیں کی جا سکتی، اس لیے اسلام کی ہر بات حقیقت کی عکاسی کرتی ہے۔

ضروریاتِ اسلام کیا ہیں؟

اسلام دین فطرت اور سادہ مذہب ہے۔ اس کی ضروریات بھی نہایت سادہ اور عقل کے مطابق ہیں۔ ہماری تصنیف ''اسلام اور روحانیت'' جو غالباً ۱۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگی، اس کے حصہ اول (جو تقریباً ۹۰۰ صفحات پر مشتمل ہے) میں طریقت کی تاریخ اور افادیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس جگہ اس بات کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مطالبہ کرتا ہے اسے اس نے اسلام کے پانچ رکنوں میں سمو دیا ہے۔ نیچے دی گئی عبارت میں اسلام کے پانچ ارکان کا تقاضا بیان کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ <u>رکن اوّل ''ایمان اور رسالت''</u> اس کے متعلق اس کتاب کے آغاز میں ایمان باللہ کی کافی تفصیل دے دی گئی ہے اور اسی سے توحید کے ساتھ رسالت کا تعلق بھی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ دونوں چیزیں ایمان باللہ کا جزو ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام سے پہلے رہبانیت کو نصاریٰ نے اپنی مرضی کے مطابق جاری کیا تھا مگر وہ اس کا حق ادا نہ کر سکے۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں ایسے قوانین رائج تھے جو انسان کے فطری تقاضوں کے بالکل خلاف تھے مثلاً ساری عمر شادی نہ کرنا، جنگلوں میں بود و باش رکھنا، گوشت نہ کھانا، ایسی مشقتیں برداشت کرنا جو انسان کی سکت سے باہر ہوں (اس کی فہرست طویل ہے)، مگر اسلام نے ان غیر فطری بندشوں کو توڑ کر فطری قوانین کو رواج دیا اور حضور ﷺ نے خود اپنی زندگی کو لوگوں کے لئے نمونہ بنا کر پیش کیا۔ اسلام نے غیر انسانی

Marfat.com

سزاؤں اور مشقتوں کے بدل کے لئے نماز، حج، زکوۃ، رمضان کے روزوں اور جہاد کو فطرت کے اصولوں کے مطابق پیش کیا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو ہر انسان آسانی سے ادا کر سکتا ہے۔ شریعت کے اصولوں میں کامل شفاء، صحت کے اصولوں کا لزوم اور کامل ضابطہ حیات کی ضمانت دی گئی ہے جو اسلام کے علاوہ ہر مذہب میں مفقود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو زندگی گزارنے کا واحد راستہ کہا گیا ہے۔ (Islam is the only way of life) جو لوگ ان شرعی اصولوں سے جی چراتے ہیں وہ دین کے چور ہیں اور بری صحبت میں رہنے کے باعث مارے گئے ہیں۔

۲۔ رکنِ دوم ''نماز'' (اسلامی عبادات کا پہلا مقام) ہماری تصنیف ''حسنِ نماز'' اور ''نشانِ منزل'' میں تمام اسلامی عبادات کے مقاصد اور افادیت کو بیان کیا گیا ہے۔ نمازوں کا ادا کرنا دن میں تقریباً آدھ گھنٹے کی بات ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے بے تحاشا عنایات اور خوبیوں کے خزانے مخفی کور کھے ہیں۔ اس سے ملنے والے فوائد اس پر صرف ہونے والے اوقات سے کئی گنا بڑھ کر ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ اس سے آخرت تو ٹھیک ہو ہی جاتی ہے لیکن دنیا کے معاملات پر بھی اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اسلام صرف آخرت کا مذہب نہیں بلکہ اس سے دنیا بھی سدھر جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام باقی مذاہب سے مختلف ہے۔

۳۔ تیسرا رکن ''رمضان کے روزے'' اس رکن کی تفصیل کے متعلق ہماری تصنیف ''نشانِ منزل'' میں دیکھیں۔ اس کتاب میں صیام کی حکمتوں، رحمتوں اور بخششوں کا ذکر ہے۔ رمضان کے روزوں کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ اس مختصری مشقت آمیز عبادت سے انسان تقویٰ حاصل کر لیتا ہے جو اسے روحانیت کے بلند مقام پر فائز ہونے کے قابل بنا دیتا ہے۔ اس میں بہت سی بیماریوں اور نفس کی سرکشیوں کا علاج موجود ہے جو تزکیۂ نفس کے لئے نہایت ضروری عنصر ہے۔ ویسے بھی اکثر مسلمان نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں، رمضان میں روزے کا ضرور احترام کرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رمضان کا احترام

Marfat.com

برقرار رکھتے ہوئے اسلام کی عبادتوں کا مستقل ذوق بھی پیدا ہو جاتا ہے اور بندہ صحیح نمازی اور دیندار بھی ہو جاتا ہے۔ انسان ہمت کرے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔ اس ماہ میں بے حد نعمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

۴۔ چوتھا رکن ''زکوٰۃ کی ادائیگی'' حیران کن بات ہے کہ امیر لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے گھبراتے ہیں حالانکہ یہ فریضہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن پر زکوٰۃ کے نصاب کا اطلاق ہوتا ہے۔ غریب پر تو کوئی زکوٰۃ نہیں کیونکہ وہ صاحبِ نصاب نہیں ہوتا۔ عصر حاضر میں تقریباً ۸۵ فیصد مسلمان تو ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ کا مکلّف ہونا میسر نہیں۔

جو لوگ صاحبِ نِصاب ہیں ان کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ زکوٰۃ سے مال محفوظ اور پاک ہو جاتا ہے اور اس کے ادا کرنے سے مال میں بے انتہا برکت آ جاتی ہے۔ ذرا آزما کر دیکھیں۔ اس کے لئے ایک مثال کافی ہے وہ یہ کہ آم کا درخت پھل دینے کے موسم کے بعد تراش دیا جاتا ہے (اور یہ عمل اس کی زکوٰۃ سمجھ لیں)۔ اس درخت کو تراشتے اس لئے ہیں کہ اگلے سال پھل زیادہ آئے، چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

۵۔ پانچواں رکن ''حج'' اس رکن کو صرف ان لوگوں کے لئے فرض کیا گیا ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہیں اور اس رکن کو عمر بھر میں ایک بار ادا کرنا فرض کیا گیا ہے۔ یہ چند دنوں کی بات ہے مگر اس میں جو حکمتیں رکھی گئی ہیں وہ اس جگہ بیان نہیں ہو سکتیں۔ یہ فریضہ بھی کوئی مشکل نہیں بلکہ انسان متبرک مقامات کی برکات حاصل کرتا ہے اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر کھڑا ہونے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔

انسان کی مشکلات کا حل شریعت کی اتباع میں ہے

جو لوگ شریعت پر عمل کرتے ہیں وہ خود اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ شریعت پر عمل کرنے سے طاقت، دولت، عزت بلکہ سب کچھ ہی ملتا ہے۔ جس نے اسے نہیں آزمایا تو

Marfat.com

وہ ذرا آزما کے دیکھے تو سہی کہ اس کی اتباع سے پوری دنیا یقینی طور پر تابعدار ہو جاتی ہے۔
معلوم ہونا چاہیے کہ کچھ بے دین لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اہل طریقت کو شریعت پر چلنے کی ضرورت نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل طریقت کو ہی شریعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

دنیا اور آخرت دونوں کو ہاتھ میں رکھیں

اولیائے کرام کی زندگیوں کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دنیاوی ضروریات کو مناسب حد تک پورا کیا اور کبھی اس کی بہتات کے لئے کوشاں نہیں ہوئے۔ آج مسلمان کو مال و منال کی انتہائی محبت نے اس قدر مردہ کر دیا ہے کہ ان کو دنیا سمیٹنے کے علاوہ اور کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ ایک حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی طلب اتنی ہی رکھنی چاہیے جس قدر ضرووت ہو اور اگر ہر خواہش کو پورا کرنے کی تمنا دل میں رکھی جائے تو انسان کی پریشانیوں میں اضافہ ہوگا۔ لہٰذا اللہ کو یاد رکھنے میں دنیا بھی ملتی ہے اور خدا بھی راضی ہو جاتا ہے۔

غور کا مقام ہے کہ حضرت سعد بن وقاصؓ مصر کے گورنر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مصر کا دورہ کیا تو دیکھا کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک پیالہ، لوٹا اور چٹائی کے علاوہ کچھ سامان نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے گھر میں سوائے ان چند چیزوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے تو آپ نے جواب دیا ''اے امیر المومنین! اتنا سامان ہی میرے لئے کافی ہے''۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دنیا کی حقیقت کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ گزشتہ صفحات میں شامل کیا گیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت سے زیادہ دنیا کی خواہش میں سوائے خرابی کے اور کچھ نہیں۔ ایسی امیری اور ریاست کا کیا فائدہ کہ جس کے ملنے کے بعد قبر میں بچھو، سانپ اور زہریلے جانوروں کا

Marfat.com

عذاب ملے جب کہ نیک، نمازی اور دیندار آدمی کو قبر میں بھی فراخی اور ٹھنڈک ملتی ہے اور آخرت میں بھی اس کو عزت ملتی ہے اور اس کا احترام کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے ایسی زندگی گزاری ہے ان کو دائمی حیات مل گئی اور آج بھی ان کے نام زندہ ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے درج ذیل اشعار قابل غور ہیں۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے ۔۔۔ زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں میرا جوہر آشکار ہوا ۔۔۔ قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں

راقم الحروف نے اللہ تعالیٰ کے تمام وعدوں کو صحیح اور حقیقت پر مبنی پایا ہے۔ جو لوگ اس طریقے پر چلنے سے گریز کرتے ہیں ان کے مرنے کے بعد ان کے ناموں کے نشان بھی نہیں ملتے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت خواجہ غریب نواز چشتیؒ، حضرت فریدالدینؒ، حضرت نظام الدین اولیاؒ، حضرت سلطان باہوؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام آج بھی زندہ ہیں، چنانچہ زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ کاروبار دنیا کو بھی چلاتے رہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت (نماز و روزہ) کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اس سے دنیا میں بھی کامیابی اور آخرت میں بھی خدا کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ اگر کوئی مقامات بلند حاصل کرنا چاہتا ہے تو روحانیت میں قدم رکھ کر تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کیا کیا انعامات سے نوازتا ہے۔ جن لوگوں کو روحانی دنیا کی طلب ہے تو وہ درج ذیل دو طریقوں میں سے ایک طریقہ اختیار کرتے ہیں پہلا طریقہ تو سیدھے سادے مسلمانوں کا ہے اور دوسرا طریقہ اولیائے کرام کا ہے۔

اسلام کے دو راستے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتباع سنت ہی اللہ تعالیٰ کی اتباع کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی اتباع کو شریعت کی اتباع بھی کہا جاتا ہے۔ زیر نظر کتاب پوری کی پوری اس یقین کی حامل ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع ایک کامیاب زندگی گزارنے کے

Marfat.com

لئے ضروری اصول ہے۔ اس جگہ راقم الحروف اپنے تجربے کی بنا پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہے کہ اس نے اس دینی زندگی کے گزارنے کے بعد کیا کچھ پایا اور اس اتباعِ رسول اللہ ﷺ میں اللہ تعالیٰ نے کیا کیا انعامات عطا کئے۔

راقم الحروف کی روحانی دنیا میں ابتدا اس انداز سے ہوئی کہ عنفوانِ شباب میں ہی اس نے اولیائے کرام کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی زندگیاں کیسے بسر ہوئیں اور یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کی کہ انہوں نے یہ بلند پایہ مقامات کیسے حاصل کئے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہماری قوم کے نوجوان اور بوڑھے بھی اولیائے کرام کی تصانیف کا قطعاً مطالعہ نہیں کرتے، حالانکہ ایسی کتابوں کے مطالعہ کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان بزرگوں سے بالمشافہ گفتگو ہو رہی ہے اور ان کا فیض ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ ''کشف المحجوب'' اور دیگر کتب کے مطالعہ کے بعد ان بزرگوں کے اقوال کی معرفت ان کے روحانی تقدس، ارتقاء اور بزرگی کا علم ہوتا ہے جس کے اثر کے تحت جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نیز ان کے کلام کے مطالعہ سے باضمیر انسان اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ خود بھی اس راہ پر چلنے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو انبیائے کرام کے بعد افضل ترین مخلوق میں شامل ہیں۔ ان کے تصرفات کا اندازہ ان کے کارناموں اور بزرگی کی نوعیت کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ اگر ان اولیائے کرام سے متاثر ہو کر ان کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دے تو کوئی ایسی بات نہیں کہ کوئی گنہگار شخص روحانی منزل تک نہ پہنچ سکے۔ راقم الحروف نے ان بزرگوں کے نشان قدم پر قدم رکھنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے بے پایاں کرم کیا۔

مولانا رومؒ نے لکھا ہے کہ ایک چیونٹی کو خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کا شوق ہوا تو وہ ایک کبوتر کے پنجوں سے چمٹ گئی اور ناگاہ خانہ کعبہ پہنچ گئی۔ اس راہ پر چلنے کے لئے شوق اور راہنمائی کی ضرورت ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی راہ پر چلنے کے دو راستے ہیں جن کا مختصر بیان نیچے دیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

۱۔ اسلام کا پہلا راستہ زندگی کے ہر شعبے میں عمومیت اور خصوصیت کے نشانات ملتے ہیں۔ ایک عام ڈاکٹر کے لئے ڈاکٹری کی سند حاصل کر لینے کو ہی کافی سمجھ لیا جاتا ہے اور اگر اس کی ارتقائی منزلوں تک پہنچنا مقصود ہو تو اس کو Specialization یعنی امتیازی ڈگریاں حاصل کرنا ہوتی ہیں۔ اسلام کا پہلا راستہ بہت ضروری ہے کیونکہ یہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور ہر ایک کو اس میں سے گزرنا ہوتا ہے۔ یہ وہ حصہ ہے جس میں اعتقادات کی تصحیح، نماز و روزہ اور دیگر اسلام کے ارکان کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ عمل میں ایسی تبدیلیاں لانا ضروری ہیں جن میں شریعت کے بنیادی اصولوں کا علم اور اس پر عمل ہو سکے۔ اس راہ میں حرام کاری اور حرام رزق وغیرہ سے اجتناب بھی ضروری ہے۔ ایسا کرنے سے انسان سیدھا سادہ مسلمان بن جاتا ہے اور اس کو جنت میں کافی بلند مقام نصیب ہو جاتا ہے لیکن عمل اور اعتقاد میں کمی رہ جانے سے درجات میں بتدریج اتنی ہی کمی رونما ہوتی ہے۔ اس سیدھے سادے راستے میں اگر زیادہ محنت کی جائے تو اس کو ولایت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

۲۔ اسلام کا دوسرا راستہ اسلام کا دوسرا راستہ روحانی راستہ کہلاتا ہے جس کو ارادت یا طریقت کا راستہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جو پہلے راستے کو کامیابی کے ساتھ اپنانے کے بعد اختیار کیا جاتا ہے۔ اس میں کسی مرشد یا شیخِ کامل کی راہنمائی ضروری ہوتی ہے اور یہ وہ راستہ ہے جس میں پہلے راستے کو شدتِ شوق اور کامل ذوق کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس راستے پر چلنے والوں کی دنیا ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ یہ لوگ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ رہتے ہیں اور ہمہ وقت خدا سے منسلک رہتے ہیں۔

طریقت میں خصوصی ذکر و اذکار، وظائف، نوافل، تلاوتِ کلامِ پاک کی کثرت ہوتی ہے اور نفس کو اس کی سرکشی اور بغاوت سے بڑی احتیاط کے ساتھ روکا جاتا ہے۔

طریقت کی راہ میں مجاہدات اور مشقت کرنا ضروری ہوتے ہیں اور اس راہ

Marfat.com

میں جس قدر بلند مجاہدات کئے جاتے ہیں اتنے ہی بلند مقامات نصیب ہوتے ہیں۔اس راستہ کی تفصیل کا ایک چھوٹی سی تحریر میں احاطہ نہیں کیا جاسکتا چنانچہ اس کے لئے مطالعہ ازبس ضروری ہے اور پھر اس مطالعہ کی روشنی میں اپنے اعمال کو ڈھالنا اس طریقے کے لوازمات میں شامل ہے۔

عموماً اہل طریقت طویل عرصہ یعنی کئی سال تک اس طریقے پر عمل کرتے ہیں اور اگر نیت میں خلوص ہو تو کامیابی کے امکانات بہت جلد روشن ہو جاتے ہیں مگر ایک بات ہے کہ پہلے چند سال ذرا صبر اور استقامت سے کام لینا ہوتا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اگر اس راہ میں کامیابی کے آثار نمودار نہ بھی ہوں تو گھبرا کر طریقت کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے۔اس میں کچھ مشکل مقامات بھی آتے ہیں اور ان مقامات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا امتحان لیتا ہے کہ سالک اس راہ پر استقامت کے قابل ہے یا ابھی خام ہے۔ اگر استقامت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے بہت جلد کھل جاتے ہیں۔ راقم الحروف کا تجربہ ہے کہ یہ اہل ہمت کا اصول ہے اور اس راہ پر چلنے والے اگر اپنی ایمانداری، ذوق وشوق اور لگن کے ساتھ چلتے رہیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ کسی اچھے مقام سے کم پر منتج نہیں ہوں گے۔ کسی نے کہا ہے کہ یہ نہ کہو کہ بایزیدؒ صرف ایک ہی تھے بلکہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا عاشق ہو جائے تو وہ بھی ایک بایزیدؒ کی طرح ہے۔

تو مگو اندر جہاں یک بایزیدے بود و بس   ہر کہ واصل شد ز جاناں بایزیدے دیگر است

(تم یہ نہ کہو کہ دنیا میں صرف ایک بایزیدؒ ہی تھے، جو بھی اللہ تعالیٰ سے واصل ہو گیا وہ بھی ایک بایزیدؒ ہے۔)

اللہ تعالیٰ کی سنت کو آپ بدلتا ہوا نہیں پائیں گے۔ اگر ایک بایزید بسطامیؒ نے طریقت کا عمل کیا تو وہ واصل بہ حق ہو گئے اور اگر آپ بھی اسی طرح عمل کریں گے تو کیوں واصل بہ حق نہیں ہو سکتے۔ چلیں اگر عمل اتنا نہ سہی تو بایزیدؒ کے چاہنے والوں کے گروہ میں

Marfat.com

تو آپ کا نام آ جائے گا، کیا یہ معمولی بات ہے؟ اس فہرست میں نام آ جانا بھی کوئی کم بات نہیں۔ حوصلہ نہ ہاریں طریقت کو تھامے رہیں۔ منزل پر پہنچنا آپ کا مقدر بن جائے گا۔ راقم الحروف نے یہی کیا۔ بھول بھلیاں دیکھتے رہے۔ پتہ نہیں لگتا تھا مگر لگے رہے۔ استقامت اختیار کی تو اللہ نے جو کچھ دینا تھا دے دیا۔ اللہ تعالیٰ دین اور دنیا میں عزت عطا فرماتا ہے جس کے ہم لوگ اہل نہیں ہوتے۔ اگر آپ اسی طرز پر عمل جاری رکھیں گے تو کیا خدا کا قانون آپ کی خاطر بدل دیا جائے گا۔ ہر شخص کو وہی ملتا ہے جتنا وہ کرتا ہے۔ آپ ہمت نہ ہاریں۔ میدان آپ کے سامنے ہے ایک چھلانگ لگائیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ وہ مقام پا لیں جس سے ہم ابھی تک نا آشنا ہیں۔

سوچیں کہ آپ کون سا راستہ چاہتے ہیں

سوچنے کی بات یہی ہے کہ کیا آپ بے دینی اور فسق و فجور سے لبریز دنیا دار طبقے کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں یا اللہ کے عاشق بن کر مرنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ سے سودا کر لیتے ہیں ان کے لئے سامان شوق بھی اللہ تعالیٰ خود ہی مہیا کرتا ہے۔ ارادت کی راہ کو اختیار کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ آپ یہ کہیں اچھا دیکھیں گے، کوشش کریں گے۔ ایسے متزلزل ارادوں کے مالک لوگ ہمیشہ کناروں پر ہی ڈوب جاتے ہیں۔ لوگ دنیا کی باتوں میں تو بہت تیز رفتار ہوتے ہیں اور ان کے دنیا کے کام تو خوب چلتے ہیں مگر دین کے معاملے میں اس قدر ڈھیلے ڈھالے ہو جاتے ہیں کہ یوں کہنے لگتے ہیں کہ اچھا دیکھیں گے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ بلخ و بخارا کے بادشاہ تھے۔ آپ نے اس بات کا مشاہدہ کر لیا تھا کہ دنیا کی نسبت آخرت کی بات زیادہ قیمتی ہے۔ آپ کی درویشی اختیار کرنے کی کہانی طویل ہے۔ مختصر یہ کہ آپ نے حکومت چھوڑ دی اور ایک دن دریا کے کنارے گدڑی سی رہے تھے کہ ان کا ایک سینئر وزیر اس طرف آ نکلا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ شیخ کیسا ہے کہ اتنی بڑی

Marfat.com

سلطنت چھوڑ کر یہاں آن بیٹھا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس کے دل کی بات کو سمجھ لیا اور اس کو بلایا اور اس کو دکھا کر اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور پھر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ الٰہی میری سوئی واپس دلوائیں۔ اس وزیر نے دیکھا کہ بے شمار مچھلیاں نمودار ہوئیں جن میں سے ہر ایک کے منہ میں سونے کی سوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ الٰہی! مجھے میری سوئی درکار ہے تو ایک مچھلی آپ کی وہی سوئی لے کر آ گئی۔ اس پر آپ نے اس وزیر کو کہا کہ تم کیا سمجھتے تھے، اب بتاؤ اصل بادشاہی یہ ہے یا وہ جو تم نے میری پہلی زندگی میں دیکھی تھی۔ بس اتنا ہی فرق ہے اس زندگی میں اور پہلی زندگی میں، مگر یہ دولت ملتی اسی کو ہے جو صدق دل سے قدم بڑھائے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ بلخی نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اللہ کے ولیوں کی فہرست تھامے ہوئے ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا اس میں میرا نام بھی ہے؟ فرشتے نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس فہرست کے نیچے لکھ دو کہ ابراہیمؒ ان تمام ولیوں سے محبت کرتا ہے۔ آپ کے اس جملے پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو حکم دیا کہ ان کا نام تمام ولیوں کی فہرست کے اوپر لکھ دو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے جذبات رکھنے والوں کو ہی کچھ ملتا ہے۔ ابتدا کریں تو سہی۔

Marfat.com

نماز و روزہ کے بغیر دونوں جہان کی بھلائی ممکن نہیں

ایک تلخ حقیقت

اس دنیا سے امیدیں وابستہ کرنے والے حقیقتاً خدا سے ناامید ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دنیا کو حاصل کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔ ہمارے باپ دادا اور بہت سے قریبی عزیز واقربا اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور لوگوں کو اس بات کا احساس نہیں ہے کہ عنقریب ہم نے بھی ایک روز قبر میں جانا ہے۔ عیش وعشرت کے پرستار آج اس بات کا احساس کریں یا نہ کریں، لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ایک نہ ایک دن ہماری موت ہمارے سامنے بھی آئے گی۔ زندگی کا کسی کو بھی اعتبار نہیں ہوسکتا۔ موت ایک منٹ کے بعد بھی آ سکتی ہے اور کچھ دیر کے بعد بھی۔ حادثاتی خبریں ہر روز سننے میں آتی ہیں۔ کسی کو کیا معلوم کہ اس کی موت کی خبر لوگوں تک کب پہنچ جائے اگرچہ ہر شخص کو اپنی موت کی قطعاً توقع نہیں ہوتی۔

سوچیں کہ اگر اب مر گئے تو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے

آج بے شک اگر کوئی عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہا ہو تو اس کی یہ عیش وعشرت اس کے لیے آخرت میں یقیناً کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کے قابل نہیں ہوگی۔ عقل اس بات کو مانتی ہے اور قرآن اور حدیث میں بھی ایسی کوئی خبر نہیں ملتی کہ جو لوگ یہاں دنیا میں عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو آخرت میں بھی عیش وعشرت کے سامان مہیا کیے جائیں گے۔

Marfat.com

البتہ ایسی آیات اور احادیث ضرور ملتی ہیں کہ جولوگ یہاں دنیا کے عیش وعشرت میں بغیر اطاعت الٰہی کے زندگی بسر کر رہے ہیں وہ قیامت کے دن لوگوں سے اپنا منہ چھپاتے ہوئے نظر آئیں گے اس لیے کہ وہ دنیا میں امیر تھے اور خدا سے دور تھے۔ دنیا اور آخرت دو سوکنوں کی طرح ہیں کہ اگر ایک یعنی دنیا خوش ہے تو اس کی آخرت اس سے ناراض ہوگی اور اگر دنیا ناراض ہے تو آخرت خوش ہوگی۔ (کشف الخفا رقم الحدیث ۱۳۰)

غور کا مقام ہے کہ اگر ہم دنیا میں خوب عیش کرلیں اور قبر میں جاتے ہی عذاب میں مبتلا ہو جائیں تو اس عیش وعشرت سے کیا فائدہ۔ یہ عین ممکن ہے کہ دنیا میں عیش کرنے والے بہت بڑے مال دار کو قبر میں اور آخرت میں عذاب دیا جائے اور اس کے ایک معمولی غریب ملازم کو آخرت کی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے۔ سوچنے کی بات ہے کہ یہ زندگی (جس کی اوسط ۱۵ سے ۲۰ سال ہے) آخرت کی طویل زندگی کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن کے مطابق اللہ کے ہاں کا ایک دن ہماری اس دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا (دیکھیے سورۂ الحج آیت ۴۷)۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول ہے کہ یہ کتنی احمقانہ بات ہے کہ اس دنیا کی کوڑیوں کو حاصل کرنے کی خاطر انسان اگلے جہاں کے ہیرے اور جواہرات کو نظر انداز کر دے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ایک دن میں پانچ نمازوں میں تقریباً ۳۵ منٹ کا وقت درکار ہوتا ہے اور اس قلیل وقت کے بدلے ہم جہنم کی آگ کو اور اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کو قبول کر لیتے ہیں اور جہنم میں جلنے کے لیے رضامندانہ طور پر عمر بھر تیار رہتے ہیں۔

مسلمانوں کی کثیر تعداد جہنم میں جانے کے لیے کیوں تیار ہے؟

علامہ اقبالؒ نے خدا کے حضور یہ شکایت کی ہے کہ میں تو مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کی طرف کوشش کرتا ہوں مگر ہماری قوم غلامانہ زندگی گزارنے پر ہی رضامند ہے۔

Marfat.com

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند

یہ حقیقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ مسلمان دنیا بھر میں اس لیے بدنام ہو گئے ہیں کہ انہوں نے خدا اور رسول ﷺ کے اہم فرامین کو بھی ترک کر دیا ہے۔ پہلے زمانہ کے مسلمان اسلام پر عمل کرنے کے باعث ہی معزز تھے اور آج کا مسلمان ان کے برعکس اصولوں پر عمل پیرا ہے اور زمانے بھر میں رسوا ہو چکا ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

یہ ایک عام فہم بات ہے کہ ملک چین کے باشندے (جو پاکستان کی آزادی کے بعد آزاد ہوئے ہیں) مسلمانوں کے اصولوں کو اپنا کر اور خود کو ضبط نفس کی تلقین دے کر ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح نمودار ہوئے ہیں۔ ان کی یہ سربلندی صرف اس اصول پر کاربند ہونے کی وجہ سے ہے کہ نفس کی آسائشوں اور گراں خوابی کو انہوں نے خیرباد کہہ دیا اور سب کچھ چھوڑ کر محنت کرنے لگے اور کوشش کے اصولوں پر پابند ہو گئے۔ علامہؒ نے فرمایا۔

گراں خواب چینی سنبھلنے لگے ہمالہ کے چشمے ابلنے لگے
مسلماں ہے توحید میں گرمجوش مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش

آج امریکہ اور مغربی ممالک کے لوگ مسلمانوں کو ذلیل و خوار اور تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں مگر چین اور جاپان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ کیا مسلمانوں کی غیرت اس قدر گر چکی ہے کہ وہ اپنے انجام سے بالکل بے خبر اور لاتعلق ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گراں خواب قوم اب جہنم میں جانے سے بھی بے پرواہ ہو چکی ہے بلکہ جہنم میں جانے پر رضا مند ہے۔

Marfat.com

مسلمان یہ نہیں جانتے کہ جب تک محنت شاقہ کے ساتھ دنیا میں اپنا مقام پیدا نہ کریں گے تو دوسری قوموں سے پٹتے ہی رہیں گے۔ جب تک وہ دنیا کی قوموں میں اپنی طاقت کا لوہا نہیں منوالیں گے تو اس وقت تک وہ مغلوب ہی رہیں گے۔ علامہؒ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی نبوتؑ کے علاوہ ان کو عصا کی طاقت کی ضرورت تھی اور اب مسلمان کے لیے بھی یہ عصا نہایت ضروری ہے۔ ع

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

مسلمانوں کی اصلاح کے لیے حکومت کا ہاتھ ضروری ہے

علامہ اقبالؒ نے لکھا ہے کہ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے یہ شکایت کی ہے کہ جب وہ مسلمانوں کی روح قبض کرتا ہے تو اسے اس بات پر شرم محسوس ہوتی ہے کہ ان کے نامۂ اعمال کی گٹھڑی نیکیوں سے خالی نظر آتی ہے مگر انسان کو اس حالت میں مرنے سے شرم نہیں آتی کہ اس حالت میں مرتے ہیں کہ ان کے پلے کوئی عمل نہیں ہوتا۔ انسان اتنا ڈھیٹ واقع ہوا ہے کہ آخری دم تک نیک اعمال کی طرف رغبت نہیں رکھتا۔ راقم الحروف نے مسلمانوں کی اس بے عملی کو دور کرنے کے لیے یہ عمل تجویز کیا ہے کہ ہر مسلمان کو آخرت کی طرف پوری توجہ دینا ضروری ہے اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہ کر اپنے اعمال کی سنجیدگی سے اصلاح کرنا لازمی ہے۔ حکومت کو لوگوں کی زندگی سنوارنے کے لیے ایک شعبہ متعین کرنا چاہیے جو لوگوں کی اصلاح کو منظم طریقے سے وجود میں لائے۔ اس محکمہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے دینی معیار کی طرف توجہ دلائیں اور ان کے اخلاق کو بدلنے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ یہ عجیب بات ہے کہ حکومت کو معلوم نہیں کہ مسلمان قوم کی اصل بیماری اسلام سے دوری کی وجہ سے ہے اور پاکستان میں کسی حکومت کا اس کی طرف قطعاً دھیان نہیں آیا جب کہ ملک کے دوسرے شعبوں کے لیے لاتعداد وزیر مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی حکومت کو ضرور ذمہ داری دی ہے۔

Marfat.com

کچھ دلچسپ بیانات فوراً زندگیوں کو بدل دیتے ہیں

اگر مسلمانوں کو مندرجہ ذیل چھ نکات ذہن نشین کرا دیئے جائیں تو وہ اپنے دین پر بخوبی عمل کر سکتے ہیں: (۱) انسان کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے؟ (۲) انسان کو کن مراحل سے گزر کر تخلیق میں لایا گیا ہے؟ (۳) ایمان باللہ کو دلوں میں کس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے؟ (۴) ایک مسلمان کو اسلامی طرزِ زندگی اپنانے کی راہ میں کون کون سی رکاوٹیں درپیش ہیں اور ان کا حل کیا ہے اور کس طرح اسلامی طرزِ زندگی حاصل ہو سکتی ہے؟ (۵) اسلام کیا ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے؟ (۶) اور ابلیسی طاقتوں سے بچنے اور باعمل مسلمان بننے کے لیے کون سے نکات کا سمجھنا ضروری ہے۔

حیران کن بات ہے کہ مذکورہ بالا سوالات کا جواب اس قدر آسان اور دلچسپ ہے کہ اگر علماء میں سے کوئی نیک انسان ان نکات کو لوگوں پر بیان کرے تو لوگ بے چوں وچرا اپنی گردنیں ان خوبصورت حقائق کو سن کر خدائے عظیم کے حضور میں خم کرنے کے لیے بے قرار ہو جائیں۔ یہ سوال ہرگز پیدا نہیں ہوتا کہ ایسے بیانات کے سامنے لوگ متاثر نہ ہوں اور ان کی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب پیدا نہ ہوں۔ یہ بات یقینی ہے کہ ہماری قوم کا بیدار ہونا محض اس طریقے کو لوگوں کے سامنے نہ لانے کی وجہ سے ہے۔ اگر اس آسان طریقے کو لوگوں میں آزمایا جائے تو اسی میں شیطانی گمراہی کے علاج کا راز شیطان نے چھپا رکھا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے انہی حقائق کو دیکھ کر فرمایا ع

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

وہ آسان طریقہ جس سے مسلمان فوراً نمازی بنتے ہیں

اوپر ذکر کردہ حقائق کو اگر مسلمانوں پر کھول کر بیان کیا جائے اور ان تمام حقائق کو جو زیرِ نظر کتاب میں بیان کر دیئے گئے ہیں عوام کی نظروں میں لایا جائے تو مسلمانوں کی ترکِ نماز کا کام درست ہو سکتا ہے۔ اس مطالعہ کے ساتھ اس باب سے پہلے دیئے گئے نماز کے

Marfat.com

جاری کرنے کے چار نکات کو اگر لوگوں کے ذہن نشین کر دیا جائے تو بے نمازی لوگ فوراً نماز کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں۔

نماز و روزہ کی عبادت سے نہ صرف آخرت بلکہ دنیا کے حالات بھی سنور جاتے ہیں

دین سے دوری کی وجہ سے ہمارے مسلمان اُن باتوں سے قطعاً بے بہرہ ہیں جن کا اعلان اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے کھلے الفاظ میں کیا ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا وعدہ قابل غور یہ ہے کہ اگر تم اللہ کی تابعداری میں لگ جاؤ تو یہ تمام دنیا تمہاری تابعدار ہو جائے گی (اللہ تعالیٰ نے دنیا کو جب پیدا کیا تو دنیا کو اس بات کا حکم دیا کہ (اے دنیا) جو میرا تابعدار ہے تم اس کی تابعدار ہو جانا۔) اس وعدے کو ہم نے اور دیگر لوگوں نے بالکل صحیح پایا۔ اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ چند قوانین نیچے دیئے جا رہے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ قوانین جن سے زندگی کے دکھ دور ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ چند قوانین نیچے درج کیے جا رہے ہیں جن کو اکثر مسلمان پس پشت ڈال چکے ہیں۔ اگر ان قوانین کو سمجھ لیا جائے تو انسان کے تمام غم دور ہو جائیں اور مسلمانوں کا قومی تشخص بھی بڑھ جائے۔ وہ قوانین حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے تو دنیا کی ہر چیز اس سے ڈرتی ہے۔

۳۔ اگر کوئی توبہ کرلے اور عمل صالح کرے تو اس کو دنیا کی بادشاہی (بالادستی) دے دی جائے گی۔

۴۔ اگر تم خدا کا شکر کرو گے تو خدا تمہارا رزق اور زیادہ کر دے گا۔

۵۔ اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا تو میں بھی تمہارے دھوکے سے بڑھ کر دھوکہ دوں گا یعنی اگر تم عہد سے پھر گئے تو میں بھی پھر جاؤں گا۔

Marfat.com

۶۔ اگر تم علم دین (جس میں تمام علوم شامل ہیں، جو دین کے لیے) حاصل کرو گے تو اس کے بدلے میں تمہیں دولت، عزت اور حکومت بھی عطا کی جائے گی۔

۷۔ تم ہی سب پر غالب آ جاؤ گے اگر تم مومن ہو۔

۸۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (یعنی بذریعہ تبلیغ تم لوگوں کو برائی کی طرف سے ہٹا کر نیکی اور نجات کی طرف لاؤ گے) تو تمہارے ذاتی کاموں میں میں تمہاری مدد کروں گا جو لوگ یہ کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دنیاوی کاموں میں مدد کرے گا۔

۹۔ جو اللہ کے دین کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ خود اس کے دنیاوی اخراجات کی کفالت کرے گا۔

۱۰۔ جو اللہ سے دوستی کرے گا اللہ اس سے دوستی کرے گا۔

۱۱۔ جو اللہ کا ذکر کرے گا اللہ تعالیٰ بذاتِ خود اس کا ذکر اپنی تنہائی میں یا فرشتوں کی مجلس میں کرے گا۔

۱۲۔ جو اپنی مرضی یا خواہشات کو اللہ کے لیے ترک کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اپنی مرضی کو اس بندے کی مرضی پر چھوڑ دے گا۔

اگر قرآن اور حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اور بھی بہت سی نعمتوں، مہربانیوں اور عطاؤں کا ذکر کیا ہے۔ انسان یہ بات نہیں سمجھتا کہ جب اللہ نے مذکورہ بالا قوانین انسان کی بہتری کے لیے وضع کئے ہیں تو وہ ان وعدوں پر اعتبار کیوں نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میری تابعداری کرو تو دنیا تمہاری تابعدار ہو جائے گی تو پھر تابعداری میں کیا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مشکلات کو رفع کرنے کے لیے بہت سے قوانین وضع کیے ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے آخری باب میں کر دیا گیا ہے مگر انسان ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت امام شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں حضرت امام جعفر صادقؒ کا حسبِ ذیل قول نقل کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر انسان خدا کی تابعداری کرے تو یہ کائنات اس کی تابعدار ہو جائے گی۔

Marfat.com

اَوْحَی اللّٰہُ اِلَی الدُّنْیَا اَنْ اَخْدِمِیْ مَنْ خَدَمَنِیْ وَاَتْعِبِیْ مَنْ خَدَمَکِ (طبقات الکبریٰ ص ۵۰)

اللہ تعالیٰ نے دنیا پر یہ وحی فرمائی کہ اس کی خدمت کر جو میری تابعداری کرے اور اس کو تھکا دے جو تیری تابعداری کرے۔

تابعداری میں صرف اتنی بات ہے کہ کبیرہ گناہ نہ کرو اور نماز و روزہ جیسی چیدہ چیدہ عبادات ادا کرتے رہو۔ بس اتنی سی بات پر خدا راضی ہو جاتا ہے۔ مگر انسان خدا کی بات کو چھوڑ کر دنیا کو راضی کرنا چاہتا ہے جس میں اس کو کوئی فائدہ نہیں اور محنت بھی زیادہ کرنا پڑتی ہے۔ دنیا کو راضی کرنے کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا بہت آسانی سے ممکن ہوتا ہے۔ آزما کے دیکھ لو۔ تو پھر کیوں خدا کو چھوڑتے ہو؟ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَرَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

Marfat.com

مصنف کی تصانیف

نام کتاب اور پبلشر	موضوع
☆ بیعت کی تشکیل اور تربیت: (جنگ پبلشرز، دو بار شائع ہو چکی ہے)	بیعت کا جواز، اس کی اہمیت اور تصوف کے احوال و اشغال پر مدلل گفتگو
☆ حضورِ قلب: (جنگ پبلشرز سے تین بار چھپ چکی ہے)	معارف قلب، خشوع و خضوع، اقبالؒ کا فلسفہ حضور
☆ تہذیبِ نفس: (زیرِ طبع)	خطرات و آفات نفس اور تزکیہ و تصفیہ باطن، دنیائے دنی اور نفس کی حقیقت
☆ رابطۂ شیخ: (جنگ پبلشرز: شائع ہو چکی ہے)	رابطۂ شیخ اور تصورِ شیخ کا جواز، شیخ طریقت سے حاصل ہونے والی روحانی توجہات، کمالات، معاملات اور تصرفات
☆ سنتِ مبارکہ: (جنگ پبلشرز)	سنت کا تعارف، مقام، افہام، اقسام، تاریخ، آئینی اور شرعی حیثیت، احیاء اور اتباع سنت کی ترغیب
☆ نشانِ منزل (انگریزی میں سنگِ میل سے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)	"Sign-Post of Salvation"

Marfat.com

☆ نشانِ منزل (اردو) — پابندی صوم وصلوٰۃ کی اہلیت پیدا کرنے والی
(سنگِ میل: چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں) — کتاب، دین کے بنیادی علوم مہیا کرتی ہے۔

☆ حسنِ نماز: — نماز کے مفصل معارف اور روحانی اسرار
(فیروزسنز: تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں) ۔ ضخامت ۹۳۲ صفحات

☆ سرمایۂ ملت: — ملت اسلامیہ کا چراغ، مسلمانوں کا علمی نصاب، سرمایۂ
(زیرِ تصنیف) — قرآن، اقبالؒ اور رومیؒ کی خدمات، مکتوبات لطیف

☆ متاعِ اخلاق: — اخلاقیات پر ایک خوبصورت اور دلچسپ کتاب
(زیرِ طبع)

☆ اسلام اور روحانیت: — تصوف کے علوم اور راہِ حق کی تلاش
(زیرِ طبع)

☆ مسلک اولیائے امت: — ان عقائد کی وضاحت جن پر جملہ اولیائے کرام قائم
(زیرِ ترتیب) — رہے۔

☆ مجلسِ اقبال: — اقبالؒ کے فارسی کلام کی فہرست جس کی مدد سے علامہ
(شیخ غلام علی پبلشرز سے چھپ چکی ہے) — کا کوئی شعر بھی ڈھونڈا جا سکتا ہے۔

☆ جنیدؒ و بایزیدؒ — روحانیت جنیدؒ و بایزیدؒ اور ان کے مقالات و احوال
(زیرِ طبع)

☆ عقل و عشق اور فلسفہ خودی: — کمالاتِ عشق اور اقبالؒ کا فلسفہ خودی
(زیرِ طبع)

☆ اکتساب رزق و انفاق: — قرآن کا روحانی انداز اکتساب و انفاق
(زیرِ تصنیف)

Marfat.com

☆ مسئلہ تقدیر:
نوجوانوں کی بے عملی کا خوبصورت حل

(زیر تکمیل)

☆ سخنورانِ کامل: (تقابلی جائزہ)
مصنف کے بڑے بھائی جناب کے۔ایم۔ نیاز کی غیر مطبوعہ تحریروں کا مرتب مجموعہ غالب کا چیدہ چیدہ شاعروں کے ساتھ تقابلی جائزہ

(زیر تکمیل)

☆ ثنائے خواجہ:
چند شعراء پر مفصل اور پر مغز تحریر۔

(زیر ترتیب)
مصنف کے نعتیہ کلام کا مجموعہ

Marfat.com

تعارف مصنف

نام	:	عبداللطیف خان نقشبندی
سال پیدائش	:	۱۹۲۷ء
مقام پیدائش	:	جالندھر
تعلیم	:	ایم۔ایس۔سی و دیگر محکمانہ تعلیمات
پیشہ	:	ڈائریکٹر (ر) محکمہ موسمیات لاہور،
		حال سرپرست ادارہ تبلیغ و ترویج
		اسلام اور سلسلہ درس و تدریس،
		سب لین ۱-اے ایکسٹینشن ذوالفقار سٹریٹ، کیولری گراؤنڈ،
		لاہور چھاؤنی
فون	:	۶۶۶۶۶۳۱-۶۶۶۵۴۷۵

اسلام کی ترویج و اشاعت میں جن مقتدر ہستیوں نے کردار ادا کیا ہے اور جن کے طفیل وطن عزیز میں آبادی کا بہت بڑا حصہ اسلامی تعلیمات سے روشناس ہوا ہے، ان میں ایک اہم شخصیت، مصنف کتاب ہذا پیر عبداللطیف خان نقشبندی بھی ہیں۔ موصوف اپنی دینی خدمات کے باعث ملک اور بیرون ملک، مذہبی حلقوں میں خاصے معروف ہیں۔ اگرچہ آپ نے چالیس برس کا عرصہ ایک ایسے محکمہ میں ممتاز عہدوں پر گزارا ہے جہاں آپ کا تعلق ماڈرن سائنس اور فنی مہارات کے متعلقات سے وابستہ رہا، مگر آپ نے اس محکمہ کی اہم ذمہ داریوں کے علاوہ اوائلِ شباب سے ہی دینی علوم اور تصوف کا مطالعہ کیا اور اب تک آپ

Marfat.com

متعدد رسائل اور مکتوبات کے علاوہ بیس سے زائد دینی کتب کے مصنف ہونے کا اعزاز بھی حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کے لاتعداد مضامین تصوف، روحانیت اور دیگر اسلامی عنوانات کے تحت نوائے وقت، جنگ اور خبریں جیسے اخبارات کے علاوہ مختلف دینی رسالوں کی زینت بن چکے ہیں۔ آپ کی نو کتب اب تک زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں جن میں ''نشان منزل'' (مع انگریزی ترجمہ) ''حسنِ نماز'' ''بیعت کی تشکیل اور تربیت'' ''حضورِ قلب'' ''مجلسِ اقبال'' ''رابطۂ شیخ'' ''سنتِ مبارکہ'' اور ''اقامۃ الصلاۃ'' قابل ذکر ہیں۔ آپ کی دیگر آٹھ عدد کتب ہنوز تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔

مذکورہ بالا تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ پیر عبداللطیف خان نقشبندی نے تبلیغ کا ایک انوکھا سلسلہ وضع کیا ہے۔ آپ مختلف مقامات پر کچھ لوگوں کے اجتماع میں دو تین دن کے لیے (صرف ایک گھنٹہ یومیہ) درس کا اہتمام کرتے ہیں، جس میں وہ جدید سائنٹیفک انداز میں اسلامی زندگی کے ایمان افروز حقائق اور قرآن و حدیث کے خوبصورت نکات سے آراستہ گفتگو کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو اس طرح گرما دیتے ہیں کہ ان کی زندگیوں میں حیرت انگیز کیفیت، زبردست انقلاب اور اسلامی ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات تو آپ چند منٹوں میں ہی لوگوں کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ آپ کے اس حسن تعلیم و تدریس اور فیض صحبت سے اب تک ہزاروں مسلمان نشۂ اسلام سے سرشار ہو چکے ہیں۔ مصنف کی خواہش ہے کہ اگر درسوں کے اس طریقے کو وسیع تر پیمانے پر رائج کیا جائے تو مسلمانوں کی کثیر تعداد بہت جلد اصلاح نفس اور تعمیر سیرت و کردار کی دولت سے مالا مال ہو سکتی ہے مگر اس کے لیے حکومت یا متمول حضرات کی توجہ کی اشد ضرورت ہے۔

Marfat.com

نیشنل بک فاؤنڈیشن

لاہور۔ راولپنڈی۔ واہ کینٹ۔ ملتان۔ بہاول پور۔ فیصل آباد۔ کراچی۔ سکھر۔ حیدر آباد۔

لاڑکانہ۔ جیکب آباد پشاور۔ کوہاٹ۔ ایبٹ آباد۔ کوئٹہ۔ ڈی آئی خان۔ بنوں

175 پے

Marfat.com